بخشش فیض قادر کارساز و بہین شیرازہ طراز دفتر راز و نیاز
سراج النظم
نواب سراج الدولہ مرزا علی محمد خان
باہتمام سید عابد علی لکھنوی در مطبع اثنا عشری مطبوع طبائع خاص و عام شد

سوجھتا مضمون تھا ذہن رسا کو آہ کا
پھر گیا آنکھوں مین نقشہ مدِ بسم اللہ کا

صاف باطن کے لیے حاصل ہی قرب اللہ کا
روح سے کچھ کم نہین رتبہ دلِ آگاہ کا

کون ہی آگاہ تیرے عشق کی توقیر سے
مرتبہ پوچھے کوئی یوسف سے تیری چاہ کا

تو نے عیسیٰ اور موسیٰ کو دیے کیا کیا لقب
انکو روح اللہ کا اونکو کلیم اللہ کا

حکم ہوتا ہی جو تیرا رہنمائی کے لیے
غولِ صحرائی چلن چلتا ہی خضرِ راہ کا

جانتا تیری غلامی کا اگر حلقہ اُسے
کان مین اپنے پہنتا مہر ہالہ ماہ کا

معنیِ فسخِ عزائم جب کیے دل نے خیال
ہو گیا ثابت نہین کوئی شریک اللہ کا

تو نے دنیا مین کیا کیا انتظامِ ظاہری
شاہ کو محتاج اپنا اور گدا کو شاہ کا

ناتوانون کو توانا گر تری قدرت کرے
کوہ سے کیونکر نہ پھر بڑھ جائے رتبہ کاہ کا

ہی حبیبِ کبریا کونین کا وہ بادشاہ
سارے عالم کو یقین ہی جسپہ ظلِّ اللہ کا

کون ہی فخرِ سلیمان جز علیِ مرتضےٰ
دیکے انگشتر دیا رتبہ گدا کو شاہ کا

فقر کی دولت ہے تو کردے مرے دلکو غنی
اے فلک طالب نہین مین تجھسے عز و جاہ کا

تھا یہ در پردہ زلیخا سے اشارہ آنکھ کا
چاہیے سرما مجھے یوسف کی گردِ راہ کا

وحشت اپنی کشتِ خاطر کو ہی سیلِ اشک سے
خوف اپنی خرمنِ دل کو ہی برقِ آہ کا

کسطرح چھوٹا ہوا پاؤن عدم کا قافلہ
پاے رہرو کا نشان کچھ ہی نہ گردِ راہ کا

کیون جنون پھر تلاشِ رزق مو آسیا
بندہ پرور ہی لقب یہ دل مرے اللہ کا

غزل دوم

اے جنون راہِ عدم مین سو طرح کے خوف ہیں
چھوڑنا دامن نہ توحید رسے خضرِ راہ کا

۱۰ شعر

ماہ کے دلمین ہی داغ اوس چہرۂ دلخواہ کا
خطِ نورس سے خجل ہوتا ہی ہالا ماہ کا

حاجیو جاؤ مبارک تمکو کعبے کا سفر
خود مرے پہلو مین گھر موجود ہی اللہ کا

ہوگیا عودِ جوانی زلیخا سے یقین
چشمۂ حیوان سے برتر مرتبہ ہی چاہ کا

مجھ گدا کو اے فلک کمل کا سایہ ہی بہت
تانا طولِ امل ہی خیمۂ و خرگاہ کا

فرق سے رسنا ذرا اے ساکنانِ آسمان
سرکشی پر ہی بہت شعلہ ہماری آہ کا

یہ فرشتون کی ہمین رو وادسے ثابت ہو
چاہ مین محبوس ہونا ہی نتیجہ چاہ کا

بیخودی مین بھی خبر رکھتا ہی اوسکے حالکی
مجھپہ یہ احسان ہی میرے دلِ آگاہ کا

بدمزا ہوسے کے سائل سے جو ہوتے ہین صنم
ہی بہت کڑوا مگر یہ سودا خدا کی راہ کا

یار کے گھر مین رقیبِ بیتذل آیا تو کیا
شیر کے بیشے مین ہوتا ہی گذر روباہ کا

اشک کے چھینٹے بجھا مین گے جگر کی آگ کو
دل کو کرتا ہی خنک گرمی مین پانی چاہ کا

منہ ہمارے آنسوؤنکا ہر گہ ساونکی جھڑی
ابر چھایا ہی فلک پر یا دھوان ہی آہ کا

یاالٰہی خیر کرنا طائرِ سدرہ کی تو
ہو نہ گردون پر نشانہ میرے تیرِ آہ کا

ہجر نے اک گل کے ایسا زار مجھکو کر دیا
ہی گمان عالم کو جسمِ ناتوان پر کاہ کا

اسلیئے بوٹے سے دی لی وسطِ طفلِ گلرو کی ہی شان
سب سے بالا تھا ہی مضمون قدِ کوتاہ کا

قدردان سامع سے بڑھتا ہی سخندانونکا دل
شاعرونکو شعر پڑھنے مین مزا ہی واہ کا

گر زبانِ خلق نقارہ خدا کا ہے بجا
پھر یقین کیونکر نہو انسان کو افواہ کا

جسمِ لاغر اوڑ گیا میرا ہواے شوق سے
بار کیا ہوتا بھلا دوشِ صبا پر کاہ کا

سنگِ اسود سے نہین کم خالِ رخسارِ صنم
بیت ابرو کی زیارت حج ہی بیت اللہ کا

لن ترانی کی صدا آتی ہی اوسکے بام سے
کیون نہو اوسپر یقین مجھکو تجلی گاہ کا

اوسکے حالِ عشقِ مجنون ای جنون کہتا ہی وہ
اب زمانہ مین چلن ہی چار دن کی چاہ کا

تیری وحدت کا مقر کونسا بندا نہ ہوا
کونسے دلمین ترے نور کا جلوا نہ ہوا

مور کو پیلِ دمان سے ضرر اصلا نہوا
ناتوان کب تری طاقت سے توانا نہوا

تیری رحمت سے جو ادنا تھا کب اعلا نہوا
ذرہ خورشید کہ قطرہ دلِ دریا نہوا

مرسلون مین کوئی محبوبِ خدا سا نہوا
یون نبی اور بھی تھے پر کوئی ہمتا نہوا

کس پہ یہ عالمِ ایجاد مین افشا نہ ہوا
جز علی گھر مین خدا کے کوئی پیدا نہوا

عمر بھر ہم سے صد افسوس کچھ اصلا نہوا
قابلِ بندگیِ رب کوئی سجدا نہوا

فضل حافظ جو ہوا خالقِ اکبر تیرا
سنگِ خارا سے ذرا شیشے کو صدما نہوا

سختیان بارِ غضب کی ترے کس سے اوٹھین
کوہ تک پس کے کب اک آن مین سرما نہوا

ہے حدیثِ شبِ معراج سے عالم آگاہ
مرتبہ کون سا محبوبِ خدا کا نہ ہوا

آکے پانون مین نعلین وہان تھی کہ جہان
سجدہ کرنے کو ملائک کا گذارا نہوا

چاند دو ٹکڑے ہوا رجعتِ خورشید ہوئی
منحرف حکمِ نبی سے کوئی اصلا نہوا

حامیِ دینِ خدا قوتِ بازوے نبی
بخدا عاشقِ اللہ علی سا نہ ہوا

فضلِ خالق سے جو بندہ ہے خدا کہلایا
جز علی کوئی بھی اس شان کا بندا نہوا

حق کے جن رازون سے تھے احمدِ مرسل آگاہ
راز تھا کون جو حیدر پہ ہویدا نہ ہوا

ساتھ احمد کے وہان تھے شبِ معراج علی
جس جگہ روح امین کا بھی گذارا نہوا

ہر پیمبر کو عنایت ہوئے کیا کیا نہ شرف
پر عطا پنجتن پاک کا مرتبا نہ ہوا

پانوٗن پھیلا کے نہ آرام سے سویا اکدن
کب مجھے پرسشِ اعمال کا کھٹکا نہوا

اوسکی رحمت جو ہوئی حشر مین بخشش کا سبب
مجھ گنہگار کے اعمال کا بدلا نہ ہوا

غزل ۲

ای جنون ہر وہی مردود خدا عقبیٰ مین
پنجتن کا جسے دنیا مین وسیلا نہ ہوا

۱۵ شعر

عشق کب اوسکے رخِ پاک سے پیدا نہوا
کب یہ دل صورتِ آئینہ مصفا نہ ہوا

یہی بہتر تھا جو بیمارِ غم اچھا نہ ہوا
شکر صد شکر کہ احسانِ مسیحا نہوا

عشق اوس پردہ نشین کا نہ چھپائے سے چھپا
جسکے دیوانہ مین کس شہر مین رسوا نہوا

فرطِ حیرت سے نہ کب صورتِ تصویر بنا
آئنہ رو تجھے کب دیکھ کے سکتا نہ ہوا

گورِ تاریک مین ہر روح کو اوجھن کیسی
بعد مرنے کی بھی کم زلف کا سودا نہوا

چشم کو چشمۂ بے فیض کہین گے مردم
اوس گلی مین جو روان اشک کا دریا نہوا

کوئی دنیا مین نہین بے سر و سامان مجھسا
وصلِ ساقی جو ہوا ساغرِ صہبا نہوا

کبھی سکتہ کبھی غشِ مرد کی حالت تھی کبھی
فرقتِ یار مین کیا حال ہمارا نہ ہوا

سچ تو یہ ہے کہ نہ تجھسا کوئی ہوگا جھوٹا
حشر کے دن بھی وفا وعدۂ فردا نہوا

خالِ ہندو کی پرستش نے بنایا کافر
دور سر سے کبھی اوس زلف کا سودا نہوا

دردِ دل کا نہوا یار سے درمان افسوس | مرض الموت مسیحا سے بھی اچھا نہ ہوا
پوچھ تو حالِ دلِ ناشاد زبان سے کہتا | طفلِ اشک آنکھ کے گہوارے مین گویا نہوا
گردشِ بخت نے لیجا کے وہان پونہچایا | جس دوراہے سے نشان راہ کا پیدا نہوا
چیختے چیختے بلبل کا گلا بیٹھ گیا | میرے نالے کے مقابل کوئی نالا نہوا

غزل ۲ — ۱۳ شعر

ای جنون بندہ نوازی ہے تجھے خالق کی
کونسا عیش کا سامان مہیانہ ہوا

جانِ جان تم سے وفا وصل کا وعدہ نہوا | دلمین کس روز مرے خونِ تمنا نہوا
عشق کا روگ کسے چاہ مین پیدا نہوا | کس خریدار کو یوسف ترے سودا نہوا
نالہ کب صورِ سرافیل کا ہمتا نہ ہوا | کب جہان برہم و درہم تہ و بالا نہوا
تو جلایا کیے وہ غیر کے بھڑکانے سے | شعلہ رویون سے کچھ اس بات کا شکوا نہوا
جان لی جانکے بے جرم و خطا قاتل نے | پر ہمین روزِ جزا خون کا دعوا نہ ہوا
نالہ و آہِ دلِ زار نے غمازی کی | کونسا رازِ نہان تھا کہ وہ افشا نہوا
پانؤن پھیلا کے نہ صیاد کو سونا ملتا | تیرے نالون مین اثر بلبلِ شیدا نہوا
ہجر مین جان دی اک پردہ نشین کے مین نے | شکر ہے رازِ نہان عشق کا افشانہ ہوا
طفلِ اشک آنکھ سے آیا نہ مرے دامن تک | دلکے دلمین رہے ارمان کوئی پورا نہوا

اونکے دیدار کا ہے وعدۂ فردا ہم سے
حشر کے دن بھی قیامت ہی جو ایفا نہوا

شورِ خلخال سے اب ہو گی قیامت برپا
قدِ بالا سے جو عالم تہ و بالا نہ ہوا

خفقان وحشتِ دل دردِ جگر بیہوشی
کونسا روگ ترے عشق مین پیدا نہوا

غزل ۶

امتحان کو گئے سو بار جنون گلشن مین
داغِ حسرت کے مقابل کبھی لالا نہ ہوا

شعر ۲۲

مقر دل سے ہون توحیدِ خدا کا
وہ خالق ایک ہی ارض و سما کا

تصور دل مین رکھہ ربِ علا کا
زبان سے کام لے شکرِ خدا کا

کر اقرارِ نبوت مصطفا کا
وسیلہ ڈھونڈ ختم الانبیا کا

عجب رتبہ ہے محبوبِ خدا کا
درِ یکتا ہے تاجِ انبیا کا

نہ کیون مداح ہون شیرِ خدا کا
وصی ہے وہ حبیبِ کبریا کا

نہ کیون دل اِس غلامِ باوفا کا
بنے بندہ نصیری کے خدا کا

بشر تو کیا ملائک کی زبان سے
بیان کیا ہو علی کے اِتقا کا

خدا کے فضل سے روح الامین بھی
رہا پیرو ہمارے پیشوا کا

ہوئی ہے لبرا و سیدم مشکل آسان
لیا ہے نام جب مشکل کشا کا

علی کا زور کس مونہہ سے بیان ہو
خدا کا ہاتھہ بازو مصطفا کا

خدا شاہد ہے قرآن سے عیان ہے
علی پر خاتمہ جود و سخا کا

بتائین تو خفیف العقل جاہل
نہین آیا ہے سورہ ہل اتے کا

ہوا کس کا فزون مریم سے رتبہ
کسے مالک کیا روزِ جزا کا

ہے اسکا آیۂ تطہیر شاہد
یہ رتبہ ہے بتولِ پارسا کا

ولا دلمین ہے اپنے اوس ولی کی
ازل سے عشق ہے جسکو خدا کا

مری قسمت کا پونہچیگا مجھے رزق
وہین بھرتا ہے رازق آسیا کا

رہا فرقت مین جب دل پر نہ قابو
بھروسا کیا ہمین آہ رسا کا

ہوا ہے دشمنِ جان یار جانی
گلا کیا کیجیے نا آشنا کا

ہمیشہ جانِ جان سر مین ہمارے
رہا سودا ترے زلفِ دوتا کا

وہین مین رزق ہی گردش قدم مین
چلن اچھا نہین یہ آسیا کا

نہین کچھ دل کے دینے مین تامل
مگر ہان خوف ہے تم سے دغا کا

غزل

حباب آسا ہے کیا دم کا بھروسا
جنون یہ کارخانہ ہے ہوا کا

شعر ۱۵

سو نہ دکھانے مین دگر ارعش ہوش مین آ
لن ترانی نہ سنونگا مری آغوش مین آ

اے سخن بزم ادب ہے نہ یہان جوش مین آ
ہان بہکنا ہو تو اوسکے لبِ مینوش مین آ

ہون وہ پیاسا جو مری پاس نہو دلو و رسن — چاہ پانی سے کے جوش مین آجو شمین آ

ہی تجھے عفو جرائم کی جو خواہش ای دل — مجلس شاہ عطا پاش و خطا پوش مین آ

دل دریا ترا مشتاق ہے ای ابر کرم — چشم گرداب مین پھر موج کے آغوش مین آ

پردہ رہجائے دم حشر یہ خواہش ہی اگر — حلقۂ بزم شہیدان کفن پوش مین آ

خط ذقن پر ہی تجھے موت کا پیغام ای دل — ہی جو دانا نہ فریب چہ خس پوش مین آ

جبسے محروم ہم آغوشی جانانسے ہون مین — گور چلاتی ہے ہر دم مرے آغوش مین آ

حال کھلجائے تجھے سرو چمن کا قمری — ایکدن جلوہ گہ سرو قبا پوش مین آ

ای گہر رہ کے صدف مین نہ بڑہیگی تری قدر — آبرو ہو تجھے درکار تو اوس گوش مین آ

چرخ پر رہ کے ملیگا یہ ستارے سے کہو — ہو چمکنا تو کسی ماہ کی پاپوش مین آ

وصل مجھ سے نہین ایجان جو منظور نظر — مردم دیدۂ مشتاق کے آغوش مین آ

برق چمکی وہ مری آہ کی ای طفل سرشک — چشم مین ڈر ہو جو تجکو مرے آغوش مین آ

دل محزون پہ بہت اُمڈے ہین بادل غم کے — چشم تر تو بھی سمندر کی طرح جوش مین آ

غزل

کسکو دیکھا ہی جنون تو جو ہی از خود رفتہ — بیخودی اتنی نہین خوب ذرا ہوش مین آ

شعلہ

کل کا وعدہ جو کیا وعدہ فردا ٹھہرا — کسقدر یار قیامت کا تو جھوٹا ٹھہرا

شہ پری تیری مقابل نہ چھلاوا ٹھیرا
برق وش یار مگر سحر کا پتلا ٹھیرا

گیا کہوں میں دہن غنچہ دہان کیا ٹھیرا
عجز ہو فکر کو جسمیں وہ معما ٹھیرا

شور کرتی ہین نگاہین ترے عشق مین انکہ ہا ٹھیرا
چاہ کا اے مہ کنعان یہ نتیجہ ٹھیرا

بوسۂ دست حنائی پہ ہوئے ہاتھ قلم
خون بہانے کا ہمارے یہ بہانا ٹھیرا

ہیہات ہو نہ ادا جو مکان وحشت ہرجائی کا
جز دل صاف نہ کعبہ نہ کلیسا ٹھیرا

شعلہ رو تونے جو تسکین دل بیتاب کو دی
آگ پر معجزۂ حسن سے پارا ٹھیرا

مرض دل کو اٹھا ہے جو پوچھا ہنسے
خفقان جسکو سمجھتے تھے وہ سودا ٹھیرا

جا کے بازار محبت سے یہ دل پھر آیا
مفت کا مال وہ سمجھے تھے نہ سودا ٹھیرا

شکر الحمد تمنائے دلی بر آئے
وعدۂ وصل صنم شکر خدایا ٹھیرا

ایک مدت سے میں رکھتا تھا تمنائے وصال
آگئی موت جب اوس تک مرا جانا ٹھیرا

دل مضطر کو مرے آج نہ کل آئے گی
وصل کا اوس سے اگر وعدۂ فردا ٹھیرا

یاد میں تیری رہا آنکھوں سے سیلاب رواں
تو نہ بھولے سے کبھی آکر لب دریا ٹھیرا

صبح ہوتے ہوئے اب کہتے ہو ہم آئینگے
شام کا وعدہ تھا یا نور کا تڑکا ٹھیرا

کچھ یہ خال رخ زیبا ہی پہ موقوف نہین
جو پھنسا دام میں گیسو کے وہ دانا ٹھیرا

رخ کے چھونے سے جو ہر وقت یہ بل کہاتے
گیسوئے یار مگر گنج کا کالا ٹھیرا

مصحفِ رخ کا جو بوسہ کسی صورت نہ دیا / گبر ٹھہرا ترے نزدیک میں ترسا ٹھہرا

دامِ فکر اپنا شب و روز بچھا رہتا ہے / جیسے مضمون دہنِ یار کا عنقا ٹھہرا

لن ترانی نہ ہے یار یہ ہر دم ہم سے / اپنا عاشق ہمیں تو جان نہ موسیٰ ٹھہرا

غزل ۹

تمنے جس قاتلِ عالم سے رکھی جان عزیز / ای جنون دشمنِ جانی وہ تمہارا ٹھہرا

شعر

عشق میں اوس رشکِ لیلیٰ کے یہ لاغر ہو گیا / جسم میرا بید مجنون کے برابر ہو گیا

دلکو سوزی پاسبان کا ڈر ہوا جسر و رہے / در ترا ای یار ہمکو کامِ اژدر ہو گیا

ہر گھڑی پیشِ نظر اپنے ہوا وسکا روی صاف / آئینہ بیکار تیرا اے سکندر ہو گیا

شوقِ کوے یار میں ہر دم جو سرگرداں رہا / یہ دلِ وحشی بھی صحرائی کبوتر ہو گیا

کوی جانان یاد جب جنت میں آیا بعد مرگ / میرے حق میں آبِ کوثر آبِ خنجر ہو گیا

کچھ ہماری آہ نے پیدا کیا اولٹا اثر / موم جسکا دل تھا سنتے ہی وہ پتھر ہو گیا

چاہتا ہوں دم نکلجائے نکلتا کیوں نہیں / طائرِ جان ہجر میں کیا مرغِ بے پر ہو گیا

تجھ سے بہتر جاننا مذہب میں اپنے کفر ہے / تو خدا ای حسن ہی یوسف پیمبر ہو گیا

جسکے گھر ای سیمتن تو نے قدم رنجہ کیا / وہ ترے فیضِ قدم سے صاحبِ زر ہو گیا

سر کے بل اوس شاہ خوبان کی گلی میں ہم چلے / پانوں کو پاسِ ادب سدِ سکندر ہو گیا

خضر نے بھی جبکہ بتلائی نہ راہِ کوی دوست
شوقِ مرشد شوقِ ہادی شوقِ رہبر ہوگیا

غزل

ای جنون کی عشق نے یہ کشش بعدِ فنا
فاتحہ خوانی کو مرقد پر جو دلبر ہوگیا

شعر ۲۴

جب سے مین پابند اوس زلفِ رسا کا ہوگیا
وحشتِ دل بڑھ گئی ایسی کہ سودا ہوگیا

سارے عالم مین ذلیل و خوار و رسوا ہوگیا
کیا کہون الفت مین تیری مجھپہ کیا کیا ہوگیا

سب مین اونکے بام پر آنے کا شہرا ہوگیا
کثرتِ عشاق سے رستے مین میلا ہوگیا

تا فلک نالے سے میرے تیرا شہرا ہوگیا
حسن کا حور و ملائک مین بھی چرچا ہوگیا

مین جو گریان دیکھکر وہ قدِ بالا ہوگیا
سرو کا حسن آبِ جاری مین دوبالا ہوگیا

نقدِ جان بازارِ الفت مین لیئے پھرتے ہین ہم
جب سے یوسف کی خریداری کا سودا ہوگیا

کیا تپِ فرقت سے جلتا ہی ہمارا جسمِ زار
خون کا جو قطرہ تھا آتش کا شرارا ہوگیا

بات اونسے میرے مطلب کی ہنسی مین ٹالدی
جو رقیبون نے کہا فوراً پذیرا ہوگیا

جان جانی تھی مری چاہِ ذقن مین ڈوبکر
اسلیئے مین دیدۂ دانستہ اندھا ہوگیا

اور کچھ انکار کرنے کے سوا آتا نہین
دل مرا اونکے لبِ شیرین سے کھٹا ہوگیا

جب تصور مین تمہارے مین نے آنکھین بند کین
تھا جو کچھ منظور آنکھون کو ہویدا ہوگیا

بوریاے فقر مجکو مسندِ زربفت ہے
خاکساری پر مرا جس دن سے تکیا ہوگیا

چھپ سکا ہے نہ عشق اوس شاہدِ مستور کا
کھل گیا آخر کو پردہ راز افشا ہوگیا

وصل کی شب جب کیا میں نے برہنہ یار کو
دیکھکر آئینہ زانو کو سکتا ہوگیا

صورتِ زیبا ہی تیری جب سے منظورِ نظر
آئینہ کی شکل میرا دل مصفا ہوگیا

وصل میں آگہ جو اوسکو مطلب ولے کیا
ہنسکے یون کہنے لگا کیون تجکو سودا ہوگیا

عود کرنا قصرِ تن میں روح کا ممکن نہین
دم میں تھا کچھ اور دم میں اور نقشا ہوگیا

فتنون پر رحم ہم سمجھے تھے آئیگا اوسے
گرتے ہی قدمون پہ اوسکے حشر برپا ہوگیا

آبرو کسطرح دیکھوں دیدۂ تر کی رہے
میری آہِ آتشین سے خشک دریا ہوگیا

میرے گھر وہ سرو قد آنے پہ پھر راضی ہوا
اندنون سرسبز پھر نخلِ تمنا ہوگیا

شاعرون کو تھے دہانِ تنگ پر کیا کیا گمان
بولنے سے آپکے حل یہ معما ہوگیا

ای پری رو تیرے دیوانونکی یہ کثرت ہوئی
شہر ویران ہوگیا آباد صحرا ہوگیا

جان لے پیمانۂ بیہوش کا ٹپکے گلا
ساقیِ بدمست سے گر خونِ مینا ہوگیا

اب تو ہنستے ہو ہماری آہِ بے تاثیر پر
روئیگا گر اثر نالون مین پیدا ہوگیا

سخت جانون سے کنارا موت بھی کرتی رہی
جب گیا مین ڈوبنے کو خشک دریا ہوگیا

مردمِ دیدہ سے اوس پردہ نشین کو تھی حیا
بند آنکھیں ہوگئیں کہدو کہ پردا ہوگیا

ہر بُنِ مو سے انا الحق کی صدا آنے لگی
جب سے گستاخ اپنا عشقِ بے محابا ہوگیا

ی صنم ہے آتش جلکر وہ یا رنگ حنا
دستِ رنگین قدرتِ حق کا تماشا ہو گیا

لیان آنکھون مین چبتی ہین زبس ناگہ صنم
پنجہ مژگان مین تارِ اشک مالا ہو گیا

بھولے غم اپنا مرا غم سنتے ہی سب اہل درد
داغِ دل کو دیکھکر بے داغ لالا ہو گیا

ورے گورے مونہہ پہ ہو زلفِ سیہ جیرکی جا
یاسمن کا سانپ کیا باعث جو کالا ہو گیا

سکرایا باغ مین جسوقت وہ غنچہ دہن
خندہ گل بلبلِ شیدا کا نالا ہو گیا

نک کی جا چشم سے بہتا جو ہو دریا خون
ہو یقین دل مین مگر خونِ تمنا ہو گیا

غزل ۲

ای پری ہر چند دیوانے ترے کثرت سے تھے
جامہ وحشت جنون کے تن پہ زیبا ہو گیا

شعر ۲۵

ل کو رخ سروِ سہی کو قدِ جانان سمجھا
سنبلِ باغ کو مین گیسوی پیچان سمجھا

سو تیون سے کہین بہتر دُرِ دندان سمجھا
لبِ لعلین سے خجل لعلِ بدخشان سمجھا

لِ نالان پہ ہوا بلبلِ نالان کا یقین
کثرتِ داغ سے سینے کو گلستان سمجھا

ھر تو کیسا کہ مین در تک بھی نہ آنے پایا
کچھہ حقیقت نہ مری آپکا دربان سمجھا

کہین شبِ وصل عجب طرح کی باتین اونسے
کبھی دانا اونسے سمجھا کبھی نادان سمجھا

یا دِ دندان مین جو بیتابیِ دلسے رویا
ہر دُرِ اشک کو اپنے دُرِ غلطان سمجھا

وحشتِ دل مین جو سوجھی مجھے اولٹی سوجھی
باغ صحرا کو تو گلشن کو بیابان سمجھا

دہنِ تنگ پہ غنچے کا یقین تھا مجھکو
مسکرانے سے تمہارے گل خندان سمجھا

کسطرح سے تری رہ رہکے نہ خاطر کرتا
مین تو اے عمرِ دو روزہ تجھے مہمان سمجھا

آشنا جب سے ہوئی کلمۂ طیب سے زبان
تجکو احمد کا وصی اے شہِ مردان سمجھا

ہجر کا غم ہے نہ کچھ وصل کی شادی مجکو
رنج و راحت کو ترے عشق مین یکسان سمجھا

دامِ گیسو سے نہ صیاد رہائی دے گا
دلِ نالان کو اگر مرغِ خوش الحان سمجھا

باندھکر پر سے وہ لایا ہے جوابِ خطِ شوق
یار کو میرے جو قاصد شہِ خوبان سمجھا

جب ترے جلوۂ عارض کے مقابل دیکھا
صورتِ آئنہ خورشید کو حیران سمجھا

عشق نے درسِ جنون دیکے یہ مغرور کیا
قیس وحشی کو مین اک طفلِ دبستان سمجھا

نظر آیا جو کبھی کعبۂ رخسارِ صنم
چاہِ زمزم بخدا چاہِ زنخدان سمجھا

صبحِ پیری جو نظر آئی شبِ فرقت مین
جانبِ ملکِ عدم کوچ کا سامان سمجھا

دور سے دیکھ کے دروازۂ جنت کھولا
مجکو رضوان جو غلامِ شہِ مردان سمجھا

خضر کا سبزۂ خط پر جو ہوا صاف یقین
دہنِ یار کو مین چشمۂ حیوان سمجھا

رخ و کاکل کی محبت کا یہ انجام ہوا
کوئی کافر مجھے اور کوئی مسلمان سمجھا

کھل گئی دیکھتے ہی خط کے حقیقت ساری
عارضی حسن کو پہلے نہ وہ مہمان سمجھا

چاہتا ہے کہ حسینون کی سنون مین باتین
ایسی باتین نہ مجھے اے دلِ نادان سمجھا

سبکو دھوکا یہ دیا حسن کی نیرنگی نے
حور سمجھا کوئی تجھکو کوئی غلمان سمجھا

کیا کہون یار جو سمجھا در و دربان کو ترے
در جنت اسے سمجھا اوسے رضوان سمجھا

غزل ۱۲

یار سے مہر و محبت کی توقع ہے عبث
اے جنون کیا تو پریزاد کو انسان سمجھا

شعر ۲۱

اگر پہلو مین اے جان تو رہے گا
دلِ بیتاب پر قابو رہے گا

نہین رہنے کے رنج و یاس و حرمان
مکانِ دل مین جب سے تو رہیگا

خدا کا حکم یون پونہچانے کو (ق)
علی کا کفر پر قابو رہے گا

وصی تیرا ابلاشک ہے ید اللہ (ق)
یہ تیرا قوتِ بازو رہے گا

کہا یون جنگ خیبر مین نبی نے (ق)
بیان اس زور کا ہر سو رہے گا

اوکھاڑین گے درِ خیبر کو حیدر
نہ یہ چوکھٹ نہ یہ بازو رہے گا

ہوئین جس دم یہ اپنی بند آنکھین
تو ہی پیشِ نظر ہر سو رہے گا

نہ تجہسے گالیان غیرون پہ رکھکر
یہ ہم سے پینچ کا پہلو رہے گا

وہ خاکِ پا علاجِ دردِ سر ہے
مرے ماتھے پہ کیا کاہو رہے گا

سمندر بھی نظر آئے گا پایاب
نہ چشمِ تر مین جب آنسو رہے گا

جو دیکھا نقرئی موباف تیرا
تو گلشن مین گلِ شبّو رہے گا

فقیری مین نشانِ بوریا سے
لباسِ جسم پر اُتو رہے گا

نہ باز آئیگی مفسد مُفسدے سے
ہمیشہ نیش زن بچھو رہے گا

شبِ فرقت مین کیون بیتاب دل ہے
یہ کس کروٹ یہ کس پہلو رہے گا

بنے رونے سے گر ہم پیرِ کنعان
نہ طفلِ اشک پر قابو رہے گا

مرے صیاد کی آنکھین جو دیکھین
نہ صحرا مین کوئی آہو رہے گا

جو اکدم جان تم پہلو سے سرکے
مرے دل پہ مرا قابو رہے گا

نظر آئیگی دنیا ہو کا عالم
فنا سب ہونگے باقی تو رہے گا

خزان مین دیکھنا ای چشمِ نرگس
نہ یہ افسون نہ یہ جادو رہے گا

جب اوس سے حالِ دل کہنے پہ آئے
بھلا ہم سے کوئی پہلو رہے گا

غزل ۱۳

رہا سودے مین گریہ زورِ وحشت
جنون کا دل پہ کیا قابو رہے گا

شعر ۱۰

بسکہ رحم اوس بتِ کافر کو خدا نے نہ دیا
خانۂ دل مین تصور مرا آنے نہ دیا

بوسہ سیبِ ذقنِ ماہِ لقا نے نہ دیا
گلشنِ حسن کا خط ہمکو اوٹھانے نہ دیا

آبیاری تو بہت دیدۂ نمناک نے کی
پر کسی طرح ثمر نخلِ وفا نے نہ دیا

چور رشوت مین نہین دیتے ہین کیا کیا لیکن
ایک بوسہ ہمین اوس دزدِ حنا نے نہ دیا

ای بتو عشوہ و انداز بہت ہمکو دیے	صبر کرنے کو دل اک ہمکو خدا نے نہ دیا
نزع کے وقت جو یار آیا تو یارا ای کلام	ناتوانی نے مجھے اوسکو جتانے نہ دیا
یاد مین سنبل گیسو کے دم سرد بھرے	باغ مین لطف مجھے ابر و ہوا نے نہ دیا
سر کے بل مینے رہ وادی الفت طے کی	ساتھ جسوقت مرا طاقت پا نے نہ دیا
عالم فقر مین میرا نہوا رتبہ کم	اپنے سایہ مین ٹھہرنے جو ہما نے نہ دیا
ہی یقین ہو گی بس اس غم سے مری جان ہوا	مژدہ وصل اگر پیک صبا نے نہ دیا
کون عقدہ تھا کہ جو کام مین میرے نہ پڑا	کونسا پیچ تری زلف رسا نے نہ دیا
خوان عالم مین تھی کونسی نعمت لیکن	مجکو قسمت نے سوا رنج کے کھانے نہ دیا
مین مسلمان تھا وہ شاید مجھے کافر سمجھا	مصحف رخ کو کبھی ہاتھ لگانے نہ دیا
پونہچی دشمن کو بھی ایذا نہ مرے نالون سے	بخت خفتہ کو کبھی مینے جگانے نہ دیا
خواب مین دیدہ نظارہ مرے باز رہے	حکم اوسے جلوہ نمائی کا حیا نے نہ دیا
جانے دیتے نہ تمہین دل کے صنم خانہ سے	اتنا مقدور بتو ہمکو خدا نے نہ دیا

غزل ۳	ای جنون پانون پڑا ہاتھ بھی جوڑے مینے نہ دیا دل کو مرے دزد حنا نے نہ دیا	شعر ۱۳

دشمن جان جب سے جانانہ ہو گیا	آب شمشیر آب حیوان ہو گیا

کشتِ دل پر تیر باران ہوگیا
جو اوگا دانا سو پیکان ہوگیا

جب دیا درسِ محبت عشق نے
عقلِ کل طفلِ دبستان ہوگیا

بسکہ ہے پیشِ نظر اک رشکِ حور
گنجِ زندان باغِ رضوان ہوگیا

حالِ چشمِ تر پہ فوارے کی طرح
میرا خامہ اشک ریزان ہوگیا

حسرتوں کی بسکہ کثرت دل مین ہے
قید یون سے تنگ زندان ہوگیا

لختِ دل مژگان پہ ہین ہمراہِ اشک
کیا لبِ دریا چراغان ہوگیا

مصحفِ رخ مس کرے ہندوئی زلف
کب سے یہ کافر مسلمان ہوگیا

ہجر مین آنے نہ پایا خوابِ عیش
موئے مژگان چوبِ دربان ہوگیا

فرطِ گریہ نے بہائے لختِ دل
لعل سے خالی بدخشان ہوگیا

نامہ بر تو نے قدم رنجہ کیا
جب روانہ قاصدِ جان ہوگیا

ناتوانی نے یہ کی ہے پشت خم
اپنا دامن بھی گریبان ہوگیا

دیکھنے آیا جو وہ عیسی نفس
درد میرے حق مین درمان ہوگیا

آتشِ غم نے جلایا اس قدر
طائرِ دل مرغِ بریان ہوگیا

بعد مرنے کے مرا ہر استخوان
شانۂ زلفِ پریشان ہوگیا

نیک و بد مین فرق کچھ کرتا نہین
اسقدر دل کب سے نادان ہوگیا

جامہ زیبون پر کیا ترکِ لباس
صورتِ آئینہ عریان ہوگیا

کھائے اوس گل کی محبت مین یہ داغ
مرغِ دل طاؤس بستان ہوگیا

ساتھ اپنے لے گیا جو داغ مین
گور پر اون سے چراغان ہوگیا

جوش گریہ سے رگِ ابرِ بہار
ای جنون ہر موے مژگان ہوگیا

غزل ۱۵ — شعر ۱۴

تجھسے ای جانِ جہان جب ترا شیدا چھوٹا
جان ہی جاتی رہی روز کا جھگڑا چھوٹا

سبکو منظور جو ہو کوچۂ جانان کا طواف
شیخ سے کعبہ برہمن سے کلیسا چھوٹا

پا بزنجیر جو یوسف کو کیا زندان مین
سلسلہ تجھسے محبت کا زلیخا چھوٹا

سیرِ گلشن سے مجھے ہجر مین صدمہ یہ ہوا
غنچہ چٹکا تو مین سمجھا کہ طمنچا چھوٹا

کس کے باندھو دلِ وحشی کو ذرا گیسو سے
پھر نہ ہاتھ آئیگا جب آہوے صحرا چھوٹا

روح و قالب کی جدائی مین یہی ہوتا ہی
جیتے جی پھر نہ ملا یار سے ایسا چھوٹا

جسکے آگے نہین کچھ دولتِ کونین کی قدر
جان و دل دیکے مین اوس شوخ کو سستا چھوٹا

ہون وہ بیہوش کہ معلوم نہین طائرِ دل
دامِ کاکل مین کسی کے ہے پھنسا یا چھوٹا

قرص کافور نظر آئے گا قرصِ خورشید
داغ دل کا مرے جب روز کہ پھاہا چھوٹا

آنکھ نظارۂ عالم سے جو کی ہمنے بند
منظرِ چشم مین کون آیا جو پردا چھوٹا

سنگِ مرقد مرا آئینہ بنا مرگ کے بعد
خط ہمین مشورۂ غیر سے لکھا اوسنے
عمر بھر پنجۂ مژگان مین رہا مجنون کے

مجھسے نظارۂ خوبان کا نہ لپکا چھوٹا
بعد مدت یہ نئی طرح کا شوشا چھوٹا
نہ کبھی دامنِ نظارۂ لیلا چھوٹا

غزل ۱۵

جان کہ کہکے جنون جاندی آخر اوسپر
یہ جو تھا تکیہ کلام اپنا نہ اصلا چھوٹا

۱۲

راتون کو ترے وصل کے دن یاد کریگا
صیاد ستم تازہ یہ ایجاد کریگا
کچھ غم نہین پیش آئے وہ بت سنگدلی سے
ہو جائیگا وہ حق مین مرے ظلم اگر اسپر
ہو زلفِ مسلسل کا جو سودا مرے سر مین
دہشت سے نکل جائیگا دم جوشِ جنون مین
نفرت رہے اک عمر مرے سائے سے جنکو
عالم کو فراموش کیا یاد مین جس کی
اچھے نہین اے بت یہ ستم خلقِ خدا پر
بے پردہ نہ عارض کو کرو غیر کے آگے

فرقت مین خوشی کیا دلِ ناشاد کریگا
پر کاٹ کے اکدن مجھے آزاد کریگا
اللہ مرے دل کو بھی فولاد کریگا
سر کاٹنے مین دیر جو جلاد کرے گا
پابندِ سلاسل نہ مجھے صاد کریگا
گر قصد لہو لینے کا فصاد کریگا
تسخیر اونھین کو مرا ہمزاد کرے گا
بھولے سے کبھی مجکو نہ وہ یاد کریگا
بندہ کوئی اللہ سے فریاد کرے گا
رخ سوے ارم سیر کو شداد کرے گا

گریان جو تری زلف نے مجھ زار پہ کی ہین
ایسی تو نہ بختی کبھی فولاد کرے گا

غزل ۱۔

مطلق نہین خاطر پہ گران طوق و سلاسل
کیا دل مین جنون وحشتِ حداد کریگا

شعر ۲۱

کشتہ ترا تا حشر تجھے یاد کرے گا
ہر دم دہن زخم سے فریاد کرے گا

راحت کی طلب گر دلِ ناشاد کریگا
کیا جانے فلک کیا ستم ایجاد کرے گا

گھبرا نہ قفس مین بہت ای مرغِ گرفتار
صیاد کبھی تو تجھے آزاد کرے گا

دنیا کے خرابے سے بہت تنگ ہی یہ دل
جا کر عدم آباد کو آباد کرے گا

گردش کو مری دیکھکے چکر مین فلک ہین
تقلید مری کیا مرا ہمزاد کرے گا

ہو جاؤنگا قربان کسی ابرو کی کمان کے
جس روز خطا ناوکِ بیداد کریگا

مجنون بھی چلیگا تو چلین پر مرے ای چرخ
شاگرد ہی تبعیتِ استاد کرے گا

ای دیدہ تر قافلۂ اشک روان کر
دل اشلِ جرس نالہ و فریاد کریگا

فیضِ قدمِ وحشتِ دل سے یہ یقین ہے
ہر رگ مین گذر نشترِ فصاد کریگا

ای وحشتِ دل آتی ہی پھر فصلِ بہار ہے
پھر آکے مسلسل مجھے حداد کریگا

اوس بت کا کھنچا ٹھیک جو نقشہ تو یقین ہے
دعوائے خدائی ابھی بہزاد کریگا

پھر لائینگے ہم دل کا خریدار کہان سے
وہ سرو غلامی سے جو آزاد کریگا

دم مارنے کی جا نہین نکلے گا جو نالہ
محنت مری برسونکی یہ برباد کریگا

آتش ہے مرے تن مین سراسر عوض خون
گرمی سے حذر نشتر فصاد کرے گا

ای جان تجھے دونگا مین جان اوسکے صلہ مین
گر تازہ ستم تو کوئی ایجاد کرے گا

گلگیر سے کاٹے گا سر شمع اگر وہ
خاکستر پروانہ کو برباد کرے گا

اوس بت کو جو دیکھا تو نہین بچنے کا ہرگز
اک قہر خدا حسن خداداد کریگا

خندان دہن زخم ہین قاتل کے کرم سے
کیا اس سے زیادہ کوئی اب شاد کریگا

ہر گھر مین رہیگا مرے اس ونیکا رونا
عالم مری فریاد سے فریاد کرے گا

گرد سر صیاد پھرونگا مین ہمیشہ
جاؤنگا کہان گر مجھے آزاد کریگا

شعر ۱۲	رو رو کے جنون رام بنائیگا صنم کو بند اشک کے شیشے مین پریزاد کریگا	غزل ۱۱

تری تلاش مین تجکو کہان کہان دیکھا
مکان مین جب نہ ملا تا بہ لامکان دیکھا

دکھائی مین نہین دیتا ہوا ہون یہ لاغر
کسی نے ہو کوئی مجھسا بھی ناتوان دیکھا

مقام گریہ ہی طفلان اشک کا احوال
کہ انمین سے کوئی ہوتے نہین جوان دیکھا

جو خاکسار ہین اللہ اونکا حافظ ہے
کہ لٹتے ریگ رواں کا نہ کاروان دیکھا

تری جدائی مین ای بحر حسن برسون سے
برنگ ماہی بے آب دل تپان دیکھا

مین شمع کعبہ و بتخانہ کا ہون پروانہ — کہ تیرے حسن کا جلوہ یہان وہان دیکھا

جہان مین یون تو ملے ہمکو آشنا اکثر — مگر نہ دوست کوئی وقتِ امتحان دیکھا

ہوا ہی فضلِ خدا سے روان رہا ہر دم — جہازِ تن کو نہ محتاجِ بادبان دیکھا

ترقیون مین زمانے کی کیا تنزل ہے — شررِ فروغ کو یان روز شمع سان دیکھا

سما گیا ہو مرے دل مین یہ تصورِ دوست — جدہر نگاہ پڑی روئی دلستان دیکھا

کہ ہر وہ شورِ عنادل کہان وہ خندہ گل — خزان مین رنگِ چمن تو نے باغبان دیکھا

غزل ۱۹

جنون کی آنکھین تھین مشتاقِ دید دونون کی — نہ وہ کمر نظر آئی نہ وہ دہان دیکھا

شعر

چالیس گنج ایک تنِ زار لے گیا — قارون اوٹھا کے سر پہ بڑا بار لیگیا

بوسے کے وعدے پر مرا دل یار لیگیا — یوسف کو مفت مول خریدار لے گیا

مر کر مین شوق ابروے دلدار لیگیا — راہِ عدم مین خوف تھا تلوار لے گیا

کبکِ دری فقط نہین پامال چال سے — کس کس کا دل نہ وہ دمِ رفتار لیگیا

اوس رشکِ گل کی یاد مژہ بھولتی نہین — گل کے عوض یہ باغ سے مین خار لیگیا

اوسکے قلق کو دیکھ کے جاتا مین جان سے — اچھا ہوا کہ دل مرا دلدار لے گیا

نالے مرے سنے تو یہ صیاد نے کہا — راحت مری یہ مرغِ گرفتار لے گیا

دندانِ یار اوس سے ہمیشہ ہنسا کیے
عزت بچا کے گب دُرِ شہوار لے گیا

چشم حصولِ مزد نہ تھی گو کہ روزِ حشر
بارِ عمل سمجھ کے مین بیگار لے گیا

حیرت کمال ہے مجھے آہین کہ کسطرح
ہوش و خرد وہ آئنہ رخسار لے گیا

جانے کی تھی نہ تاب و توان کوی یار تک
مجکو کشان کشان یہ دلِ زار لے گیا

پچتائے گا آپ جو لیتے نہین مین دل
جب سنیے گا کہ اور خریدار لے گیا

ایسے حسین کی واہ فلک خوب قدر کی
یوسف کو بیچنے سر بازار لے گیا

اوسکی گلی مین شب کو دلِ مضطرب مجھے
گہ پیش در کبھی پس دیوار لے گیا

سودے نے زلف و رخ کے پھرایا کہان کہان
مجکو کبھی حلب کبھی تاتار لے گیا

چھوٹا اگر کبھی تری چوٹی کے پیچ سے
دل کو پھنسا کے گیسوے خمدار لے گیا

دیکھ آئے جا کے عالمِ رویا مین یار کو
ہمکو ہمارا طالعِ بیدار لے گیا

آنکھون سے اوسکی اوٹھ گیا جب پردۂ دوئی
منصور کو یہ عشق سوے دار لے گیا

بازارِ عشق مین نہ خریدار دل ملا
مین بیچنے کے واسطے سو بار لیگیا

غزل ۲۱	لیلی بغیر دل نہ لگا قیس کا جنون گہ دشت گاہ جانب کہسار لے گیا	شعر ۲۵

دوری مین بھی وہ کب مرے پیش نظر نتھا
آنکھون مین دل مین جان و جگر مین کدھر نتھا

کم سن تھا جب تلک وہ مجھے کچھ خطر نہ تھا
اوس سے نہ مین خبر تھا وہ مجھ سے خبر نہ تھا

پہلو مین رات کو جو وہ رشکِ قمر نہ تھا
تھی چاندنی پہ کچھ مجھے آتا نظر نہ تھا

راہِ عدم مین کون مرا ہم سفر نہ تھا
یادِ دہن نہ تھی کہ خیالِ کمر نہ تھا

ہمسر خدا کے نور کا امرِ محال ہے
ثانی کہان کہ سایۂ خیر البشر نہ تھا

جب اپنے دل کے قصر مین جلتی تھی شمعِ داغ
فانوسِ آسمان مین چراغِ قمر نہ تھا

دیکھی تمام بزمِ جہان چشمِ غور سے
شمعِ جمالِ یار کا جلوہ کدھر نہ تھا

کیون صبح سے نہ رکے ہوئے ہو روکے تم
ای جان مین تو آپ مین وقتِ سحر نہ تھا

اندھے پسر کی چاہ مین یعقوب کیون ہوئے
کیا طفلِ اشک آنکھ مین نورِ نظر نہ تھا

ہوتا ہمین غرور بھلا کس کمال پر
ہم مین سوائے بے ہنری کچھ ہنر نہ تھا

اوس غیرتِ چمن پہ وہ کرتے نثار کیا
نادار گل تھے غنچے کی مٹھی مین زر نہ تھا

خانہ بدوش زلفونکی صورت بسر ہوئی
جب تک تمہارے کوچۂ گیسو مین گھر نہ تھا

جب تک فراقِ یار رہا گھر تھا مرا سیاہ
خورشید دن کو شب کو فلک پر قمر نہ تھا

کس ترک شعلہ رو پہ نہ وارفتہ دل ہوا
خنجر کہان کھنچا کہ یہ سینہ سپر نہ تھا

آویزہ اشک کا جو ہوا در بجا ہوا
سچ ہے کہ گوشِ یار کے لائق گہر نہ تھا

دیتی یہ صدمہ دل کو کسی دردمند کے
اچھا ہوا کہ آہ مین میری اثر نہ تھا

بس رات بھر کی گرمیِ بازارِ حسن تھی
جوبن وہ شمع رویون پہ وقتِ سحر نہ تھا

گیا اور ہم ہون کارِ عشق مین گلا
دل سا رفیق بھی تو مرا ہمسفر نہ تھا

چاہِ ذقن مین دیدہ و دانستہ گر پڑا
اندھے کنوئین کا کچھ تجھے ای دل خطر نہ تھا

چوکھٹ پہ مینے سر کو جو پٹکا تو یون کہا
سر پھوڑنے کو تجکو کوئی اور در نہ تھا

دل مین کشش نہو تو مقدر کی کیا خطا
تعویذ حب ملا بھی تو اوسمین اثر نہ تھا

جبتک کہ میکدے مین ہمارا تھا اہتمام
زاہد تو کیا فرشتے کا اوسکے گذر نہ تھا

ای روح تن کو چھوڑ دیا تو نے کس لیے
گھر کا ترے مکان تھا کرائے کا گھر نہ تھا

حقا نبیؐ کے بعد علیؑ کے سوا کو نے
مسند نشین حضرتِ خیر البشر نہ تھا

[illegible] ۱۲

برباد عمر بھر کی ریاضت جنون ہوئی
الفت کا وہ شجر تھا کہ جسمین ثمر نہ تھا

شعر ۳۴

فریاد کرتے کرتے گلا تک بھی تھک گیا
نالہ غریب کا نہ کبھی تا فلک گیا

بیچارہ بسکہ کوہ کنی کرکے تھک گیا
فرہاد اپنا تیشہ مرے سر پٹک گیا

حقا کہ تجپہ ختم ہوئی بندہ پروری
شہرہ ترے کرم کا سما تا سمک گیا

اوسکے گدا کو قیصر و دارا پہ فوق ہے
جو بھر کے اوسکے در پہ جھکا تا فلک گیا

دولت پہ حسنِ یار کی آیا زوال جب
سمجھے یہ ہم کہ مال کسی جا سرک گیا

دل بہر عرضِ حال جو جا کر پھرا نہین
شائد درِ قبول کا رستہ بھٹک گیا

تشبیہ دی جو مینے کفِ پاے یار سے
خورشیدِ آسمان کا ستارہ چمک گیا

آمد کئی مہینے سے سنتا ہون یار کی
شاید مری طرح سے کہین دل اٹک گیا

ترچھی نگہ سے اوسکی جگر ہوگیے دو نیم
چار آنکھ جس سے ہوگئی دل یک بیک گیا

اب دیر کیا ہے ای ملک الموت جلد آ
بالین سے وقتِ نزع مسیحا سرک گیا

اوس شعلہ رو کا رخ جو ہوا دشت کیطرف
دیوانہ بن کے مین بھی اودہر کو لپک گیا

نالش کسی جگہ نہ بتون کی سنی گئی
فریاد کو مین محکمۂ حشر تک گیا

مفتی بھی کہہ رہا ہے کہ جائز ہے شربِ مے
میخانے جا کے راہِ شریعت بھٹک گیا

تیرے مریضِ غم کی یہ صورت بدلگئی
آیا جو دیکھنے اوسے ہو کر ہچک گیا

کیا کیا جمالِ یار نے دہوکے ہین دیے
کس روز اوسپہ حور و پری کا نہ شک گیا

پروانہ وار دل کو جلاتا ہے شمع رو
بھڑکانے سے رقیبون کے ایسا بھڑک گیا

مستِ شرابِ عشق ہون باقی نہین حواس
ناصح کی کیا خبر مجھے کیا آکے بک گیا

امیدِ عفوِ جرم بھلا خاک ہو مجھے
گرنے جو پانون پر مین بڑہا وہ سرک گیا

بسمل کا رقص اور تماشا ہوا اوسے
صیادِ مرغِ دل کی تڑپ پر پھڑک گیا

صدمون سے شامِ ہجر کے تھا مضمحل جو دل
روزِ وصال آتے ہی چہرہ چمک گیا

آیا مکانِ تن مین الٰہی یہ کون گل
خوشبو سے جسکی مغزِ دل و جان مہک گیا

ہر وقت بے سبب اولجھتا نہیں ہی دم
دل جاکے زلف یار مین شاید اٹک گیا

جاناتھا انتہا کے اوٹھانے پڑینگے رنج
دل ابتدائے عشق مین ہارے سجک گیا

اوس حور کے مکان پہ گمان ہی بہشت کا
دربان پر بجا ہی جو رضوان کا شک گیا

احسان لیا نہ اوسکا ہوا جسکا میہمان
قسمت کا ساتھ لیکے مین آب و نمک گیا

رونا ہمارا ہوگیا مردم کو سدّ راہ
دریا کی سیر کرنے جو آیا اٹک گیا

نظرون مین باغبان کے مین لاغر جو خار تہا
دیکھا جو باغ مین مجھے جاتے کھٹک گیا

تن مین نمو ہوا یہ جوانی کے جوش سے
گل کی طرح سے پیرہن اوسکا مسک گیا

غازے نے کام چہرے پہ اکسیر کا کیا
کندن کی طرح رنگ تمہارا چمک گیا

افعی زلف یار جسے چھو گیا کبھی
نیلا ہوا وہ زہر بدن مین چٹک گیا

رونا ہمارا دیکھ کے روئی تمام خلق
جسنے صدائے نالہ سنی وہ بلک گیا

سیلاب اشک سے یہ ہوا حال قصر تن
گرنے سے بچگیا تو زمین مین دھنک گیا

کنڈی کا ذکر کیا ہے جو وہ در بھڑا ہوا
پٹے سے مینے دیکھ لیا دلمین شک گیا

غزل ۲۲

عاشق جنون جو لیلیٔ شیرین ادا کا تہا
فرہاد کا گمان کبھی مجنون کا شک گیا

شعر ۱۲

حق کو باطل سے جو کرتا نہ جدا کیا کرتا
سجدہ مین تیری جگہ بت کو خدا کیا کرتا

جان شیرین جو نہ کرتا وہ فدا کیا کرتا
سر شوریدہ کی فرہاد دوا کیا کرتا

لا دوا تھا مرض عشق دوا کیا کرتا
التجا کر کے طبیبون سے بھلا کیا کرتا

اپنے منہ سے مین مقدر کا گلا کیا کرتا
مجکو ملتا بھی جو قسمت سے سوا کیا کرتا

ندیا تو نے اگر شرم سے بوسہ نہ دیا
مین طلب کرنے مین اے یار حیا کیا کرتا

کبھی بھولے سے بھی اوس بت کا جو کلمہ پڑھتا
معذرت اسکی مین پھر روز جزا کیا کرتا

بار احسان فلک سے جو مرا سر جھکتا
آنکھہ ہمچشمون مین اونچی مین دلا کیا کرتا

خون میرے دل ناشاد کا سینے مین گیا
شوخیان اس سے سوا رنگ حنا کیا کرتا

دلگی اور جھبن کے سوا کچھ نہ مرے ہاتھ آیا
یار سلجھا کے تری زلف رسا کیا کرتا

لب پہ گر اہل زمین حرف شکایت لاتے
نہین معلوم فلک اونپہ جفا کیا کرتا

دل سا جب دوست ہوا دشمن جانی ناحق
دشمنون کی مین عداوت کا گلا کیا کرتا

بیوفا یار نے گو قدر نکی دل لے کر
وعدہ کر کے جو نہ کرتا مین وفا کیا کرتا

آبرو عاشق صادق کی ہو مر جانے مین
خضر سے مین طلب آب بقا کیا کرتا

نزع مین یار عیادت کے لیے آیا تھا
نقد جان کو جو نہ کرتا مین فدا کیا کرتا

ایک باقی تھا مرا دل مرے غمخوار دہن
اوسکو پہلو سے مین اب جان جدا کیا کرتا

گو کہ اوس عہد شکن نے دیے لاکھون دہوکے
صادق القول تھا مین اوس سے دغا کیا کرتا

ہے یقین ہاتھ دوبارہ نہ لگانا ملتا
چھو کے اکبار تری زلف دوتا کیا کرتا

زیب تن فقر مین یان جامۂ عریانی تھا
اطلس و شال و زری کی مین قبا کیا کرتا

خالق ارض و سما نے نہ دیا خوب ہوا
تاج و اورنگ ترا بے سر و پا کیا کرتا

کاٹکر سر مجھے قاتل نے سبکدوش کیا
اپنے محسن کا زبان سے مین گلا کیا کرتا

باغبان تیرے کسی گل مین نہین بوے وفا
سیکھ کر مین روش باد صبا کیا کرتا

مرگ کے بعد بجز گوشہ نشینی کیا ہے
کوئی دو گز سے زمین لیکے سوا کیا کرتا

وہ سمجھتا مری سب باد ہوائی باتین
تجکو پیغامبر اے باد صبا کیا کرتا

دست و پا دل کی طرح تھے نہ مرے قابو مین
چاک وحشت مین گریبان قبا کیا کرتا

مجھ بلاکش کو گوارا تھا غم عریانی
ماتمی لیکے فلک سے مین قبا کیا کرتا

راستبازون کا تو ہے روز ازل سے دشمن
اے فلک تجسے کجی کا مین گلا کیا کرتا

زہد پر ناز جو انکے حضور اے زاہد
پیر تو ہوکے بجز یاد خدا کیا کرتا

زندگی ہجر مین تھی موت سے بدتر میری
اپنے جینے کی خدا سے مین دعا کیا کرتا

دل جگر لے گیا سینے سے چرا کر دو نو
چوریان اس سے سوا دزد حنا کیا کرتا

کبھی گرمی کبھی سردی کو بڑھاتا ہے فلک
معتدل باغ جہان کی یہ ہوا کیا کرتا

ایڑیان کسسے خرابات مین رگڑی جاتین
ساقیا پی کے مے ہوش ربا کیا کرتا

دل کو غربال کیا تیر مژہ سے آخر
قادر انداز تھا وہ ترک خطا کیا کرتا

جب گئی تو سرِ افلاک اثر دکھلایا / امتحان مین ترا اے آہِ رسا کیا کرتا

چند دن جی کے فقط قرض ادا کرتا تھا / تیرا بیمار جو کرتا نہ قضا کیا کرتا

جانتا تھا کہ سگِ یار کا یہ حصہ ہے / اُستخوانون کی طلب مجھسے ہما کیا کرتا

بادبان کی نہین کچھ کشتیِ تن کو حاجت / ناخدا ماندہ کے یان اپنی ہوا کیا کرتا

دلِ غنی فقر کی دولت سے کیا تھا تونے / درِ سلطان پہ ترا جا کے گدا کیا کرتا

بیخودی مین مجھے کیا کام تھا خودداری سے / طلبِ جام مین ساقی سے حیا کیا کرتا

عقبِ قافلہ واماندہ نہو گا مجھسا / نالے کرتا نہ اگر شکلِ درا کیا کرتا

غزل ۲۳

خطِ تقدیر کو اشکون سے جنون نے دھویا / پاس وہ رکھ کے یہ قسمت کا لکھا کیا کرتا

شعر ۱۰

اگر اے آسمان کچھ بر سرِ انصاف تو ہوتا / قبا ای گل مین تارِ اشکِ بلبل سے رفو ہوتا

کسی شب زینتِ آغوش اگر وہ ماہرو ہوتا / تو یون کاہے کو دل میرا سراپا جستجو ہوتا

اگر کرتا ارادہ ڈوبنے کا بحرِ ساقی مین / تو ناکامی سے دریا کی میرے تا گلو ہوتا

مین اپنی آنکھ سے خود دیکھ لیتا اپنے عیبونکو / مرا آئینۂ دل کاش میرے روبرو ہوتا

جو ہوتا ایک داغِ عشق تو رشکِ رقابت سے / مرے دلکا جگر دشمن جگر کا دل عدو ہوتا

خرامان ناز سے ہوتا جو وہ سروِ سہی میرا / صنوبر باغ مین غیرت سے غرقِ آبجو ہوتا

زمینِ کوی قاتل غیرتِ رشکِ جنان ہوتی
شہیدِ ناز کے زخمون سے گر جاری لہو ہوتا

ذرا ہوتا نہ پھر جانِ حزین پر صدمۂ فرقت
اگر دلکی طرح ای جانِ جان پہلو مین تو ہوتا

حجاب آتا اوسے بیوجہ کی کچھ تو عداوت سے
نہوتا دل جو پہلو مین ہمارے روبرو ہوتا

جو میرے طائرِ دل کیطرح یہ پیچھے کرتا
تو پھر طاؤسِ خامہ شکلِ بلبل خوش گلو ہوتا

اگر وہ جانتا و تیا ہون جا دشمن کو پہلو مین
یقین ہے دوست پھر دلکی طرح میرا عدو ہوتا

فراقِ یار سے کیون کنجِ تنہائی مین گھبراتا
مجھے آٹھون پہر دیسے جو شغلِ گفتگو ہوتا

فلک کی کجروی سے گردشون مین تھا مرا اختر
بھلا کسطرح مجھپر مہربان وہ ماہرو ہوتا

ریاضِ دہر مین سرسبز ہوتا پھولتا پہلتا
اگر مین بھی کوئی نخلِ کنارِ آبجو ہوتا

غزل ۲۳

جنون نامِ خدا وہ دخترِ رزمین دلفریبی ہے
جو اسکو دیکھتا زاہد ابھی ساقطِ وضو ہوتا

شعر ۱۲

وہ بلبل ہون مرا سر سبز نخلِ آرزو ہوتا
نظر کا ہر رگِ گل مین گذر جب مثلِ بو ہوتا

دلا ہر شش جہت مین جسکی ذاتِ پاک کا جلوہ
اوسے کعبہ مین پھر سجدہ نہ کیونکر چار سو ہوتا

گریبانِ گل کا سو جا پہٹا تھا جورِ گلچین سے
بھلا تارِ نظر سے بلبلون کے کیا رفو ہوتا

عجب کیا تھا نکل آتے کوئی صورت صفائی کی
مرا دل شکلِ آئینہ جو اوسکے روبرو ہوتا

قفس صیاد پھولون کا بناتا واسطے اوسکے
جو میرے مرغِ دل سا ایک بلبل خوش گلو ہوتا

چلن کھوٹے کھرے کا حسن کے بازار مین چلتا / مقابل ماہِ کنعان کے جو میرا ماہرو ہوتا

ترے دانتون سے کرتا کسطرح دعوےٰ صفائی کا / گہر دانا تھا نادانی سے کیا بے آبرو ہوتا

جو کاہیدہ نکرتا عشق اوس دستِ حنائی کا / نہ ایسا ضعفِ تن پر تھا نہ یون ہلکا لہو ہوتا

دہن کہنے کو رکھتے ہین حقیقت مین نہین گویا / تبھو نسے پھر مجھے کیا خاک قصدِ گفتگو ہوتا

گیا بختِ زبون نے سبزۂ خوابیدۂ گلشن / اگر طالع مرے بیدار ہوتے گل کی بو ہوتا

تبھون کے عشق مین رو رو کے بھرتا حوض مسجد کے / جو آبِ اشک سے جائز شریعت مین وضو ہوتا

غزل ۲۳ — شعر ۲۷

کیا ہر روز سو سو بار پرزے دستِ وحشت نے / رفوگر سے گریبانِ جنون کیونکر رفو ہوتا

عشق ہے دلکو بتون کی ابروِ خمدار کا / چاہیے زنار کو ڈورا مجھے تلوار کا

ضعف سے یہ ہو گیا ہے حال جسمِ زار کا / دب گیا سایہ پڑا جب یار کی دیوار کا

قصد رکھتے تھے نہ موسیٰ پیشتر تکرار کا / واقعی انکار باعث ہو گیا اصرار کا

واہی غفلت مر گئے پر لامکان ثابت ہوا / عمر بھر وہ ہو کا رہا جسپر مکانِ یار کا

کوچۂ قاتل مین رہنے دو تنِ بے سر مرا / بارِ احسان مجھسے اوٹھ سکتا نہین دو چار کا

دمبدم او تیغِ قاتل چلکے رہجاتی ہے کیون / ناز تیرا ہم سے اوٹھیگا نہ یہ ہر بار کا

ایکدن بھولے سے بھی وعدہ وفا ہوتا نہین / جانِ جان دلکو یقین ہو گیا ترے اقرار کا

چشمۂ حیوان کا پایا کب سکندر نے نشان
ہاتھ آتا گیا مجھے مضمون دہانِ یار کا

رہتی ہے از خود فراموشی مین ہر دم اوسکی یاد
ہون تو بیخود کام کرتا ہون مگر ہشیار کا

وصل کی شب دلمین حسرت خوابکی آنے نہ دی
مجھپہ یہ احسان ہے میرے طالعِ بیدار کا

اسقدر لاغر کیا ہے حسرتِ دیدار نے
ہے بجاے در مجھے روزن تری دیوار کا

گرچہ برحق ہے قیامت پر نہین تسکینِ دل
دور ہے وعدہ بہت یان شوق ہے دیدار کا

قصرِ تن کی استواری عہدِ پیری مین کہان
کام کچھ اسکی مرمت مین نہین معمار کا

مجکو گلشن مین وہ چشمِ نیم وا یاد آ گئی
دیکھکر حالِ نقاہت نرگسِ بیمار کا

شوق مین اوس گل کے مین بھی سوکھکر کانٹا ہوا
باغ مین دیکھا جو ہمنے قربِ گل سے خار کا

گل گران گوشی سے بلبل کی فغان سنتا نہین
ہو گیا کانِ جواہر کان کیا زردار کا

مجھسے درپردہ کرے سو سو طرح کی دشمنی
ہو اگر دلبر گمان فرقت مین یارِ غار کا

میرے دلسے آہ کے شعلے ہوئے ایسے بلند
اخترِ تقدیر ہے مجکا مرغِ آتش خوار کا

جوشِ گریہ مین گریبان کو کیا ہے ہمنے چاک
ہے رفو بھی اسمین لازم آنسوؤن کے تار کا

زلفِ پیچان کا ہوا سنبل پہ دہوکا باغ مین
ہو گیا غنچہ پہ شک مجکو دہانِ یار کا

کیون نہ عیدِ فطر کو منہ سے کرون افطار مین
تیسرے فاقے تو کھانا ہے روا مردار کا

غیر کے گھر لیگیا مجکو زبردستی وہ ترک
جبر کی جو بات ہے وہ کام ہے بیکار کا

وا ای قسمت راہ کعبے کی بتائی خضر نے
ہمنے پوچھا تھا پتا کوے بت عیار کا

دلکو خانہ باغ داغون نے کیا ہی کیا عجب
آنکھ سے چھوٹے جو فوارہ لہو کی دھار کا

تیرے کوچے مین بھلا ہم آنکھ اوٹھائین کسطرح
رخنے سے خالی نہین روزن کوئی دیوار کا

ہاتھ اپنا ہوگا قاتل کا گریبان روز حشر
ایکدن پردہ کھلے گا زخم دامن دار کا

غزل ۲۴

ای جنون تم جب آبادی سے صحرا کو گئے
غول لڑکو نکے نہین لشکر ہے بے سالار کا

شعر ۲۸

دل کی اولجھن ہو اولجھنا گیسوے خمدار کا
ہی وبال جان نکل آنا خط رخسار کا

تھا کلیم اللہ سے باعث یہی انکار کا
تا زیادہ شوق ہو انکار سے دیدار کا

غیر ممکن تھا مداوا عشق کے آزار کا
حال مین عیسی سے کیا کہتا دل بیمار کا

دیکھین وعدہ کس سے ہوتا ہی وفا دیدار کا
اک جہان مدت سے خواہان ہی جمال یار کا

باندھکر بلبل کے پر مین بھیجتا ہی خط مجھے
شوق اوس گل کو ہوا جب سے خط گلزار کا

ابتدای عشق کے ہین یاد ای دل سحر کے
کوئی قاتل مین وہ کھنیچنا دمبدم تلوار کا

رنج اوس گل کے نکلنا خط کا کچھ بیجا نہین
ہی نشان معدوم عالم مین گل بیخار کا

ای دل نادان زن دنیا کے دھوکے مین نہ آ
پاس مردون کے نہین کچھ کام اس مردار کا

لامکان کہتے ہین جسکو وہ نہین کوئی مکان
اوسپہ ناحق ہی گمان مجھکو مکان یار کا

ہمکو بھی ملتی کسی گلرو کے پہلو مین جگہ
باغ عالم مین ہوا رتبہ نہ حاصل خار کا

دشمن جان جب ہمارا یار جانی ہو گیا
پھر بھلا شکوہ کرین کس منہ سے ہم اغیار کا

حق ہو یا ناحق کسی سے گفتگو کرتا نہین
یاد ہے منصور پر صدمہ جو گذرا دار کا

مرتبہ شاہی کا حاصل ہو شہید ناز کو
سایۂ بال ہما سایہ ہو اوس تلوار کا

خواب مین بھی جسکو چشم فکر نے دیکھا نہین
اسقدر باریک مضمون ہو میان یار کا

اذن اک بوسہ کا لیکر اسلیے دو لے لیے
تھا دوبارہ مانگنے مین خرخشہ تکرار کا

آکے دم آنکھون مین اٹکا ایڑیان رگڑا کیا
یا الٰہی ہو برا اس حسرت دیدار کا

فرقت گل کنج تنہائی ستم صیاد کے
دل لگے کیونکر قفس مین بلبل گلزار کا

ڈھونڈلا مضمون دُر دندان کا اے غواص فکر
تجھکو کیا مشکل ہے ہاتھ آنا دُر شہوار کا

زیر ابرو ہے اشارہ مردم دیدہ کا یہ
سیکھ لے ہم سے مبصر دیکھنا تلوار کا

سنتے ہین عارض پہ اوسکے کاکل مشکین کھلی
واہ کیا سامان بندھا تاراجی تاتار کا

ہوش رہتا ہی کہ موسی کیطرح آتا ہی غش
دیکھیے ہو سامنا برق جمال یار کا

بار غم ہم نے اوٹھایا آسمان کے زور سے
یہ دل غمگین مگر مزدور ہے بیکار کا

یا الٰہی کاٹ ڈالے باغبان گلچین کے ہاتھ
کچھ عوض ہو جائے خون بلبل گلزار کا

حسن مین اوس حور وش سے کیا مقابل ہو پری
نور کے آگے بھلا کیا مرتبہ ہے نار کا

داغِ دل جو ہو وہ ہکتا ہو وہ انگارے کی طرح
مرغِ دل پر مجکو رشک ہی مرغِ آتشخوار کا

آتشِ غم سے بڑنگی ڈر یہ ہی قاتل مجھے
ہاتھ مین چرکا نہ لگجاے لہو کی دہار کا

سر جو الجھی ہاتھ مین مجھ سخت جانکا وہ گیا
ہو کے خوش قاتل نے موہنہ میٹھا کیا تلوار کا

غزل | ای جنون تقلید کرتے ہو عبث اوستاد کی
طور وہ سب سے جدا ہے بندشِ اشعار کا | شعر ۲۲

کہا چکا ہے دل مرا چرکا نگاہِ یار کا
مجھسے بڑھکر ہے مسخر کون اس تلوار کا

رشکِ گلشن ہو گیا ہے صفحۂ رخ یار کا
ہے خطِ رخسار پر عالم خطِ گلزار کا

عشق ہے دلکو بتون کی ابروِ خمدار کا
چاہیے زنار کو ڈورا مجھے تلوار کا

گل سنے کیا شورِ نالہ بلبلِ گلزار کا
حق تو یہ ہی عشق کیا زردار سے نادار کا

یار کی آنکھونکی گردش گردشِ تقدیر ہے
پہیر قسمت کا ہے پھر جانا نگاہِ یار کا

بیٹھنے مین اوسکے سارا تیر کا انداز ہے
چال مین اوسکی سراسر ہی چلن تلوار کا

کیا تماشا ہے بتاتا ہی مرے پہلو مین وہ
پوچھتا ہون مین پتا جس سے مکانِ یار کا

تیرے در سے ای پری اوٹھنے نہین دیتا مجھے
یہ کوئی جن ہے کہ سایہ ہو تری دیوار کا

شیخ کعبے مین بلاتا ہے برہمن دیر مین
شوق لیجاے کدہر دیکھین ترے دیدار کا

ہون وہ بلبل شاخِ گل پر گر بنایا آشیان
بن گیا اژدہا ہر اک تنکا مجھے گلزار کا

عندلیبِ باغ اور کبکِ دری مشتاق ہو
یہ تری گفتار کا اور وہ تری رفتار کا

کب وہ پوشیدہ ہو جو احوال قارون کا ہوا
حرصِ بیجا سے یہی انجام ہے زردار کا

در پہ اوس یوسف لقا کے کثرتِ عشاق سے
ہر گھڑی رہتا ہے عالم مصر کے بازار کا

کیون فلک باغِ جہان مین سب طرح کے تھے ثمر
میرے حصے مین جو آیا بھی تو پھل تلوار کا

گیسوے مشکین نہین آئینۂ رخ کے قرین
دیکھلو ڈانڈ حلب سے ملگیا تاتار کا

عشق مین اوس بت کے ایسا ہوگیا مین ناتوان
بارِ خاطر ہے اوٹھانا بوجھ تک زنار کا

دام مین صیاد کے عنقا پھنسے ممکن نہین
کیا اوڑائیگا کوئی مضمون مرے اشعار کا

یہ جو پشتارہ عمل کا ہے ہمارے دوش پر
ہر طرح لیجائینگے گو بوجھ ہے بیکار کا

جاگتا ہون رات بھر یادِ صنم مین اسلیے
پیشِ خالق مرتبہ عالی ہو شب بیدار کا

ابتدای عشق مژگان ہو دلا گھبرا نہین
طے ابھی کرنا ہے رستہ وادیِ پرخار کا

صبح کو پھر وہ نہ چتون ہو نہ تیور رات کے
یہ تو اونا سا تلون ہے مزاج یار کا

جزر و مد دریا کا ہے قاتل کے آبِ تیغ مین
موج نابین مین ہنوز چڑھا ہو اوس تلوار کا

اوسکی محفل سے دلِ مضطر نکلوائیگا کیا
یہ نہین کچھ خوب اوٹھنا بیٹھنا ہر بار کا

جسکو جی چاہے وہ کھالے شوق سے ای سیمتن
داغ میرے دل کا ہے سکہ چلن بازار کا

کوہ و صحرا ہر سحر کرتے مین خالق سے دعا
بھروسے ای رزاق تو واحد ہے یہ نادار کا

شمع کا گل کاٹنے کو گلرخون کی بزم مین
چاہیے گلگیر ای بلبل تری منقار کا

جا بنے پر کھیلی ہون اک مدت سے مین دل باختہ
عشقبازی مین مجھے کیا وسوسہ ہو ہار کا

تو وہ بت نام خدا ہو آکے زاہد لی گئی
سجدہ کرنے کو ہر اک عبا تیرے گلزار کا

ہون وہ مجنون مرقد فرہاد پر رویا اگر
دیدہ گریان پہ دامن رکھ لیا کہسار کا

ہڈیان کیسی مین دل تک رکھ دون اوسکے سامنے
مجھسے مانگے استخوان کتا جو کوے یار کا

تن پہ قاتل باغ زخمونکا لگائے شوق سے
مین یہ ڈرتا ہون کہین بھولے نہ دم تلوار کا

دوش احمد پر جو کعبے مین قدم رکھا جنون
ہو گیا رتبہ دوبالا حیدر کرار کا

ہوسکا جہان نہین دین کا پھر وہ صنم ہوا
پہلے مرے امام کا مولد حرم ہوا

شکر خدا نہ رخ سوے بیت الصنم ہوا
پیری مین جھک کے قد طرف کعبہ خم ہوا

باد خزان نے خاک اوڑائی بہار مین
گلشن پہ عندلیب کا بھاری قدم ہوا

اکدن ہوا نہ باغ تمنا ہرا بھرا
ہم پر کبھی نہ ابر کرم کا کرم ہوا

لایا نہ پھول یہ نہ کبھی اسمین پھل لگے
اوگتے ہی اپنا نخل تمنا قلم ہوا

سودا جو اپنے سر مین تھا اک رشک حور کا
صحرا ہماری نظرون مین باغ ارم ہوا

کرتے ہین رحم حضرت دل ہجر یار مین
دشمن کا میرے حال پہ بارے کرم ہوا

کوئی اوسے نہ کوے بتان سے ہٹا سکا
پتھر کا نقش کیا مرا نقش قدم ہوا

کیا خوب پائی ہمنے سرِ دست یہ سزا
قاتل کے پاؤن چومنے پر سر قلم ہوا

کھتے کچھ اپنی اونسے تو کچھ اونکی پوچھتے
جا کر نہ پھر ادھر رخ اہل عدم ہوا

اس نخل پر نہ دولت حسن بتان رہے
بٹنے پہ بھی جنکا خزانہ نہ کم ہوا

کب اوسکے دیکھنے سے نہ الفت سوا ہوئی
کب نقش جب نہ یار کا نقش قدم ہوا

لی جان بوسہ لب شیرین نے وصل مین
آب بقا پیا تو مرے حق مین سم ہوا

رنج فراق دل پہ اوٹھانے کے واسطے
پیدا جہان مین حضرت آدم کا دم ہوا

دیکھا جو طاق ابروے خمدار یار کا
محراب کعبہ جانکے سجدے کو خم ہوا

اوس حور وش کی کثرت داغ فراق سے
سینہ جنون کا غیرت باغ ارم ہوا

دو دن کی زندگی مین الم پر الم ہوا
فرہاد کا مجھے کبھی مجنون کا غم ہوا

مکتوب مین جو حال غم دل رقم ہوا
قاصد سیاہ پوش برنگ قلم ہوا

اک بت پہ دل پھر آگیا یہ کیا ستم ہوا
پھر خانہ خدا مین مقام صنم ہوا

مجھپر زرا جو پیر مغان کا کرم ہوا
مین جم ہوا تو جام مرا جام جم ہوا

راحت کی کچھ خوشی نہ اذیت کا غم ہوا
دونون کا ایک مجکو وجود و عدم ہوا

قاصد کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا — اوس تک جو نامہ لکھکے گیا سر قلم ہوا

لکھے جو وصف لعل لب یار یک قلم — خامہ ہمارا کلک جواہر رقم ہوا

جب تک جیسے کہا کیے ہم قصہ مختصر — طول شب فراق کا قصہ نہ کم ہوا

منزل غضب کی کوس بلا کی مقام ہو — کیا کیا مصیبتون سے گذرتا عدم ہوا

تھا دل کو شوق کوچۂ قاتل کا کسقدر — پاے طلب تھکے تو مرا سر قدم ہوا

بلبل چمن مین شاخ گل تر پہ بیٹھ کر — پھولا خوشی سے یہ کہ مین سمجھا ورم ہوا

سب گھر لٹا کے جان بھی دی راہ عشق مین — دل سا فضول خرچ زمانے مین کم ہوا

دکھلایا آہ بلبل شیدا نے یہ اثر — گلچین کا ہاتھ شاخ کی صورت قلم ہوا

اعضای تن مین چار طرف لوٹ مار ہو — شاید ہمارا باغ تمنا قلم ہوا

کچھ حسن اتفاق سے ٹہنی نہین کٹی — بھاری گلو نکا شاخ کے اوپر قدم ہوا

پیرو جو تھے یہ ابرو و مژگان یار کے — تیرو نمین راستی تو کمانون مین خم ہوا

سکہ یہ داغ دل کا بھی چلجاے کا کہین — کچھ غم نہین جو پاس نہ دام و درم ہوا

بوسہ لیا صنم کی جو چشم سیاہ کا — سمجھا یہ مین شکار غزال حرم ہوا

قاتل کے دست تیغ سے فوراً سزا ملی — حد ادب سے جب مرا باہر قدم ہوا

بچھڑے لگا مکان صنم کے مین آس پاس — دل مین کبھی جو قصد طواف حرم ہوا

خط یار کا بنا جو کبھی میرے سامنے
سمجھا یہ مین کہ لالہ کا تختہ قلم ہوا

قبضہ کیا جو ملک قناعت پہ پھر جنون
ہیولے سے بھی نہ طالب جاہ وحشم ہوا

حال اوسکو غم دل کا جو خط مین رقم ہوا
پہلے سے ہاتھ نامہ رسان کا قلم ہوا

گرم خرام ناز جو اک دن صنم ہوا
عاشق کو سجدہ گاہ وہ نقش قدم ہوا

دم دیکے نقد دل بت عیار لے گیا
افلاس عاشقی مین ہوا یہ ستم ہوا

اوس جو روش کا کوچہ شہیدان ناز سے
رشک جنان و غیرت باغ ارم ہوا

مجھسا ہی کون بزم مین اوسکے کہ شکل شمع
اف بھی نہ کی زبان سے گو سر قلم ہوا

سوز جنون نے آگ لگا دی پہاڑ مین
کہنے کو کوہ پر مرا بھاری قدم ہوا

لکھتا خط اوسکو عالم افلاس مین مین کیا
نایاب تھی دوات جو ممکن قلم ہوا

کیا ہم بغل تھا خواب مین اوس سحر حسن سے
سوتے سے آنکھ کھل گئی یہ کیا ستم ہوا

اتنی بڑی زبان پہ گویا زبان نہین
عالم مین کم زبان صفت شمع کم ہوا

عمر دو روزہ راحت و ایذا مین کٹ گئی
گر خوش ہوا شباب سے پیری کا غم ہوا

عرضی لکھی جناب مین اوس شاہ حسن کے
ممکن جو مجکو بال ہما کا قلم ہوا

زور جنون سے دشت مین کوسون نکل گیا
چلنے کو اون ضعف اگر دو قدم ہوا

بوسہ لیا ہے سوتے مین رخ کا ترے صنم
اتنا تو ہان قصور خدا کی قسم ہوا

پہونچا نہ ہاتھ پاؤن تلک او سکے ابھی خدا
اتنا کبھی دسترس نہ مرا تا صنم ہوا

تا زندگی نفاق رہا میرے یار کے
ایسا کبھی اتفاق محبت مین کم ہوا

وست جنون نے دشت مین عریان کیا مجھے
اک ٹھگ نے آکے لوٹ لیا کیا ستم ہوا

کیونکر نہ جان و دل کے برابر عزیز ہو
پیدا جنون کے ساتھ یہ رنج و الم ہوا

زبان سے آدمی کے وصف یزدان ہو نہیں سکتا
کہ قادر اس بیان پر نطق انسان ہو نہیں سکتا

عدو حاکم بجائے شاہ مردان ہو نہیں سکتا
سر افریت پر تاج سلیمان ہو نہیں سکتا

محمد سے مقابل حسن مین ہو کسطرح یوسف
کہ محبوب الٰہی ماہ کنعان ہو نہیں سکتا

علی دست خدا ہین مصطفے کے قوت بازو
مین انکا چھوڑ دون ہاتھون سے دامان ہو نہیں سکتا

غلام مرتضے ہو مین جنان جاگیر ہے میری
در جنت پہ مانع مجکو رضوان ہو نہیں سکتا

خدا کا ہو یقین جسکو دل و جان سے نصیری کو
مسلمان لائے ایسے کا نہ ایمان ہو نہیں سکتا

کہے کس جا ہو پیدا ظلم مین شاہ انس و جن
کسی سے یہ سوائے شیر یزدان ہو نہیں سکتا

عمل حکم خدا سے دم مین کرتے ہین وہ سے اچھا
کہ جس بیمار کا عیسے سے درمان ہو نہیں سکتا

یہ ظاہر گو نہان رہتا ہے وہ آنکھون سے مردم کے
مگر باطن مین چشم دل سے پنہان ہو نہیں سکتا

ہمارے خانۂ دل میں ہوا اوس وقت وہ مہمان
مہیا ہمسے جب عورت کا سامان ہو نہیں سکتا

توجہ سے سنے گا غیر کیا حال دل غمگین
کہ زندان بان شریک اہل زندان ہو نہیں سکتا

قناعت ہی جسے کارہ ہی وہ دنیا کی دولت سے
گوارہ مرد کو عورت کا احسان ہو نہیں سکتا

پتا اوسکے گلی کا غیر سے میں کسطرح پوچھوں
کہ خضر رہ کبھی غول بیابان ہو نہیں سکتا

فقیر عشق کا تکیہ ہی اوس رزاق مطلق پر
بتوں کے سامنے وا اوسکا دامان ہو نہیں سکتا

زمین شعر حاکم کی نہیں تحت حکومت میں
محاصل اسکا ہرگز زبال سلطان ہو نہیں سکتا

نہیں مشکل ہی کہنا شعر کا ٹیڑھی ردیف الیسی
کہ جس سے قافیہ ست و گریبان ہو نہیں سکتا

جنون تاج شفاعت ہی سر شبیر پر زیبا
کوئی انکے سوا شاہ شہیدان ہو نہیں سکتا

صنم سے دعوی خون پیش یزدان ہو نہیں سکتا
کہ میرا ہاتھ اور اوسکا گریبان ہو نہیں سکتا

بتوں سے دل لگی ہیں نقص ایمان ہو نہیں سکتا
کہ نقل کفر سے کافر مسلمان ہو نہیں سکتا

ترا وحشی سئے گا سوزن خار مغیلان سے
رفوگر سے رفوگر جیب و دامان ہو نہیں سکتا

تمہارا مصحف رخ دیکھنے دینگے نہ مردم کو
کہ ہمسے وقف غیر و نیز بہ قرآن ہو نہیں سکتا

بناؤں اس زمین پر باغ یا کوئی عمارت میں
کسی صورت سے مانع مجھکو دہقان ہو نہیں سکتا

جو قاتل وصل کی شب تیغ ابرو سے ڈراتا ہی
مگر خود صورت شمشیر عریان ہو نہیں سکتا

اشارہ خطِ رخ کا ہے یہ اوسکی چشمِ فتان سے
کہ یہ سبزا چرا گاہ غزالان ہو نہین سکتا

او نہین یہ کھینچا گیا وہ ناتوان آنکھون کے پردون مین
کہ جسکا موے مژگان چوب دربان ہو نہین سکتا

کرو مجھ سے برائی خیر مین اسپر بھی حاضر ہون
جو احسان کے عوض بھی تم سے احسان ہو نہین سکتا

بگڑ جاتا ہے دم مین بنتے بنتے وہ شہِ خوبی
اسی سے اعتبارِ لطفِ سلطان ہو نہین سکتا

سِنا ہین ہر جھونکی ہین کہ پلکین شوخ چشمون کی
رفو سوزن سے انکا زخمِ مژگان ہو نہین سکتا

مری ہو روز بان جسطرح وصفِ مصحفِ رو ہی
کبھی حافظ کو بھی یون یاد قرآن ہو نہین سکتا

تری مژگان کو میں پیار کی نظرون سے دیکھا تھا
تو اتنی سی خطا پہ تیر باران ہو نہین سکتا

مین دربان کیا کرون پہچان انپر دل کے زخمون کا
چمن پھولا پھلا ہو جو ویران ہو نہین سکتا

گلا گھونٹے گا مجھ بیمار و حزین کا ہجرِ جانان مین
جو دستِ ضعف سے پرزے گریبان ہو نہین سکتا

اسی منہ پر مسیحائی کا دعوی آپ کرتے ہین
کہ بیمارِ غمِ ہجران کا درمان ہو نہین سکتا

زبس عشقِ مژہ مین چھانتا ہے خاک صحرا کی
جنون کا سدِّ رہ خارِ مغیلان ہو نہین سکتا

لبِ جانان کا ہمسر آبِ حیوان ہو نہین سکتا
کبھی اندھا کنوان چاہِ زنخدان ہو نہین سکتا

کلف نقصِ کمالِ ماہِ تابان ہو نہین سکتا
آنکھون ہی بھول ساتھ باغِ زاغان ہو نہین سکتا

ملی راحت نہ اک دم تجھپہ گر اے زمین ہمکو
گوارہ یون کسیکو رنجِ مہمان ہو نہین سکتا

کرے گا ہمسری وہ یار کے کیا قد بالا سے
خرامان ناز سے سرو گلستان ہو نہین سکتا

ڈراتا ہی وہ گیدڑ بھبکیون سے کیا دلیرون کو
رقیب روسیہ شیر نیستان ہو نہین سکتا

تصدق کردیے کپڑے بدن کے جامہ زیبون پر
ہماری شکل سے آئینہ عریان ہو نہین سکتا

گلی اوس حور کی یارب مگر تختہ ہی جنت کا
کہ جیتے جی وہان پر دخل انسان ہو نہین سکتا

سزا کس جرم پر دیتا ہی مجکو وہ شہ خوبی
گناہ عشق پر سر وجہ اغمان ہو نہین سکتا

قرین روی کتابی کے نرکھیے گیسوے مشکین
کہ مصحف کا کبھی ہندو نگہبان ہو نہین سکتا

بتون کی فاتحہ خوانی سے مرقد پر پس از مردن
کبھی کفارۂ خون مسلمان ہو نہین سکتا

پہونچے مفلس کی کیونکر ہو بھلا اوس شاہ خوبی تک
کہ بے رشوت دیے ہموار دربان ہو نہین سکتا

تمیز شعر فہمی کسطرح ہووے تمیزون کو
کہ مثل فہم انسان فہم حیوان ہو نہین سکتا

ہدف مدت سے ہم سینہ کیے ہین کمان ابرو
جگر کے پار تجبسے تیر مژگان ہو نہین سکتا

کرون سجدہ سمجھکر کعبہ اوس محراب ابرو مین
اوٹھا کر طاق پر رکھدون مین ایمان ہو نہین سکتا

رقیب مبتذل بیٹھے پری زادون کے پہلو مین
اک ادنا مور ہمجاے سلیمان ہو نہین سکتا

بھلا غنچہ مقابل اوس دہن سے ہوسکے کیونکر
کہ ہمسر گیسوؤنکا سنبلستان ہو نہین سکتا

قبا تیری بنی ہو کیا جنون لوہے کے تارون سے
جو پرزہ ہو دست وحشت سے گریبان ہو نہین سکتا

صنم کا مصحف رخسار ایمان ہو نہیں سکتا — کہ مائل کفر پر دل ہے مسلمان ہو نہیں سکتا

دل عاشق کسی صورت سے ارزان ہو نہیں سکتا — یہ سودا اونکو ممکن دگر گران ہو نہیں سکتا

جو ممکن ہجر ہے تو دید ارجانان ہو نہیں سکتا — تو بیمار غم ہجران کا درمان ہو نہیں سکتا

امید وصل جنکو شعلہ خویون سے ہو نادان ہے — پری زادون کو دل سے عشق انسان ہو نہیں سکتا

چھپاؤ دل مین الفت کسطرح اوس آفت جان کے — کہ سو پردون مین ہو تو مشک پنہان ہو نہیں سکتا

مریض غم کو دل کو جب یقین ہو جائے مرنیکا — گوارا پھر طبیبونکا تو احسان ہو نہیں سکتا

وہ عاشق ہون ہوا کوئی جانان ساتھ ہو کر کے — کہیں بلبل کا مسکن بجز گلستان ہو نہیں سکتا

ید بیضا بنا ہو چور اوس دست حنائی کا — مقابل پنجہ خورشید تابان ہو نہیں سکتا

زبان ہو لال پھولون کی نہین غنچہ مین گویائی — گلستان پر گمان روی خندان ہو نہیں سکتا

محبت خوبرویون کی چھپائے سے نہیں چھپتی — کسی صورت یہ راز عشق پنہان ہو نہیں سکتا

بھلا پھر ملتجی ہو کسطرح وہ جا کے غیرون سے — گوارا جسکو اپنون کا بھی احسان ہو نہیں سکتا

تپ غم نے جلائی حیف میری استخوان ایسے — ہما کیسا سگ جانان بھی مہمان ہو نہیں سکتا

در دولت پہ کب سے صورت سایہ ہون افتادہ — گذر تا بارگاہ شاہ خوبان ہو نہیں سکتا

رقیب روسیہ کیا جائیگا اوس حور کی گھر مین — کہ گلزار جنان مین دخل شیطان ہو نہیں سکتا

ذرا اغیار کوچے یار مین ڈرتے ہوئے آئین — کہ ہر گز شیر سے خالی نیستان ہو نہیں سکتا

جنون تشبیہ کیا دیتا تمھارے روے روشن سے
کف پا سے تو ہمسر ماہ تاباں ہو نہیں سکتا

رات بھر مین کیا محبت کا اثر جاتا رہا
پاس میرا جو تمھین وقت سحر جاتا رہا

تیغ قاتل سے نہ تنہا درد سر جاتا رہا
درد دل درد گلو درد جگر جاتا رہا

عہد یوسف ہو چکا اب ہے زمانہ یار کا
سامنے خورشید کے نور قمر جاتا رہا

کیسے کیسے مجھسے چھوٹ عشق مین میرے رفیق
اب ہے رخصت جان کی دل پیشتر جاتا رہا

وار اوس قاتل کا شاید معجزہ عیسی کا ہے
سر مرے تن سے جو اوترا درد سر جاتا رہا

اے فلک تھا کچھ عجب اندھیر تیرے دور مین
حضرت یعقوب کا نور نظر جاتا رہا

میرے دم سے گرم ہنگامہ تھا گویا دہر مین
موت کیا آئی مری سب شور و شر جاتا رہا

چشم گریاں نے مری ایسا کیا بے آبرو
سبکی نظروں سے وقار ابر تر جاتا رہا

جلد آیا حسن پر کیا ماہرویوں کے زوال
چار دن گذرے نہ تھے دور قمر جاتا رہا

بیقراری پر مری ناحق خفا ہوتے ہو تم
کیا کرون مین صبر دل سے پیشتر جاتا رہا

دل مرا اوس سیم تن پر ہا کب عاشق ہوا
خواہش تقدیر سے جب زور و زر جاتا رہا

کھل کھلا کر باغ مین ہنستے ہین گل بیساختہ
کس قدر بلبل کے نالوں کا اثر جاتا رہا

کیا ختن سے تا خطا نیجائیگی سیدھی سڑک
کاکل مشکیں سے اونکے خم اگر جاتا رہا

ابتدائے عشق مین ڈرتا تھا ہجر یار سے
اب جو عادت ہو گئی خوف و خطر جاتا رہا

گیا رہے نخل تمنا کو مرے دل سے امید
وہ شجر کس کام کا جس سے ثمر جاتا رہا

یا وہ زور و شور یا اک اشک کا قطرہ نہین
بحر رو مد تیر انگرا ای چشم تر جاتا رہا

عمر مثل اشک دیکھو کسقدر کوتاہ ہے
بس ادھر دامن مین آیا اور ادھر جاتا رہا

خال و ابرو کا نیا مضمون جو ہاتھہ آتا نہین
دل سے قصد بندش تیغ و سپر جاتا رہا

اوسکی الفت کیا کبھی دیکھا نہ جسکو آنکھہ سے
دل سے آخر یار کا عشق کمر جاتا رہا

شوق نے دل کو دم نظارہ اندھا کر دیا
دفعتاً جاہ ذقن مین بے خبر جاتا رہا

گویا

سرکشی رفعت مین کچھہ اچھی نہین ای آسمان
مہر شب کو چھپ گیا دن کو قمر جاتا رہا

دل کسی صورت بتون سے منحرف ہوتا نہین
واعظون کی بھی زبانون کا اثر جاتا رہا

میکدے مین ہے نہ مسجد مین نہ کوچے یار مین
یا الہی دل بھٹک کر یہ کدھر جاتا رہا

وصل کی شب ہائے کوتاہی سے دست شوق سے
ہاتھہ مین آکر محبت کا ثمر جاتا رہا

بوسہ سیب ذقن وہ دیتے دیتے رہگیا
لب تک اپنے آتے آتے یہ ثمر جاتا رہا

جسکی تو نازک دلی پر رحم کھاتا ہے جنون
آہ کا تیرے وہ کتنا ہے اثر جاتا رہا

اگر کاٹے کا مجکو گیسوے جانان نہ پیک جاتا
تو فوراً زہر سر سے پاؤن تک میرے چھپک جاتا

دل غمگین کا نالہ گر زمین سے تا فلک جاتا
بشر کا ذکر کیا سنکر فرشتہ بھی بلک جاتا

جھجکا کر مجکو ساقی گر نہ پہلو سے سرک جاتا
یقین ہے ہاتھ میرا پاؤن کی صورت بہک جاتا

گل تر کا ترے رخسار پر بلبل کو شک جاتا
دہان تنگ تیرا دیکھکر غنچہ چٹک جاتا

نشیلی آنکھ ساقی کی نظر آتی جو محفل مین
اُبلتا شیشۂ مے و مغتا ساغر چھلک جاتا

ہمیشہ بدگمان رہتا ہے دلبر سے دل عاشق
بغل مین گل کے کانٹا تھا نہ کیون بلبل کھٹک جاتا

نہ ہوتی پاؤن مین زنجیر گر زلف مسلسل کی
پری وحشی ترا دیوار زندان کی اوچک جاتا

محبت مین لب شیرین کے ٹکراتی پہاڑ و نہین
جو تیشہ کوہکن کا تھا ہمارے سر پٹک جاتا

نہ آتا گر عیادت کو مرے وہ غیرت عیسے
تپ فرقت سے جسم ناتوان میرا دہک جاتا

سوا نیش شتر مژگان علاج اوسکا نہو سکتا
تری باتون سے پھوڑا ہو کیطرح یہ دل جو پک جاتا

قدم رنجہ نہ میرے گھر کیا اے ماہرو تو نے
جو تو آتا تو میرا اختر طالع چمک جاتا

شب وصلت جو اوس گل رو کو مین آغوش مین لیتا
قبا سے گل کی صورت پیرہن اوسکا مسک جاتا

کیا تو نے نہ میرا امتحان اک ذرا بھی ساقی
نہ تھا کم ظرف مین ایسا کہ پی کر بہک جاتا

عمل کرتے نہ رند بادہ کش اوسکی نصیحت پر
اگر بالفرض ناصح میکدے مین آ کے بک جاتا

قسم کھا کر صفائے اوسنے کی طبع مکدر کی
مکرتا گر حلف مجسے نہ میرے دل سے شک جاتا

نہین اب دوسرا ہمسا کوئی رند و نہین بدطالع
ہمارا ساغر قسمت اگر بھرتا چھلک جاتا

تمنائے شہادت کو جو قاتل ہین تھی برسون سے
تو پھر کیا خاک سر کٹنے کی خبر کرے سے سرک جاتا

مجھے ناکام میخانہ مین دست مرتعش رکھتا
اگر جام مئے گلرنگ میرے لب تلک جاتا

زمین پر وحشت دل سے فلک کی طرح ہو گردش
جنون کا ساتھ سایہ بھی اگر دیتا تو تھک جاتا

ترک کے مہر و وفا گو دل پہ قابو کچھ نہ تھا
جان نہ بچنے کا جو اوس سے اور پہلو کچھ نہ تھا

کیا کہون کس فارغ البالی سے ہوتی تھی بسر
جب تلک دل کو خیال دام گیسو کچھ نہ تھا

دون شان آنکھون سے اوسکے تھا یہ منظور نظر
غور سے دیکھا تو حسن چشم آہو کچھ نہ تھا

عمر بھر مین صورت تصویر سکتے مین رہا
خیر ترے پیش نظر اے آئینہ رو کچھ نہ تھا

اوس سے کیا تشبیہ دیتا تجکو مین اے ماہتاب
سامنے اوسکے رخ پر نور کے تو کچھ نہ تھا

وہ مسیحائے زمان جسدم گلے آکر ملا
درد دل درد جگر اور درد پہلو کچھ نہ تھا

ہو گئی زینت نشان بوریائے فقر سے
جامہ تن پر ہمارے نقش و اتو کچھ نہ تھا

بے ترے گلشن مین سہنا تھا اے رشک چمن
نالہ بلبل کا غل اور شور کو کو کچھ نہ تھا

دل ترے وحشی کا فرقت مین بہلتا کس طرح
چار سو دیکھا کیا صحرا مین کچھ ہو کچھ نہ تھا

تیغ ابرو کا جو اوسکے دھوکے پانی نے لیا
پھر چھپٹنا تھا نہ سایہ تھا نہ جادو کچھ نہ تھا

وصل کی شبکو بغل مین تھا مرے وہ سیم تن
اور ہنگام سحر جز درد پہلو کچھ نہ تھا

تو سن عمر رواں پر سوں سواری میں رہا
پھر جو دیکھا ایک دم میں زیر زانو کچھ نہ تھا

کونسی خوش قامتی پر شاعروں نے دی مثال
تیرے قد کے سامنے سرو لب جو کچھ نہ تھا

سنبل و گیسوے جاناں کو مقابل جب کیا
پیچ و خم کا فرق دونوں میں سر مو کچھ نہ تھا

اوس کماں ابرو پر قبضہ ای جنوں دشوار ہو
عاشقی کرنی نہ تھی گر زور بازو کچھ نہ تھا

بار الم اوٹھائے جان حزیں سے کب
دل خوش ہوا وصال بت نازنیں سے کب

تشبیہ ہمنے دی وشنین دُر ثمین ہو کب
قطرہ عرق کے ٹپکے تمہاری جبیں سے کب

دیکھیں فلک ملائے اوس مہ جبیں سے کب
دل کو نجات ہو نفس آتشیں سے کب

روشن ہو دل جمال رخ مہ جبیں سے کب
رونق ہو اس مکان کی دیکھیں مکیں سے کب

دیکھوں بلائے کب مجھے وہ حور اپنے گھر
حاصل گل مراد ہو خلد بریں سے کب

ای آسیائے چرخ اگر پیسنا ہو پیس
انکار میرے دل کو ہے نان جویں سے کب

تسکین کب وہ دینگے دل بیقرار کو
پونچھیں گے میرے دیدۂ تر آستیں سے کب

کھلوائیں ہمکو گردش گردوں نے ٹھوکریں
راحت ملی نشیب و فراز زمیں سے کب

انکار وصل سے ہوے ہم کب نہ جاں بلب
اس دل پہ تنگی نہ تمہاری نہیں سے کب

کب دیکھیں اوٹھے چہرہ سے پردہ نقاب کا
شرم و حیا الگ ہو تمہاری قریں سے کب

تم جھوٹ بولتے ہو تو سچ جانتا ہوں میں
لیکن یقین دل کو ہی میری یقین ہے کب

ہر وقت تیرے نام کا دل میں رہا خیال
یہ نقش حب سا ہی ہماری نگین ہے کب

افلاس بھی عذاب ہی مفلس کے جان کو
کم تنگدستیان ہیں فشار زمین ہے کب

ای حور خانہ باغ بھی تیرا بہشت ہے
تختہ یہ کم ہے تختۂ خلد برین ہے کب

ہم دیکھیے مقر ہوں کب اپنی گناہ کے
آثار انفعال ہوں ظاہر جبین ہے کب

موذی جان تصور گیسوے یار ہے
یہ سانپ دور ہوگا مرے آستین ہے کب

جب ضعف نے تمہارے گلی میں بٹھا دیا
نقش قدم کی شکل ہم اوٹھے زمین ہے کب

انکار اور باعث اصرار وصل تھا
ہمنے کیا سکوت تمہاری نہین ہے کب

نازک مزاج ہوں میں بہت اور وہ سنگ دل
صحبت ہوئی برابر نازنین ہے کب

اوس سے وصال میں بھی نہ خلوت ہوئی نصیب
سر کے مری فرشتے یسار و یمین ہے کب

کہتے ہیں لیکے وہ دل افسردہ ہاتھ میں
یہ گل ہوا چراغ مری آستین ہے کب

تھا ابتدا سے عشق اسے بوتراب کا
وحشت ہوئی جنون کو فشار زمین ہے کب

سلجھائے تمنے گیسوے پرخم تمام شب
اولجھا کیا قلق سے مرا دم تمام شب

سوتے میں جو تصور چاہ ذقن رہا
دیکھا کیا میں خواب میں زمزم تمام شب

ہوگی سحر کو آتش گل اور مشتعل
چھینٹے دیا کرے اوسے شبنم تمام شب

آتا ہے یار صبح کو جاتا ہے شام کو
دن بھر جو عید ہے تو محرم تمام شب

رہنے مین شب کے تھا جو شش و پنج یار کو
اپنے حواس خمسہ تھے برہم تمام شب

بلبل سے بکو ہے یار اب دم صبح کوچ ہے
روتی ہے اپنے حال پہ شبنم تمام شب

حاصل ہوا نہ وصل مین بھی مدعاے دل
کیا کیا دیے نہ اوسنے مجھے دم تمام شب

پردے مین عشق پاک کا مجھسے سوال ہے
کہتا ہے یار قصۂ مریم تمام شب

رنگت حنا کی تیرے کف پا سے چھپ گئی
مین نے ملے یہ دیدۂ پرنم تمام شب

دزد حنا کا خوف رہا اسقدر ہمین
پہلو مین دل چھپائے رہے ہم تمام شب

تھا عشق دل کو کسکے دہن و انداز زلف کا
اوسکا بھی اور کا بھی مرا دم تمام شب

کس بے رخی سے صبح وہ اوٹھکر چلے گئے
آغوش مین لیے تھے جنھین ہم تمام شب

آنکھون سے خون دل جو شب ہجر مین بہا
مانند شمع ہم رہے بیدم تمام شب

ای گلبدن تو وہ دُر دریاے حسن ہے
موتی نثار کرتی ہے شبنم تمام شب

فرقت مین غم کدہ ہی کہ زندان شام ہے
تنہائی گھونٹتی ہے مرا دم تمام شب

سینہ مین دود آہ جو روکا ہی شام سے

دیکھ اے جنون گھٹے گا ترا دم تمام شب

جانِ ناشاد ہے قاتل پہ نثار آپ سے آپ
جگر و قلب ہیں پہلو میں فگار آپ سے آپ

کیا گلِ اندام ہو سینے کا ابھار آپ سے آپ
آئی ہے باغِ جوانی میں بہار آپ سے آپ

سخت جانی کے سبب سے ہوئی خفت مجھے
کند تری خنجرِ سفاک کی دھار آپ سے آپ

لطف و اشفاق و مروت کے وہ نقشے نہ رہے
مری صورت سے ہو بیزار وہ یار آپ سے آپ

ہم کبھی لائے نہ زبان پہ کدورت کے سخن
دیکھیں اوس آئینہ رو کو ہے غبار آپ سے آپ

گردشِ شام و سحر نے یہ دکھائی تاثیر
کب نمو پر ہے صنم خطِ غدار آپ سے آپ

گو کھٹکتا ہو تری آنکھ میں اے بلبلِ زار
پھولے گل میں جگہ پائیگا خار آپ سے آپ

اپنے قاتل کے خود آنکھوں سے لگائیں آنکھیں
کب ہوا تیرِ نگہ دل میں دوسار آپ سے آپ

کس گلِ تر کی یہ الفت میں ہیں خود رفتہ
چہچہاتی ہیں جو گلشن میں ہزار آپ سے آپ

ہجر ہے طالبِ جان اوس بتِ ہرجائی کا
کسطرح ہو دلِ مضطر کو قرار آپ سے آپ

سنگ پر سنگ جو پڑتا ہے تو اوڑتے ہیں شرر
میرے سینہ سے نکلتے ہیں شرار آپ سے آپ

شہسوار آئے تو وہ گورِ غریبان کیطرف
دامنِ زین پہ لپٹے کا غبار آپ سے آپ

سرد مہری سے بتوں کی ہیں یہ رگ رگ ہوا
نہیں آتا ہے یہ جاڑیکا بخار آپ سے آپ

اوسکے مژگان پہ ندی جان تو ناحق اے دل
شکلِ منصور نہ جا بر سرِ دار آپ سے آپ

فتنہ برپا کیے مفسدہ پردازون نے
کب نظر مین ہوا اوس گل کی مین خار آپسے آپ

ناز و انداز و ادا سے انہین کچھ کام نہین
دل جگر جان یہ مین تجھپہ نثار آپ سے آپ

دود آہِ دلِ پرسوز کا شاید ہے اثر
اپنی آنکھون مین نہین ہے یہ غبار آپسے آپ

سخت جانی کی جو ابد اتھی مری قسمت مین
گر گئی ہمپہ نہ نازکی دیوار آپ سے آپ

زلزلے سے تپشِ دل کو یہ صدمہ پہونچا
شوق ہوا کب ترے عاشق کا فرار آپسے آپ

نظر آئی نہ کبھی اوس گلِ عارض کی بہار
ہو گیا ہجر گلی کا مرے یار آپسے آپ

ابر کی طرح سے فرقت مین نہ جبتک روون
کب نکلتا ہے مرے دل کا بخار آپسے آپ

اپنے دامن سے نہ جبتک کہ وہ آنسو پونچھے
ٹوٹنے کا نہین یہ اشکون کا تار آپسے آپ

آمد ناقۂ لیلےٰ ہے یہان اے مجنون
نہین اوٹھتا ہے یہ صحرا مین غبار آپسے آپ

بید مجنون جو بنا یہ تنِ لاغر میرا
جل گئی دیکھ کے صحرا مین چنار آپسے آپ

جذبۂ دل مین اگر رنگ اثر باقی ہے
پاس آئے گا ہمارے وہ نگار آپسے آپ

باغ مین فصل بہاری کی ہے آمد آمد
کب کھلا غنچۂ منقار ہزار آپسے آپ

اے جنون صاف کہو اوس سے جو ہونی ہو سو ہو
آئنۂ رو تری دل مین ہے غبار آپ سے آپ

آئے یارب میری گھر ملنے کو یار آپسے آپ
باغ مین آتی ہے جسطرح بہار آپسے آپ

قیس میں بھی کشش دل ہو اگر لیلیٰ سی
پاس آئے ابھی جمازہ سوار اپنے آپ

تپش دل سے ہوں میں زیر زمین بھی بیچین
حرکت میں مرا آتا ہی مزار اپنے آپ

توسن ناز پہ جس راہ سے وہ جاتے ہیں
ساتھ ہولیتا ہی میرا بھی غبار اپنے آپ

تجھپہ قربان ہیں جتنے ہیں زمانی میں صید
سر تیر آتے ہیں سب تیری شکار اپنے آپ

نفس سرد کی سیر سے جو چلی باد بہار
حال اوس گل کو ہوا گوش گذار اپنے آپ

کیا کروں بعد فنا قصر بدن کی اوصاف
مٹ گئے جتنے کہ تھے نقش و نگار اپنے آپ

نظر آجائے اگر چہرۂ نورانی یار
جلوۂ صبح دکھائے شب تار اپنے آپ

ہر منزل تو ترقی بھی زمانے میں ہے
بنتے دیکھا ہی پیادوں کو سوار اپنے آپ

ہر گھڑی خواہش وصل اوسکی فزوں ہوتی ہے
بڑھتی ہی ہیان ہوس بوس و کنار اپنے آپ

لیگئے اس دل وحشی کو وہان آپ جنون
کب ہوا تیر محبت کا دوسار آپ سے آپ

کب بہلتے ہیں یہ انکو کوئی بہلائے بہت
آج کل حضرت دل ہیں مرے گھبرائے بہت

غنچے اونکے دہن تنگ سے تنگ آئے بہت
گلستان دیکھ کر گل باغ میں کمہلائے بہت

بستنی باندہ کی لٹکا نہ چمن میں صیاد
دل نہ بلبل کا قفس میں کہیں گھبرائے بہت

کوئی جانان میں مجھے کیا یہ نکجانے دیگی
ناتوانی نے تو کچھ پاؤن ہیں پھیلائے بہت

لذت عشق سے اپنی جو طبیعت نہ بہری
داغ دل ایک بہی کافی تہا مگر کہائے بہت

دیکہین ڈستی ہی کسے زلف کی ناگن اوڑکر
اوسکے بل کہانے پہ ابدل تو ہین لہرائے بہت

ہمسے یاران گذشتہ نے یہ انکہین پہیرین
مڑکی دیکہا نہ ادہر ہم اونہین چلائے بہت

جبہہ سیارہ بہتے ہین افلاک تری چوکہٹ پہ
بادشاہان جہان بنکی گدا آئے بہت

توشہ کچہہ پاس نہین اور کڑی منزل ہی
کیون نہ رہرو عدم آباد کا گہبرائے بہت

دست گستاخ اگر پاؤن تک اونکی پہونچا
تارسے ہاتہہ جہٹک کر مرا جہنجلائے بہت

آج صیاد جو تو گل کی روش خندان ہے
بلبل نغمہ سرا کیا تری ہاتہہ آئے بہت

امتحان کہوٹے کہرے کا تہا جو منظور نظر
داغ دل اوسنے درم جانکی پرکہائے بہت

خیر بہتر ہی نہین آپ جو خواہان دل کے
ہمنے بہی اسکے خریدار ہین ٹہیرائے بہت

ابہی کم سن ہی عروسی کی شب اول ہے
کسطرح شاہد مستور نہ شرمائے بہت

کیا مرے حال پریشان پہ نظر فرمائین
اونکے گیسو سے بہی ابرو تو ہین بل کہائے بہت

کس قیامت کی ہوئی ہمکو ندامت حاصل
کیا کہین پرسش اعمال پہ شرمائے بہت

ہمسے اولجہی جو شب وصل نہ سلجہی ہرگز
بال شانے سے ترے غیرنے سلجہائے بہت

گنج گو جہو گے کیا سانپ کو دشمن اپنا
سیخ کا بوسہ جو لیا زلف نے بل کہائے بہت

خوبی بخت سے ہو دیکہین ہمائی گیسکی
زلف جانان کی تو دل پیچ مین ہین آئے بہت

کسی صورت سے نہ ہم خواب عدم سے چونکے
سیر فردوس کی دنیا کی خرابی ہین اگر بن

آگے یاران وطن قبر پہ چلائے بہت
کیون دل آدم کا یہان آگے نگھبرائے بہت

پیرہن پھاڑ کے کہتے ہین کہ صحرا کو گئے
وحشت دل سے جنون آج جو گھبرائے بہت

یاد آئی ہے یہ کس رشک قمر کی صورت
بنگئی شکل کتان میرے جگر کی صورت

طفل اشک آنکھ مین ہے لخت جگر کی صورت
چشم یعقوب سے دیکھین گے پسر کی صورت

لب ہین یاقوت سے دندان ہین گہر کی صورت
حور ہے تو کہ پری زاد بشر کی صورت

لاغری دیکھ کے اپنی یہی آتا ہے خیال
کہین بنجا ہین نہ ہم تیرے کمر کی صورت

دیکھ لیتے جو مرے رشک چمن کو بلبل
بہول جاتی اوسے اپنے گل تر کی صورت

کروٹین تی ہین بستر کی شب فرقت مین
دل تڑپتا تھا جو پہلو مین جگر کی صورت

اے خدا نالۂ بلبل کو اثر دے ایسا
دل صیاد ہو ٹکڑے گل تر کی صورت

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ فرماتے ہین
وہی اب بہی ہے ترے درد جگر کی صورت

عوض رقص فغان کوہ پہ طاؤس کرین
ابر روئے جو مرے دیدۂ تر کی صورت

ہجر یان مری نہ جلجائین تب فرقت سے
دل پہکا جاتا ہے دن رات جگر کی صورت

خوش تو ہین آپ شب وصل مین اے حسرت دل
ہوش اوڑ جائین گے دیکھی جو سحر کی صورت

کہتے ہین سنکے وہ حالِ دلِ مضطر میرا
کیون کرو بات وہ جس مین ہو ضرر کیصورت

سیرے آنکھونکی قرین آپنے لا ہین تہا مین
خود نکل آئیگا دل لختِ جگر کیصورت

ظلم و جور و ستم و دل شکنی خوب نہین
دل بہی پہٹ جائیگا ایجان جگر کیصورت

یاد مین کس دُرِ یکتا کی ہوئی ہے پُرنم
صدفِ چشم مین ہین اشک گہر کیصورت

مرغ دل وصل کی شب نالہ و افغان نہ کرے
ذبح ہو تو نہ کہین مرغ سحر کیصورت

کوئی نادان نہوگا دلِ نادان تجہسا
جسکو معلوم نہین نفع و ضرر کیصورت

پتلیان آنکھونکی چہپین رہین پردونمین
جبتک آئے نہ نظر لختِ جگر کیصورت

سحرِ وصل ہے ہنگامۂ محشر ہوگا
غل ہو دن نکرین مرغ سحر کیصورت

خط اور ابروِ خمدار مرے قاتل کا
سامنے دونون ہین شمشیر و سپر کیصورت

جام جمشید سے بہتر ہین ہمارے آنکہین
نظر آتی نہین اب پیش نظر کیصورت

چاند سورج جو یہ سر کے ترے تعویذ ہین
آنکہ ہی اوج ہے خورشید و قمر کی صورت

ناتوانی مجہے اوس تک جو نجانے دیگی
کششِ شوق سے پہونچونگا نظر کیصورت

ڈاب کیطرح شبِ وصل لپٹ جاینگے
دیکھ لی ہمنے اگر تیری کمر کی صورت

مرضِ عشق مین ہے یاس کا عالم مجہکو
دل کیصورت کبہی تکتا ہون جگر کیصورت

دہکدہکی یار کی سینہ پہ جو ہے سیم کی
لعل ہے اوس مین مرے لختِ جگر کیصورت

اے جنون جو صنم سے ہے یہ دل تجھ کا
آہ سینے سی نکلتی ہے شرر کی صورت

کہی جو حال دل اپنا زبان کی کیا طاقت
جو نکلی سینے سے راز نہان کی کیا طاقت

یہ نطق بند ہوا رعب حسن سے اپنا
بیان شوق کرے اب زبان کی کیا طاقت

ہوئے ہین جوش جنون مین ہم ایسے صحرا گرد
ہمارے ساتھ پھرے آسمان کی کیا طاقت

مری زبان مین نہین یار لکنت ہو سے
جو اثر کہہ اسے کھینچا زبان کی کیا طاقت

ہے حسن و عشق کا قصہ جو بلبل و گلمین
یہ فیصلہ جو کرے باغبان کی کیا طاقت

یہ حال غیر جو ہے دل کا ناتوانی سے
وہ آگے لیگئی تاب و توان کی کیا طاقت

یہ دل ہے سینے مین اپنے کہ مرغ بسمل ہے
نہ تڑپے ایکدم اس نیمجان کی کیا طاقت

کھودا ہے نقش جب ایسا نگینہ دل پر
مٹائے اوسکو بھلا آسمان کی کیا طاقت

دبی ہوئے ہین جو ہم کوہ ناتوانی سے
ہٹائے اوسکو یہ تاب و توان کی کیا طاقت

ہمارے خانۂ دل مین ہے غم کی مہمانی
ہوئے نہ اب جگر خستہ جان کی کیا طاقت

ہزاروں کھینچ کی چلّے کیا ہے قبضہ مین
کھینچے جو ہم سے اوس ابرو کمان کی کیا طاقت

روان ہوں شوق شہادت مین کوئی تجھکو
ہٹائے پیچھے قدم امتحان کی کیا طاقت

ہے لامکان سے اودھر قصر یار کا درجہ
وہان یہ جائین یہ وہم و گمان کی کیا طاقت

لگا ہین تیر مژہ وہ کمانِ ابرو سے
جو تڑپے کہا کہ یہ اس مرغ جان کی کیا طاقت

وہ زور شور پہ ہی اپنی اشک کا دریا
مقابل اوسکے ہو بحر روان کی کیا طاقت

جو بار ہجر اوٹھاتا ہی ناتوان تیرا
یہ بوجھ اوٹھائے تو کوہ گران کی کیا طاقت

وہ پرخطر ہی یہ صحرائے عشق کی منزل
قدم اوٹھائے یہان کاروان کی کیا طاقت

وہ بحرِ عشق کا اے یار ہین شناور ہو ن
ڈبو ئی مجکو یہ آب روان کی کیا طاقت

جنون اب آئی ہین وحشت مین سیر گلشن کو
بہلا نہ آنے دی یہ باغبان کی کیا طاقت

جو پہونچے گوش تک اوسکی فغان کی کیا طاقت
جو لون مین سانس ہے مجھہ ناتوان کی کیا طاقت

لبون تک آئے یہ سوزِ نہان کی کیا طاقت
کہی جو رازِ محبت زبان کی کیا طاقت

پڑی ہی بلبل و گل مین جو بحث مدت سے
کچھہ اوسمین دخل کرے باغبان کی کیا طاقت

جو چاہی سرخئے لب پر ترے ہو وہ سرسبز
مجال کیا ہے بہلا رنگ پان کی کیا طاقت

ہمارے دل پہ گرا ہی جو کوہ رنج و فراق
اوٹھائی سر پہ اسے آسمان کی کیا طاقت

جہاز فصل خدا سے روان ہے دریا مین
و گرنہ دی حرکت بادبان کی کیا طاقت

ہمارے منہ کا جو یہ رنگ زرد عشق مین ہے
ہنسے جو اسپہ گل زعفران کی کیا طاقت

چڑہے نہ ہون کبھی غصہ مین بھی گر ابرو سے
کمان جو کہینچے اوس ابرو کمان کی کیا طاقت

تمہارے شکر مین ہے ناطقہ تا تنگ قاصر | نکالے حرف شکایت زبان کی کیا طاقت

ہمارے خانۂ دل مین ہے راز لاہر دم | جو ایسی صدمے مین ٹہرے مکان کی کیا طاقت

تمہارا کوہ الم بسکہ سخت و سنگین ہے | اوٹھا اوسکو یہ تاب و توان کی کیا طاقت

لگائی آتش گل نے ہے آگ ای بلبل | جلے نہ اوس سے تری آشیان کی کیا طاقت

نزاکت اوسکی یہ کرتی ہے مری خاطر جمع | کرے جو دل شکنی جان جان کی کیا طاقت

چھپے گا کیا دل عاشق مین جلوۂ معشوق | رخ قمر کا ہو پردا کتان کی کیا طاقت

کسی کی جذب نے روکی ہے راہ ناقہ سوار | بڑہا سکے جو قدم ساربان کی کیا طاقت

تمہارے کوچہ کی پکڑی ہے راہ اب مین نے | پھرائے مجھ سے یہ ہے آسمان کی کیا طاقت

سبک روی سے ہوا ہون برنگ پیک نگاہ | جو روکے مجھکو تری پاسبان کی کیا طاقت

جو عکس رخ ترا حیرت فزائے دریا ہے | ٹہر نہ جائے یہ آب روان کی کیا طاقت

گذار خضر تھو جب مسی کی ظلمت مین | تو پھر سکندر صاحب قران کی کیا طاقت

اوٹھا جو کوہ الم زور عشق سے یہ جنون
مین آپ کاہ ہون مجھ ناتوان کی کیا طاقت

چمن مین قدر ہے گل کی ہزار کے باعث | فروغ اونہین ہے دل بیقرار کے باعث

ہے باغ باغ دل اوس گلعذار کے باعث | چمن عروس بنا ہے بہار کے باعث

لبون پہ جان ہی اب اضطرار کی باعث
تڑپ رہا ہون دلِ بے قرار کی باعث

خفا ہو تن سی ہی جان اضطرار کی باعث
یہ حال ہی اوسی غفلت شعار کی باعث

بدن مین رعشہ نہین شربِ مے سی ایسا ہی
مین کانپتا ہون یہ خوفِ فشار کی باعث

مثال سرمہ جو گردش زاوسکی پیسا ہے
ملی ہین خاک مین ہم چشمِ یار کی باعث

زیادہ شبکو ہو جسطرح ماہ کا جلوہ
وہ نورِ رخ ہی خطِ مشکبار کی باعث

دئے تھی دستِ حنائی کی وصل مین بوسے
مین سرخ رو ہوا اپنے نگار کی باعث

وہ میرے ضعف و نقاہت سے کیا مکدر ہون
نمود ننگی ہی اس جسمِ زار کی باعث

جواب خطِ مجھے جو لکھا ہے یار نے قاصد
خطِ غبار مین دل کی غبار کی باعث

ہرے ہون زخم جگر کیون نہ چشم گریا نسے
کہ گل نہال ہین ابرِ بہار کی باعث

فروغ ہی تو جوانی تلک حسینونکا
گلون کی نشو و نما ہی بہار کی باعث

وہ شہسوار جو آتا ہی تیز و تند ادہر
تو سوجھتا نہین ہمکو غبار کی باعث

شگفتہ ہین گلِ داغِ فراق اشکونسی
ہرا یہ باغ ہی ابرِ بہار کی باعث

وہ مہربان ہوے دل اپنا باغباغ ہوا
کھلا یہ غنچہ نسیم بہار کے باعث

نشان جہان مین رہتا نہ ذرا نشانونکا
رہا جو نام تو لوحِ مزار کے باعث

اوجڑتا ہی عبث آشیان کو او صیاد
یہ چہچہے ہین چمن مین ہزار کے باعث

رفوگری سے ہوئی دست کشش خوگر سب
ہمارے پیرہن تار تار کے باعث

میرے جگر مین یہ ترچھی نگاہ اے قاتل
چبھی ہے سرمہ دنبالہ دار کے باعث

فزون ہے حسن خطِ سبز سے اون آنکھونکا
ہرے ہوئے یہ ہرن سبزہ زار کے باعث

نہ پوچھو حال کچھ اون ابرونکی الفت مین
جگر دو نیم ہے اس ذوالفقار کے باعث

ہزار شکر جو عریان تنی مین موت آئے
تو ڈھک گیا مرا پردہ مزار کے باعث

سبک کیا مجھے صیاد ہمصفیرون مین
رہائی دیکے عبث جسمِ زار کے باعث

جو رنج پہونچے ہین اے گل رقیب سے ہمکو
یہ صدمے کب ہوئے بلبل کو خار کے باعث

یہ پستی ابھی انسانکو آسمان کیطرح
دبی ہوئی ہے زمین کوہسار کے باعث

عزیز کیون نہ جنون کو ہون داغ دل اپنے
یہ گل کھلے ہین کسی گلعذار کے باعث

ٹوٹا نہ ہجر یار مین اشکونکا تار آج
ٹھہرا کسیطرح نہ دلِ بیقرار آج

میخوار میکدون مین رہین ہوشیار آج
آتا ہے جھوم جھوم کے ابرِ بہار آج

دریا پہ چاندنی کی ہے ساقی بہار آج
ہان چل کے کھیلئے بطِ مے کا شکار آج

اک ایک پھول پر ہے جو تازہ بہار آج
کیا چہچہا رہی ہین چمن مین ہزار آج

آیا سرِ مزار جو وہ شہسوار آج
کس اوج پر فلک ہے ہمارا مبدا آج

ڈر ہی خیال زلف ستائی نہ خواب مین
سوئین گے گرد باندہ کر اپنے حصار آج

منظور چشم یار ہی صید افگنی اگر
وہ میرے مرغ دل کو بنائے شکار آج

لانیے کو آئی باد صبا کوئی یار سے
کیون کر نہو ہوا یہ ہمارا غبار آج

کاہے تک مرے سوا کوئی بہاتا نتہا کہ
بیزار ہی وہی مری صورت سے یار آج

ہوئی شفق جو خون شہیدانِ ناز سے
تازہ دکھانے لگے گنبد مینا بہار آج

رو کر کہین گے یار سے صدمے فراق کے
اشکون سے اپنے دہوئینگے دل کا غبار آج

ہمکو دیا یہ برہنہ پائی نے مرتبہ
رکھی ہین سر کو پاؤن پہ صحرا کے خار آج

آجائے ایکدم کو وہ عیسے نفس اگر
بیمار ہجر دل کا نکالے بخار آج

کل جو رفوگرون نے گریبان رفو کیا
دستِ جنون سے پھر وہ ہوا تار تار آج

ابر آگے کوہسار سے یارب کرم کرے
برباد دشت مین ہی ہمارا غبار آج

تہا کل تلک تو ربط عروس بہار سے
نظرون مین کیا نباہون گلونکی مین خار آج

آمد ہی کیا یہ لیلئے محمل سوار کے
اے قیس نجد مین جو اٹہا ہی غبار آج

موقوف بول چال گلون سے ہو اگر
بیوجہہ چپ نہین ہی چمن مین ہزار آج

روئینگے اونکو عالم رویا مین دیکھکر
سوتے سی اوٹھکے دہوئینگے دل کا غبار آج

نکلی بلا یہ دیکھئے کسکی گلے پڑے
چوٹی مین اونکے لپٹی ہین بہولونکے ہار آج

روتے ہین بہوت کی چہاؤن جو پاؤن لگی | کیا ہے سرکشی یہ ہین صحرا کی خار آج

وحشت مین بہی جنون سے نہ یہ چاک ہو سکا
لو ہی کر نکل گئے ہین گریبان کے تار آج

پاؤن قابو مین نہ قابو مین دل دیوانہ آج | دیکھیے لیجاے کدہر یہ لغزش مستانہ آج
خوبرویون سے طلب کرتا ہی وہ نذرانہ آج | گل کو شگفتہ بہیجتا ہی شمع کو پروانہ آج
فصل گل مین جوش پر ہی ہمت مردانہ آج | وقف میخوارون کو ساقی نے کیا میخانہ آج
سرو سرکش غنچۂ گل تنگ دشمن باغبان | آشنا بن جائے یارب سبزۂ بیگانہ آج
شوق دل کا ہو برا کیا کر دیا بے امتیاز | باتین کیسی اوس سے کرتا ہو گیا گستاخانہ آج
اوسکے انداز و ادا پر ہون دل و جان سے فدا | ہی بجا جو کچھ کرے وہ ناز معشوقانہ آج
مجھکو وہ غیرت ہی اوسکو دیکھکر جل جاؤنگا | آئے تو محفل مین تیرے شمع پروانہ آج
موئے مشکین کی اثر نے اوسکو بھی صندل کیا | زلف مین کرنے لگا وہ عاج کا جو شانہ آج
اوس گل تر کو ہی منظور نظر اصلاح خط | دور ہوتا ہی چمن سے سبزۂ بیگانہ آج
دل کو جلتے دیکھکر آنکھون مین آیا ہی وہ شوخ | چاہیے اشکون سے تر کرنا کہ ہو خسخانہ آج
سوئے صحرا اوس نے کالا گلشن کو جاتے دیکھکر | ہو گیا ہی شہر نظرون مین مری ویرانہ آج
اتحاد دم نہین رہنے کا کل تک جسم سے | آشنائی کا بھرے دم لاکھ یہ بیگانہ آج

دیکھکر صورت صنم کی لوٹ زاہد بھی ہوا
کسقدر نامِ خدا ہے رونقِ بتخانہ آج

ہم گرفتاری مین لوہے کو چباتے ہین جیسے
بھوک مین بہرِ غذا زنجیر کا ہر دانہ آج

اوڑ کے خود آئین گی بلبل خانۂ صیاد مین
روغنِ گل سے جلایا ہے چراغِ خانہ آج

کچھ بھی گر صدمہ ہوا ساقی چھلک جائیگا یہ
زندگانی کا مرے لبریز ہے پیمانہ آج

تھا مرے آغوش مین بھی کل تلک وہ شمع رو
جسقدر چاہے جلاے رشک سے پروانہ آج

آمد اوس رشکِ چمن کی کلبۂ احزان مین ہے
آتشِ گل سے کرون روشن چراغِ خانہ آج

بے ادب حد سے زیادہ ہے ترا اندازِ زلف
مصحفِ رخکو کہین چھوے گی گستاخانہ آج

جلوہ فرما بزمِ خوبی مین ہوا وہ شاہِ حسن
شمع کا شعلہ جلاے کیا پھرے پروانہ آج

کوہ پر فرہاد باقی ہے نہ مجنون دشت مین
اک قدم سے میری بس آباد ہے ویرانہ آج

وائے بر حال اون یگانونکے جو ہستی مین ہین
حال اپنا دیکھ کر روتا ہے ہر بیگانہ آج

امتیازِ حق و باطل ہے جو منظورِ نظر
قصد ہے جانے کا کعبہ سے سوئے بتخانہ آج

جسکو پینا ہے وہ پی لے ورنہ برہم ہے یہ بزم
سیکشونکو یہ سناتا ہے لبِ پیمانہ آج

بعد مدت کیا سخی داتا بنا پیرِ مغان
کر دیا ساغر کشون پر وقف سب میخانہ آج

خوبیان عالم کی سب تم مین ہین پر ہو کج مزاج
تنگ ہو کر عرض یہ کرتا ہون گستاخانہ آج

حال اس نا آشنا کا کل عیان ہو جائیگا
روح اپنی گو کہ قالب سے نہین بیگانہ آج

اوس صنم نے دل کو دی محرابِ ابرو مین جگہ
جا کے کعبہ مین کرونمین سجدۂ شکرانہ آج

سامنے مجھ کے دل جلی کی بزم مین اے شمع رو
کسطرح آنا ہی دیکھون تو بھلا پروانہ آج

خانۂ زنجیر مین بس دفن کر دینا مجھے
یہ وصیت آہ یہی کرتا ہون مین دیوانہ آج

اوس بت سیمین بدن نے یہان قدم رکہہ دیا
خانۂ دلکو کہو نمین کیون نہ دولتخانہ آج

ہین یہ ازخود رفتگی مین واقفِ اسرار یار
آپکو سمجھی فلاطون کیون نہ ہر دیوانہ آج

چشم و ابرو سے یہ ساقی کی ہی تراوش صاف ہی
فی سبیل اللہ ہی اے میکشو میخانہ آج

گرم صحبت باغ مین ہی مجہسی وہ غنچہ دہن
گل سے بلبل تنگ ہی اور شمع سی پروانہ آج

وصل کی دل مین خوشی ہی ہجرِ آئندہ کا غم
دیکھتا ہون رنج و راحت کو کہ ہی ہمخانہ آج

یہ دلِ صدچاک میرا تو نہین ہی دیکھنا
کسطرح اولجہا ہی زلفون سے تمہارے شانہ آج

آنکھین تیری دیکھکر ایسی وہ بیخود ہو گئے
بنگیا ہو ہر اک مثلِ سگِ دیوانہ آج

بادہ نوشی کو جو بے ساقی نہین جی چاہتا
دل ہمارا بنگیا قفلِ درِ میخانہ آج

کل جنون بکتا تہا کیا کیا بے خودی کے حال مین
ہوش کی باتین یہ پہر کرنے لگا دیوانہ آج

ابر اوٹہا ہی جو دودِ آہِ سوزان کیطرح
نہ بہی برسا گئے فلک اشکونکی طوفان کیطرح

خط سے بدلی عارضِ شفافِ جانان کیطرح
صاف ہی آئینہ بہی دہبا مہِ تابان کیطرح

حال دل ابتر اگر ہے زلف جانان کیطرح
زلف برہم ہے مرے حال پریشان کیطرح

ہجر مین ٹپکی جو آنسو در غلطان کیطرح
لخت دل بہنے لگی لعل بدخشان کیطرح

صورت مجنون ہا یہ دشت وحشت مین بکیز
جانور مجھ سے ہوئی مانوس انسان کیطرح

جان جان دلمین ہوئی یہ کثرت داغ فراق
سینہ گلشن بنگیا گنج شہیدان کیطرح

مصحف روے صنم کی ہے قرین خال سیاہ
حافظ قران یہ کافر ہے مسلمان کیطرح

دہر ہے مہمان سرا اسمین کیا کسنے مقام
چل بسے کیا کیا مسافر آکے مہمان کیطرح

وصل کی شب اوسنے کہتا ہون جب حال تحیر
چپکے سنتے ہین وہ دانا سے نادان کیطرح

دست بغنا نہ نہین رہتا اسکے ہاتھ مین
پیچ مین لائینگی دل وہ زلف پیچان کیطرح

آنسوؤنکا سیر ہے دریا وہ زور و شور پر
خود تنحو دیہ جوش مین آتا ہے طوفان کیطرح

خالہائے روے زیبا دیکھکر ثابت ہوا
گلشن جنت بنا ہے باغ زاغان کیطرح

دمبدم آنکھونسے مجھ مجروح کے آتا ہے خون
زخم دل بھی رو رہے ہین چشم گریان کیطرح

دیکر کباب مجھکو شراب ناب جب ساقی نے دے
دل جلا میرا کباب مرغ بریان کیطرح

آئی پھر فصل جنون ہشیار دیوانے رہین
چاک پھر ہونگی گریبان گلکی دامان کیطرح

دفن ہین کوچہ مین اوس قاتلکی عاشق سیکڑون
کیون نہو آباد وہ گنج شہیدان کیطرح

اسقدر روئے ہم اوس یوسف لقا کی چاہ مین
ہوگئین بے نور آنکھین پیر کنعان کیطرح

منزلِ دنیا سے فلک بھی ہو گئی گویا رباط / صاحبِ خانہ یہان رہتے ہین مہمان کیطرح

جسنے دیکہی عشق مین مجھکو جھکا دی ہین گنہ مین / چاہ مین ہنستے ہین حبابِ یار ماہِ کنعان کیطرح

جال ابروئی صنم سے ہمکو یہ ثابت ہوا / معبدِ ہندو ہوا کعبہ مسلمان کیطرح

ہجر مین اوس ماہوش کے سال بہر برسا ہے / ابر کیا برسیگا میری چشمِ گریان کیطرح

جو دیکھتا ہے فلک وہ دیکھتے ہین آنکھ سے / آپکے در پر کھڑے رہتے ہین دربان کیطرح

راتکو رہتا ہے میرے پاس دنکو انکے گھر / اوس قمر کو بھی ہے گردش ماہِ تابان کیطرح

قمریونکی باغ مین سنکر صدا ثابت ہوا / جانور بھی اونکا دم بھرتے ہین انسان کیطرح

وصل مین جائیگی جان ایسے حجابی کے سبب / آپ مین جامہ سے باہر تیغِ عریان کیطرح

اے جنون آیا ہے کس رشکِ گلستان کا خیال
دل شگفتہ دشت مین ہے باغِ رضوان کیطرح

پوشاک ہی پہنے ہوئے وہ تیر فگن سرخ / رنگوا ئین نہ کیون عاشقِ جانباز کفن سرخ

ساقی کی عجب ناز سے آنکھین ہین نشیلی / اس طرح کی دیکھی نہ سنی ہمنے ہرن سرخ

منہ رکھکے جو رو دیا ہون مین اوس شوخ کے منہ پر / کیا خون کا دریا ہے ہوا چاہِ ذقن سرخ

مدت سے نہ بخیہ ہے نہ مرہم ہے نہ پٹی / اوترک بھلا خاک ہو یہ زخمِ کہن سرخ

جل جل کے وہ سب خاک ہوئے دم نہین مارا / کیا خون سے پروانونکے ہے آب لگن سرخ

سہمی ہوئی گوشون مین گنہگار کھڑی ہین
غصہ سی تیرا رخ جو ہی اے تیر فگن سرخ

پروانونکی جلنی پہ لہو روئی ہی شب کو
کیون شمع کی اشکونسی نہ ہو جائی لگن سرخ

گلزار مین صیاد کی رہتی ہی چہری تیز
کسطرح نہو خون سے بلبل کی چمن سرخ

کیا گرمی خورشید سے انگور پھٹی ہین
ساقی جو بنا ہی مئے گلگونسی چمن سرخ

قاتل یہ فقط فیض مری دم کی ہی جاری
ہر دم جو لہو بہتی سی ہین زخم بدن سرخ

شبنم کا دوپٹہ بھی جسے بار ہو سر پر
کیون بوجہ سی پھولون کی نہو اوسکا بدن سرخ

کچھ حال یہ کھلتا نہین اے شوخ ستمگر
عاشق تری کیون سر پہ لپیٹی ہین کفن سرخ

اوس گلکی نزاکت ہی زبانی سی نرالی
عاشق کی گلے ملنے سے ہوتا ہی بدن سرخ

پھولی ہی شفق تیر سے شہیدونکی لہو سے
یہ وجہ نہین رنگ رخ چرخ کہن سرخ

غربت مین جو روتا ہون لہو دیدۂ تر سے
اشکون کو بناتی ہی جنون یاد وطن سرخ

عبث کرتا ہو نہین مجبور فریاد
وہ سنتا ہی نہین مغرور فریاد

قیامت ہجر مین کرتا ہی ہر دم
دل نالان برنگ صور فریاد

جرس ہم کاروانِ درد مین ہین
ہماری سب مین ہی مشہور فریاد

کرے گی ذبح ترے اے شعلہ حسن
زبان برگ نخل طور فریاد

اگر دیکھو ہماری تیرہ بختی
کرے ذرہ گر شبِ دیجور فریاد

میر اگریہ ہی نامقبول اوسکو
یہ ہر دم کی ہے نامنظور فریاد

ملک تھراتے ہین سنکر فلک پے
تری دوری مین پہونچی دور فریاد

کریگا یاد مین اوس برق وش سے
لسانِ رعد یہ مہجور فریاد

مین کوہ غم سے یون نالان ہون جی سے
گرانی سے کرے مزدور فریاد

گر اسنگ الم پر شیشۂ دل
کرے کیونکر نہ یہ مجبور فریاد

کس آفت مین پہنسا نالان جو دل سے
نہین کرتا کوئی مسرور فریاد

برنگ شمع نالے کا نہین حکم
کرے کیونکر دل مجبور فریاد

جرس بنتا ہون گاہی اور کبھی نے
بہر صورت جو ہے منظور فریاد

ترا شکوہ کرون کیا ای شہِ حسن
سلیمان کی کرے کیا مور فریاد

کریگا صورتِ ناقوس اے بت
جدائی سے دل مہجور فریاد

جنون نالان نہ رہتا درد دل سے
ذرا سنتا جو وہ مغرور فریاد

چمن چمن جو ہے آوازۂ بہار بلند
شجر شجر پہ ہے کیا نالۂ ہزار بلند

کھلین گے گر کمان نہ ہو لونگی اس گلستان مین
صدائے نالہ کرین بلبلین ہزار بلند

نہ زندگی مین ہوا اوج ای فلک ہمکو
ہوا تو بعد فنا گنبد مزار بلند

ہوا بھی چلتی ہی کترا کے راہ الفت سے
مرے مزار کا پھر خاک ہو غبار بلند

حسد سے خاک یہ کیون آفلک اوڑاتی ہے
زمین ہوگی کبھی مثل کوہسار بلند

وہیں جہان نہ تو سکتشونکو او واعظ
پیادہ سے ہی کہین رتبہ سوار بلند

اثر رہا یہ پس مرگ چشم گریانکا
ہوا نہ میرے لحد کا کبھی غبار بلند

کمند فکر کرے کسطرح نکو تاہی
کہ لامکان سے بھی ہی بام قصر یار بلند

یقین اپنی یہ افتادگی سے ہی مجھکو
پس فنا بھی نہو قبر سے غبار بلند

مقابل قد موزون یار کیا ہوگا
کہ سرو باغ ہی کاواک و بے شمار بلند

جھڑی لگا دی نہ کیون آنسوؤنکی دیدہ تر
ہوا ہی آہون سے دل کا میرے غبار بلند

قفس مین اسکی جگہ اوسکی گلکی پہلو مین
ستم یہ ہی کہ ہی بلبل سے قدر خار بلند

جو قیس شکل انا الحق کہے انا لیلی
ہر ایک خار ہو صحرا کا مثل دار بلند

جنون کو دشت مین آرام اون سے ملتا ہی
رہین جہان مین درختان سایہ دار بلند

نہ کہو سکنگا تب فرقت مین درد سر تعویذ
مریض عشق کو بخشیگا کیا اثر تعویذ

جو اوسکے ہاتھ کا لکھا جواب خط لایا
گلے کا اپنے بناؤنگا نامہ بر تعویذ

شباب مین بھی ہی اونکی فراگین سکا
گلے مین طوق ہین ہیکل کی تا کمر تعوید

چھپا ہین کوہ کی دامن مین منہ حجابسے
جو دیکھین سر کا ترے شمش اور قمر تعوید

نشان پڑگیا گردن مین بوجہ سی اونکے
کوئی پہنتا ہی ایجان اسقدر تعوید

چمک مین طور کی جلوہ سی کیا مقابل ہے
تمہارے ہیر یکی جو ٹیکا ای قمر تعوید

نہ نیند آوگی ہمکو جو بہین گے گردن مین
سرہانے رکھدو یہ بازو سی کھولکر تعوید

شرف مین عقد ثریا پہ فوق رکھتا ہی
تمہارا موتیونکا غیرت قمر تعوید

اسلائی گولیونمین مچھلیون کو دریا کی
مگر کوئی نہوا اوسپہ کار گر تعوید

لسدا جوانپہ ہی ایجان نقش حب تیرا
ہین بہر حفظ محبت دل و جگر تعوید

جو آئے قبر پہ میری وہ فاتحہ پڑہنے
بنا نشان قدم کا مزار پر تعوید

سی بہانے سی پاتی ہین آبرو زاہد
کنارے لکھتے ہین دریا کی بیٹھکر تعوید

جنون نجائیگا سودا یہ اوس پری کا ہے
چلے نہ سحر نہ جبر کرے اثر تعوید

یہ نالون نے باندہی کمر شور و شر پر
کہ بام فلک کو اوٹھایا ہی سر پر

طمع زر کی لائی آفت بشر پر
مری بات لکھنی کی ہی لوح زر پر

وہ کیا دانت ہین ہنستی ہین گہر پر
وہ کیا نوخ ہی جو طعنہ زن ہی قمر پر

چلی تیغ خورشید مجھہ بے خبر پر
مرا خون شب وصل کی ہی سحر پر

یقین ہے کہ کہا جائے بل ہائے گیسو
پڑے بار نظارہ گر اوس کمر پہ

کیا درہم و برہم اوس زلف و رخ نے
مدارِ جہان تہا جو شام و سحر پہ

پری وش نے بہبوت مجہکو کیا ہی
پڑے ایسی آفت نہ یارب بشر پہ

فروغ اپنی ہستی کا ہی اوس سے بڑہکر
اگر ختم ہی بے ثباتی شرر پہ

سنا ہی کہ ہے سرو اوس قد کا ہمسر
یقین راستی کا نہین ہے خبر پر

عدم سے پہر آے ابہی جانِ رفتہ
جو رکہدین جنازہ مرا اوسکے در پر

تری خال رخ کی ہے مشتاق ایسی
کہ تپلی روانہ ہی تارِ نظر پہ

بہار اس گلستان کی ہی چند روزہ
رہا ہے ثمر کب ہمیشہ شجر پر

کہان عشق مین فرق شاہ و گدا ہے
برستا ہی ابر ایک سا بحر و بر پہ

یہ کس تیغ ابرو نے زخمی کیا ہے
رفو ہی نہ مرہم ہے زخمِ جگر پر

ترے ہجر مین صورتِ نخل ماتم
ثمر بارِ خاطر ہوا ہر شجر پر

جنون برق دندان تڑپتی ہے بیڈہب
یہ بجلی گرے دیکہیے کس کے گہر پر

بنا نقش قدم کب زار ہو کر
پسا وارفتۂ رفتار ہو کر

گلی مین اوس پہ سیکے زار ہوکر
پڑا ہون سایۂ دیوار ہوکر

نہوگا دل کبھی بندہ بتون کا
غلام حیدرِ کرار ہوکر

فدا دل اونکے آنکھون پر کرونمین
یہ سو جی جان سے بیزار ہوکر

کرے گی جام الفت سی مجھو مست
تری گردن صراحی دار ہوکر

گرا نظرون سے اوسکے ناتوانمین
مسیحا سے چہٹا بیمار ہوکر

اون آنکھون کا ہے ابرو سے اشارہ
کسیکے دل پہ چل تلوار ہوکر

نہ چہنوا مجہ سے خاک کوئی جانان
زمین سے اے فلک ہموار ہوکر

توانا کب ہوا مین نارہ نگین
اوٹھا بستر سے کب بیمار ہوکر

لبِ شیرین سنے قندِ مکرر
ہمارے یار کی تکرار ہوکر

نکل کر زلف سی دل رخ پہ آیا
گیا شہرِ حلب تاتار ہوکر

وہ بلبل ہون کہ میرا آشیانہ
رہے گا شاخ گل پربار ہوکر

لگا لی اوسنے اپنی در کی کہندی
جو مین نکلا پسِ دیوار ہوکر

سنی کیا بلبلِ مسکین کا نالہ
ہوا مغرور گل زر دار ہوکر

چلے افسوس ہم باغِ جہان سے
نظر مین گلرخون کے خار ہوکر

پڑی او فتاد کیا یہ مرغ دلپر
جو اوڑ سکتا نہین طیار ہوکر

بدل جائے گا نقشہ زندگی کا
ہوئی فرقت جو وصلِ یار ہو کر

ملا ہی داغِ دل لالہ کی صورت
ہمیں عشقِ گلِ رخسار ہو کر

عدم سے آئے ہم ہستی کی جانب
تمہارے طالبِ دیدار ہو کر

بسر کی ہم نے یون باغِ جہان مین
رہے پہلوئے گل مین خار ہو کر

پڑے آنکھون پہ پھر غفلت کے پردے
جنون بیخود ہوئے ہشیار ہو کر

مٹے نامی سخنور حیف کیا کیا داستان ہو کر
ہنرور بے زبان ہو ہو گئے اہلِ زبان ہو کر

ثنا خوانِ لسان اللہ بیٹھے بے زبان ہو کر
رہی چپ بلبلِ سدرہ کا کیا ہمداستان ہو کر

ضعیفی سے جھکا ہے خود وہ زار و ناتوان ہو کر
دبون پیرِ فلک سے کس لئے پھر مین جوان ہو کر

ہوئی خواہانِ جان عاشق کی وہ جانِ جہان ہو کر
ہزارون و نمائین لیے دل و دلستان ہو کر

غلامِ حیدرِ کرار ہین یکتا ہزارون مین
کہ آئے ہین جہان مین سورۂ حمد انتخاب ہو کر

نہ ہو لے سے کرون اہلِ زمین سے چرخ کا شکوہ
بھلا ہو دشمنون کا بھی اگر میرا زیان ہو کر

تنزل کو ترقی ہے زمانے کی دورنگی سے
ہوئی کیا زیرِ پیری سے جوانی ناتوان ہو کر

کہین نازل بلا اہلِ زمین پر ہو نہ گردون سے
چڑھی ہے چرخ پر شمشیرِ قاتل کہکشان ہو کر

دلا وہ اہلِ استغنا کی آگے زہرِ قاتل ہے
میسر ہو جو نعمت ہے نصیبِ دشمنان ہو کر

ولا و اہل استغنا کے آگے زہر قاتل ہے
عیش ہو جو نعمت بھی نصیب دشمنان ہو کر

مے پر قدر سمجھے اہل دنیا ذی کمالون کی
جہان مین نام بھی پیدا کیا تو بے نشان ہو کر

الٰہی خیر ہو پھر جائزہ اونکا دوبارہ ہے
جو چیدہ رہ گئے ہین چند عاشق امتحان ہو کر

فلک کی کجروی سے خوف ہے ہم خاکسارونکو
کہین صرف عمارت ہوئن چونہ استخوان ہو کر

خیال خام ہے یہ صوفیونکا صاف ظاہر ہے
مکان دلمین کیونکر آئیگا وہ لامکان ہو کر

یہ روبہ بازیان مجھسے چلین گی کیا رقیبونکی
وہ بونگا مین شغالونسے بھلا شیر ژیان ہو کر

نگہبانی کو مین بیٹھا ہون تم آرام فرماؤ
امانت مین خیانت کیا کرونگا پاسبان ہو کر

کمند گردن جان ہو گیا تار نظر اوسکا
پڑی وہ حلقہ گیسو قدم مین بیڑیان ہو کر

خدا کی شان ہم اہل زبان ہو کر دم مارین
ہزارون لاسخن ہمکو کہین بت بیزبان ہو کر

صلا پایا جنون یہ ماہ رویونکی محبت کا
کہ دل تنگ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آخر کتان ہو کر

تجلی طور پر موسی کو دکھلائی عیان ہو کر
کیا بیہوش پھر آنکھونکے پردہ مین نہان ہو کر

جوانی آئی تھی مہمان بہار بوستان ہو کر
اوجاڑا چار باغ تنکو پھر فصل خزان ہو کر

ہوے شوق مین وسکے اوڑا مین ناتوان ہو کر
بنا سایہ پر پریزادونکا آنکھون سے نہان ہو کر

جھکا دو ابروے قاتل یہ جھکے گی کمان ہو کر
[illegible]

پھنسا کاٹو نہین آخر عاشقِ غنچہ دہان ہوکر
رہا تا زندگی بتّیس دانتون مین زبان ہوکر

ہمارا مرغِ دل مانوس تھا ازبسکہ انسان سے
بنایا گھر دلِ صیاد مین بے آشیان ہوکر

فلک سے بھی نہ جھکتے تھے جھکایا ہمکو پیری نے
یہ قدِ راست اپنا خم ہوا آخر کمان ہوکر

تلاشِ تیغِ ابرو مین پھرا کن کن دیارون مین
گیا شہرِ خراسانکو مین اے دل اصفہان ہوکر

ہوا ہے ابر ہے سبزہ ہے دریا کا کنارہ ہے
کرم کچھ آپ فرماتے نہین پیرِ مغان ہوکر

تفاوت نار مین اور نور مین ارض و سما کا ہے
پری پر جان کیون دون عاشقِ حورِ جنان ہوکر

گیا پہلے تو رخصت نامہ دیکر مین نے قاصد کو
چلا پھر پیچھے پیچھے نامہ بر کے بدگمان ہوکر

ملا بوسہ بڑی مشکل سے اوس چاہِ زنخدان کا
میری قسمت سے میٹھا ہو گیا کھاری کنوان ہوکر

ذرا دم دو گھڑی لینے تو دے دیوارِ گلشن پر
تباہی مین ہون اے صیاد مین بے آشیان ہوکر

مکانِ دل مین میرے کب سے اوسکی آمد آمد ہے
قدم رنجہ تو فرمایا پر آنکھون سے نہان ہوکر

بچے پھر مرغِ دل کیا یار کی مژگان و ابرو سے
رہین جب روبرو قاتل کے وہ تیر و کمان ہوکر

مشامِ جان معطر ہو رہا ہے ہم اسیرون کا
مگر بادِ صبا زندان مین آئی بوستان ہوکر

مزا ہو گر شہادت دے ہماری بیگناہی پر
دہانِ زخمِ دل مین تیغ آجائے زبان ہوکر

گیا جب چاک مجھ وحشی نے دامن جوشِ وحشت مین
ہوا تقسیم دیوانو مین اوسکی دھجیان ہوکر

نہین کچھ خوف اے قاتل بلا سے نقدِ جان جاے

ملی دولت شہادت کی جنون کو امتحان ہو کر

ہوئی قدر سخن مقبول طبع قدردان ہو کر
ہوا در بے بہا زیبِ گلو خسروان ہو کر

امید صبح وصلت کیا کرے وہ شادمان ہو کر
کہ ساری رات فرقت کی جو کاٹی نیمجان ہو کر

اسیری کا ہوا سامان جنون اپنا عیان ہو کر
بنا زنجیر پا دامن جو لٹکا دھجیان ہو کر

زمین سے چرخ پر آہِ رسا پہونچی دھوان ہو کر
وہین پر رہ گئی قصر فلک کا سائبان ہو کر

سبک نظرون مین کیون ہوتا ہی تو کوہِ گران ہو کر
دباتا ہی عبث اہلِ زمین کو آسمان ہو کر

نہین ہی پیر وہ اگلی سی نظر لطف عنایت کی
خفا کیون ہو گئے بیوجہ مشفق مہربان ہو کر

گیا اے آہ بیڑا پار تو نے غم کے دریا سے
جہازِ تنکو ساحل پر لگایا بادبان ہو کر

سبک کرتے نہین معشوق بیجا عاشقون کو اے لیلی
خفا مجنون پہ ہوتا ہی اک ادنا ساربان ہو کر

ہوا کی طرح پہونچا قافلہ یارونکا منزل پر
مین تنہا رہ گیا صحرا مین گردِ کاروان ہو کر

دماغ اوس حور کا کیونکر نہ ہفتم آسمان پر ہو
کہ پہونچا عکس چوٹی کا فلک پر کہکشان ہو کر

جو دیکھا ڈوبتے دریائے غم مین آشناؤن نے
روانہ اپنے گھر ہوئے آبِ روان ہو کر

بشکلِ بوے گل آئے تھے سیرِ باغ عالم کو
رہے دو چار دن وہ طبعِ نازک پر گران ہو کر

فلک جبر از مین کیو ہی جانان ستم ڈھاتا ہی
سبک ایسا ہوا نظرون مین اوٹھ سکے ناتوان ہو کر

لبِ معشوق بیٹھا تیر اوس قاتل کا سینے پر
رہا تن مین ہمارے عمر بھر وہ استخوان ہو کر

کسے لے جان کیا عاشق مداوا دل لگے زخموں کا
پھلے پھولے گلستانکو وہ جا کے باغبان ہو کر

کیا ہی دلکو تیغ ابروئے قاتل نے دو ٹکڑے
ہوئی مژگان جگر کے پار برچھی کی سنان ہو کر

جہاں میں کیوں نہ شہرت ہو فرہاد سے عشق صادق کی
کسے جو نام و معشوق کو خود بے نشان ہو کر

نیا مضمون ہے کج بازوں کے گھر تم تیر سے جاؤ
غضب ہے راستبازون سے کھچے ہو بدگمان ہو کر

دکھایا یہ اثر آخر کو میری بیزبانی نے
کہ نکلے رونگٹے تک جسم پر میرے زبان ہو کر

سمندر خشک ہو گا آبرو جائیگی باران کی
جو آنسو دیدۂ تر سے بہے آب روان ہو کر

ہماری ہڈیان یارب سگ جانان کے کام آئین
کہیں برباد ہو جائیں نہ مٹی استخوان ہو کر

مداوا کچھ نہ تمسے ہو سکا بیمار ہجران کا
ہوئے بدنام عالم میں مسیحائی زبان ہو کر

نہیں ہے مرغ ویسا دوسرا طائر کوئی گویا
کہ مجھسے رات بھر کرتا ہے باتیں بے زبان ہو کر

جنوں یہ بوجھ سر کا وادئ پرخار میں اُترا
کہ لپٹی پاؤں میں دستار سر کی دھجیاں ہو کر

کس طرح ترجیح دوں تیرے رخ دلخواہ پر
چھائیاں شب کو نظر آتی ہیں رخ ماہ پر

شاہ کو نخوت اگر ہے اپنے عز و جاہ پر
ہے گدا نازان فلک کے خیمہ و خرگاہ پر

کیا ہی شہرت نے لگائی حسن کو ناگاہ پر
کی ترقی جب سے تیرے رخ نے مہر و ماہ پر

اس طرح چاہ ذقن پر دوڑ کر جاتا ہے دل
چاہ سے پیاسا کوئی جاتا ہے جیسے چاہ پر

یحہ، امیری بھی ہین حسن گدائی کوئی حسن
ایک بوسہ دو تو مجکو خدا کی راہ پر

تک صحبت دیکھکر شبنم نے رو دی کس طرح
ہنستے ہین گل کھل کھلا کر بلبلونکی آہ پر

ردیا بازار سرد اوس گرمی رخسار نے
قرص کافوری کا شک ہوتا ہو روے ماہ پر

صل کے وعدے پہ کھا جاتا ہی کیا جھوٹی قسم
اے صنم مرتے ہین ہم تو اس تری واللہ پر

تک آہ و صبر و طاقت و دولتِ دنیا و دین
پاس تھا جو کچھ لٹا بیٹھے تمھاری آہ پر

چھی ہی چاہِ ذقن تک بڑھ کے وہ لبِ سیاہ
یا کوئی آیا ہی ہندو پانی بھرنے چاہ پر

ون تو پروانہ پہ ہون محروم وصلِ شمع سے
اوڑ چلا جب حسن میری جل گئی ناگاہ پر

وتِ جان لب تک آنا بھی اسے دشوار ہی
ہو گئی ہی ناتوانی ختم میری آہ پر

یسے پری تو ہجر مین رہتی ہی یہان آٹھون پہر
اضطرابِ دل سے لگ جاتے ہین لیکن گاہ پر

ری شمعِ بزم تک پروانے آ سکتے نہین
لامکان کا کیون نہ دھوکا ہو تجلی گاہ پر

یا عجب آئے اگر معشوق خود عاشق کے پاس
کہربا کے واسطے کرتی ہی پیدا کاہ پر

سجدہ گہہ سمجھا تمھارا جیسے سنگِ آستان
کعبے جانا شاق ہی اس بندۂ درگاہ پر

لئے ہمت کوچ کب ٹھہرا سوئے ملکِ عدم
جب طبیعت یار کی کچھ ہمسے آئی راہ پر

ال پر اپنے رہا لطف و ستم صیاد کا
گاہ ڈھیلے کر دیئے اور کسکے باندھے گاہ پر

سنتے ہین اسکا دہن دیکھا نہین لیکن جنون

کس طرح سے اعتماد آئے بھلا افواہ پر

مرے گل کو گلِ رعنا سمجھ کر	یہ نرگس گھورتی ہے کیا سمجھکر
کہا کرتے ہین قصہ اہلِ عالم	مجھے مجنون اوسے لیلی سمجھکر
دلا ہے حسرتِ نظارہ ناحق	دہانِ یار کو دھوکا سمجھکر
ہماری چشمِ تر کو اک نظر دیکھ	کبھی کر سیر اسے دریا سمجھکر
دہانِ زخم کا شکوہ وہ قاتل	نہین سنتا کبھی بیجا سمجھکر
بچھایا زلف کا صیاد نے دام	وہ آنکھین آہوِ صحرا سمجھکر
زمانہ جان و دل سے ہے خریدار	میرے یوسف تجھے سستا سمجھکر
کیا ہے عاشقون نے حشر برپا	قیامت وہ قدِ بالا سمجھکر
اوس ابرو کو مین سمجھا نیشِ عقرب	نہ گیسو کو چھوا کالا سمجھکر
یقین ہے دل کو وہ چاہِ ذقن پہ	نہ جانے دے کبھی پیاسا سمجھکر
پٹکتا تھا مین سر فرقت مین اپنا	پھرا در سے وہ کچھ کھٹکا سمجھکر
اوتر آئے زمین پر سب فرشتے	میرا نالہ فلک فرسا سمجھکر
چمن مین جا کے ہی لیتا ہون بو سے	مین غنچہ کو دہن تیرا سمجھکر
یہ چشمِ تر سے ہے جو چشم پوشی	مگر ڈرتا ہے وہ دریا سمجھکر

غضب ہی چرخ دے پٹکے زمین پر
دلِ نازک میرا اپنا سمجھکر

مجھے دیتا ہون ہونگے آپ بدنام
کسی کو کیجیئے رسوا سمجھکر

ہنسا کرتے ہین جو در آشنا ہین
خوشی کو عالم رویا سمجھکر

جو لیکر دل میرا تم پھیرتے ہو
خریدا تھا بھلا پھر کیا سمجھکر

تلاشِ طائرِ رنگِ حنا تھی
ہوئے مایوس پر عنقا سمجھکر

گنہ ہمسے گنہگارونکے بخشو
کرو تم صاحبی بندہ سمجھکر

ہمیشہ فرقتِ جانا مین مین نے
بہا ہے خونِ دل صہبا سمجھکر

تصرف مین نہ بھولے سے بھی لایا
زنِ دنیا کو مین قحبا سمجھکر

عجب کیا باغبان مجھ ناتوان کو
نکالے باغ سے کانٹا سمجھکر

جنون کے سر مین ہی تیرا ہی سودا
ہوا مجنون تجھے لیلی سمجھکر

یہ دل تو مانگتا ہی کیا سمجھکر
نہ دونگا تجھکو بے پروا سمجھکر

دلا ہستی کو ناپیدا سمجھکر
عدم چل آج ہی فردا سمجھکر

سرِ محفل ہمین اوس شمع رو نے
جلایا اپنا پروانا سمجھکر

کہان رحم آسیائے آسمانکو
یہ پیسے گی ہمین دانا سمجھکر

دلِ صد چاک سے سُلجھا گیسو / تم اپنی زلف کا شانا سمجھکر

وہ سُنتا ہی ہمارا قصۂ غم / بوقتِ خواب افسانا سمجھکر

زبان نکلے نہ رازِ دل وہان سے / کسیکا فاش کر پردا سمجھکر

مجھے بھی شکل موسیٰ غش نہ آئے / ذرا دکھلائیے جلوا سمجھکر

دلِ بیتاب کو کرتا ہی کشتہ / وہ آتش خو مگر پارا سمجھکر

گلیمِ فقر کو ہم اوڑھتے ہین / ہمیشہ قاقم و دیبا سمجھکر

بہار آئی اگر جوشِ جنون مین / چلا گلشن کو مین صحرا سمجھکر

کہین سُنکر وہ غصہ مین نہ آئے / دلا کرنا ذرا شکوا سمجھکر

ہوا یہ مجمعِ عُشاق در پر / کہ وہ گھبرا گیا بلوا سمجھکر

دلِ نادان نے جب دیکھے وہ گیسو / بہت اولجھا شبِ یلدا سمجھکر

نہ مانون گا تمھاری لنترانی / مجھے کہنا ذرا موسیٰ سمجھکر

تری زلفون مین دل میرا پھنسا ہی / لگائے ہاتھ اسے شانا سمجھکر

فسون گر ہین اون آنکھونکیطرف دیکھ / ذرا اے نرگسِ شہلا سمجھکر

طوافِ خانۂ کعبہ کرین گے / تمھارا یار کا شانا سمجھکر

مین اپنے رشتۂ جانسے ہون خائف / تمھی تلوار کا ڈورا سمجھ

نہ تم شیرین نہ بندہ کوہکن ہے
یہ سختی عاشقِ شیدا سمجھکر
خیالِ شاہدِ مستور آیا
ہماری آنکھہ مین پردا سمجھکر
جو گل پر قطرۂ شبنم بھی دیکھا
مین لاغر ڈر گیا دریا سمجھکر
اوڑاتے ہین جنون کو چٹکیون مین
پری رو اپنا دیوانا سمجھکر

غازہ ملتا ہے وہ گل پھول سے رخساروں پر
ڈر ہے پھر جائے نہ پانی کہین گلزارون پر
تل عیان ہین جو ترے چاند سے رخسارون پر
فوق اللہ نے بخشا ہے انھین تارون پر
معترض کیون نہ دلا ہو جیے ادن یارون پر
جان دیتے ہین جو بیوجہ دل آزارون پر
زلف شبرنگ نہین یار کے رخسارون پر
ابر تاریک ہے چھایا ہوا گلزارون پر
دھجیان دامنِ صحرا کی نہ اوڑتے دیکھین
سختیان کین نہ فلک نے کبھی کہسارون پر
پھول کہدو مری تربت پہ اوٹھا لے وہ گل
کیون لٹاتا ہے مری روح کو انگارون پر
مہدی ملکر نئے انداز سے رکھتے ہین قدم
کہ پسا جاتا ہے دل یار کی رفتارون پر
پاکے صحبت مین جگہہ تاکتے ہین مسند کو
کبھی بھولے سے بھی تکیہ نہ کرے یارون پر
موند پہ رکھکے مین دیتا ہون تو وہ کہتے ہین
آب پاشی نکرو آگ کے انگارون پر
یار کے ابرؤون پر دل جو ہوا ہے شیدا
راہ چلنی نگر آسان ہے تلوارون پر

آتش حسن کی گرمی نے پھپھولے ڈالے
ہاتھ رکھا جو کبھی یار کے رخساروں پر

کیوں نہ حال دل غمدیدہ ہو اشکوں سے عیاں
ہے مدار خبر اخبار کے ہرکاروں پر

آگئی یاد کسی رشک قمر کی افشان
جا پڑی جب شب فرقت میں نظر تاروں پر

بندۂ خاص ہیں پابند رضائے مولا
بیخطر ہاتھ کو رکھدیتے ہیں انگاروں پر

شعر گوئی میں بہلتا ہے مرا دل اس سے
کہ طبیعت مری آئی ہے طرحداروں پر

تیغ کھینچے ہوئے ابرو کی ادھر آتا ہے
رحم آیا ہے جو قاتل کو گنہگاروں پر

صبح تک شام سے بستر پہ تڑپتے گذری
کون تکیہ کرے جھوٹے ترے اقراروں پر

باندھتے ہیں جو انھیں قند مکرر شاعر
اس سے آمادہ وہ لب ہوتے ہیں تکراروں پر

یہ ہنسی تمکو کسی روز رلائے گی ضرور
زاہدو خوب یہ ہنسنا نہیں میخواروں پر

ابروؤں کا ہے بہت اپنے اس یار کو عشق
مورچہ بنکے نہ دوڑے کہیں تلواروں پر

آگ کے پھول تھے سب پھول مگر بستر کے
میں شب ہجر جو لوٹا کیا انگاروں پر

بے مئے ناب تڑپتے ہیں یہ مے کش کیا کیا
لوٹ ہو دختر رز بھی یوہیں میخواروں پر

بیکسی مرقد فرہاد پہ چھائی ایسی
ابر بھی دیکھ کے رونے لگے کہساروں پر

مرغ دل کے مرے شاید کہ وہ پر کترے گا
قینچیاں اس نے لگائی ہیں جو دیواروں پر

کیا دل زار کو میرے یہ برا ہے لپکا
جان دیتا ہے عبث آئینہ رخساروں پر

ف شب رنگ کو دکھلا کے وہ فرماتے ہیں
شب بھاری ہے مرے ہجر کے بیماروں پر

غ عالم میں بھلا قدر ہو کیا مفلس کی
عندلیبیں بھی جو مرتی ہیں تو زرداروں پر

ترانی تھی ادھر سے تو ادھر سے اَرنی
اور اصرار بڑھا یار کے انکاروں پر

ہیں زخود رفتہ جنوں دیکھ کے جلوہ کس کا
غفلتیں چھائی ہوئی ہیں جو یہ ہشیاروں پر

ل کر دشمن کو تفوق ہے بجا تاروں پر
عالم نور ہے اوس ماہ کے رخساروں پر

ساقی کا کسی مح ن ہو جو میخواروں پر
بجلیاں ابر گرانے لگیں گلزاروں پر

س گل آتی ہے جو بن ہوا گلزاروں پر
باغباں خار لگانے لگے دیواروں پر

ں جو کہتے ہیں غضب ہے وہ کھنچیں داروں پر
منکروں کو یہ سزا چاہیے انکاروں پر

جم دل وہ ہوں کہ چبھتے ہیں جگر میں مرے نیش
راہ چلتے میں جو پڑتا ہے قدم خاروں پر

لشن دیکھ کے کیوں چرخ پہ غافل نہ دریں
تیغ کھینچے ہے یہ جلاد گرفتاروں پر

رخ پر دیکھ کے انجم کو یہ سمجھے ہم مست
ٹکڑے بوتل کے ہیں میخانہ کی دیواروں پر

رستان کے تماشے کو چلا ہے وہ مسیح
آج کل کچھ نظر مہر ہے بیماروں پر

وہ صریر قلم ایسی ہے کہ جس کے آگے
بلبلیں قفل لگا لیتی ہیں منقاروں پر

مدو افلاک سے آشنا کہ ضعیفوں سے فریں
آبلہ آنکھ عبث ڈالتے ہیں خاروں پر

کب نہین لکھتے ہین عشاق تجھے نامۂ شوق
بیٹھے رہتے ہین کبوتر تری دیوارون پر

تو وہ گل ہو جو ترا پھول سا چہرہ دیکھین
سر پٹکنے لگین لالے بھی کہسارون پر

بیچنے دلکو مین نکلا کوئی لیتا نہین مول
کیسی آفت ہو آئی یہہ خریدارون پر

داغ دیکھو دل غمگین کے کسی شب آکر
کیا چراغان ہو عزاخانکی دیوارون پر

صاف پلکون سے ہو ظاہر کہ تری مردم چشم
ہاتھ رکھے ہین مرے قتل کو تلوارون پر

سوز دل خط مین تو لکھا ہو مگر ڈرتا ہون
کہین بجلی نہ گرے ڈاک کے ہرکارون پر

سمجھے ہین کیا تسے ایوان کو یہ شاعر دیوان
شعر لکھ لکھ کے چلے جاتے ہین دیوارون پر

چار مصرع وہ رباعی کے لکھے کلک سے شوخ
بنگئے طائر مضمون کبھی لے چارون پر

اسقدر ضعف کا میرے ہو مرے گھر مین اثر
بیٹھ جائین جو گرے اوس بھی دیوارون پر

غیر تو غیر ابھی رشک سے جلجائے جنون
ہاتھ دوڑائین جو گیسو ترے رخسارون پر

آب دو چشمون سے پاتا نہین کیا کیا ہر روز
بڑھتا جاتا ہو مرے اشک کا دریا ہر روز

گھر مین آمد ہو یہ کس بت کی خدایا ہر روز
مثل ذرہ وا ہو جو آغوش تمنا ہر روز

تیرے دانتون کے مضامین کی جو تھی مجھے تلاش
صدف فکر سے در ہوتے ہین پیدا ہر روز

ضعف نے مجکو نگاہون سے کیا یہ پنہان
جستجو کرتا ہو مجھ زار کی عنقا ہر روز

تپ فرقت کی حرارت سے مگر ڈرتا ہی
مجھ سے پرہیز جو کرتا ہی مسیحا ہر روز

گوش دل گر نہین ہین وا ازل سے جنکے
سنتے ہین شہر خموشان کا بھی غوغا ہر روز

آب سے بڑھتے ہین اشجار میری اشکون سے
قدر ان سرو قدون کی ہی دوبالا ہر روز

ہی جو مے سننے کی واعظ سے نہین انکو جو تاب
کان مین رکھتے ہین ہم پنبۂ مینا ہر روز

بھر کے جی اوس فلک حسن کا نظارہ کر دن
مہر و مہ سے جو ملین دیدۂ بینا ہر روز

اگر اوس رشک کے مین کوچے کا گدا ہون یارب
مجھکو سامان سلیمان ہو مہیا ہر روز

کارخانے مین خدا کے کوئی ہوتی ہی کمی
سو جو مرتے ہین تو سو ہوتے ہین پیدا ہر روز

ایک دن سیر کو آتا نہین وہ رشک چمن
خاک مین ملتا ہی یہان باغ تمنا ہر روز

باعث نقص بصر ہوتا ہی نظارۂ شمس
حال کرتا ہی زبون وہ رخ زیبا ہر روز

ہاتھ آتا نہین اپنے در مقصد ہیہات
موجین ہم گنتے ہین بیٹھے لب دریا ہر روز

پردۂ یار مجھے مانع نظارہ نہین
دیکھتا دیدۂ دل سے ہون تماشا ہر روز

اے جنون آنکھو مین اوس شوخ کی کیا وحشت ہی
سیکھنے آتے ہین رم آہوے صحرا ہر روز

خال مشکین یہ نہین ابروے خمدار کے پاس
تیر قاتل کی سپر رکھی ہی تلوار کے پاس

سایہ سان بام کے ہم صحن مکان مین اوترین
پاسبان نے جا جو دی یار کی دیوار کے پاس

زنِ دنیا کو کہان ایک پہ پابندی ہی
کونسا دن ہی کہ جاتی نہین دو چار کے پاس

زلف و رخ دیکھکے تیری یہ گمان ہوتا ہی
کیا عجب ہی کہ جلب ہو یہ ہرن تاتار کے پاس

لب ترے قند مکرر ہین تو کس کام کے ہین
ہم کھڑے بھی نہین ہوتے کبھی تکرار کے پاس

کیا خریدار گلا شوق سے کٹواتے ہین
دیکھکر جذبے شہادت تری تلوار کے پاس

استخوانون کا میرے ہی جو طلبگار ہما
شوق سے کہدو کہ جائے وہ سگِ یار کے پاس

سرخ رو ہو کے سرِ دست شہیدون مین ملا
آبرو پائی جو پہونچا تری تلوار کے پاس

آنکھ کیونکر ترے کوچہ مین اٹھائین رہرو
سیکڑون رخنے رہین ہر روزنِ دیوار کے پاس

دل کا احوال مین احباب کو کیا بتلاؤن
ایک مدت سے ہی وہ یارِ دل آزار کے پاس

یوسفِ دل کا نہین چاہ سے خواہان کوئی
آبرو جائے جو لیجاؤن خریدار کے پاس

دوستی یار کے دربان سے اگر بڑھ جائے
غیر کی آئے ہوا بھی نہ درِ یار کے پاس

چاہ کا لطف ہی کیا یار جو ہر جائی ہو
قدر اوسکی نہین جو شے گئی دو چار کے پاس

حق تو یہ بات ہی کیا جامع اضداد ہی تو
گل کو رہنے کے لیئے دی ہی جگہ خار کے پاس

پیش کش کو ترے کیا حشر کے دن لاؤنگا
عمل بد کے سوا کیا ہی گنہگار کے پاس

مرے مرنے کی خبر لی نہ مسیحائی کی
آج صیاد تھا کس تازہ گرفتار کے پاس

صورتِ نقشِ قدم ضعف نہ پھر اٹھنے دے
بیٹھ جاؤن جو ذرا یار کی دیوار کے پاس

ہو چکی فکر غزل کی یہہ جنوؔن فکر کرو
اسکو بھجواؤ کسی یار طرحدار کے پاس

کمر دہن کی کریگا دہن کمر کی تلاش
رہیگی کشورِ خوبی مین ہمدگر کی تلاش

فدا ہون شمع نمط راہ دوست مین ایسا
کہ ایک سر جو کٹے دوسرے ہو سر کی تلاش

سنون بیان جو واعظ کا دل بہلجائے
کہ بولتے ہوئے ہی مجھکو جانور کی تلاش

چھپا نہ سینے مین دل اوسکے تیغ ابرو سے
جری کو ہوتی نہین جنگ مین سپر کی تلاش

ہمیشہ باغ جہان مین رہے ہین ہم ناکام
عبث ہی نخل تمنا سے یہان ثمر کی تلاش

دکھاؤن اوسکو وہ گل جس سے انکھین کھلجائین
جو چشم رکھتی ہی نرگس کرے نظر کی تلاش

ہمیشہ حسن کے کوچے کی خاک چھانی ہی
کبھی دہن کی رہی ہی کبھی کمر کی تلاش

مصاف مین تجھے خود و زرہ کی کیا حاجت
جو روکی تیغ اجل کو کرا وس سپر کی تلاش

عبث امیدِ حلاوت ہی تنگ ظرفون سے
وہان ہو رہین کیا کیجیئے شکر کی تلاش

بتون کے خالی ہین دل گرمیٔ محبت سے
مجھے تو سنگ مین کرنی پڑی شرر کی تلاش

خطر ہو الفتِ دندان مین جان جانے کا
کرے نہنگ کا طعمہ نہ اس گہر کی تلاش

ہوا وصال نہ ممکن جو یار سے اے چرخ
تو خاک ہی مین ملے گی یہ عمر بھر کی تلاش

برنگ طائرِ گم کردہ آشیان پس مرگ
ہی میری روح کو اک جان جان کے گھر کی تلاش

ہماری آنکھ ہی مشتاق طفل اشک ایسی ۔ کہ جیسے حضرت یعقوب کو پسر کی تلاش

کسی طرح نہو زاغ سیہ کا رنگ سفید
جنون کو ہجر کی شب ہی عبث سحر کی تلاش

ہی جو پیری مین تجھکو جام کی حرص ۔ دل ناداں نہین ہیچ کام کی حرص
کب تلک شوق بوسۂ رخ و زلف ۔ نہین اچھی یہ صبح و شام کی حرص
عشق گیسو و لا ہی نادانی ۔ کبھی دانا کرے نہ دام کی حرص
چپ ہین ایسے زبان نہین گویا ۔ کیا بتون سے کرین کلام کی حرص
بت پھرین تو پھرین خدا نہ پھرے ۔ انسے کیا ربط والتیام کی حرص
نامیون کے نشان مٹے کیا کیا ۔ ہی عبث منعمون کو نام کی حرص
ہی یقین زرو رو گلگونکو کرے ۔ حسن رخسار لالہ فام کی حرص
نام اوسکا ہو ورد نزع کی دم ۔ کلمہ کی نہ ہی کلام کی حرص
پھرتے ہین ہم تلاش ساقی مین ۔ گردشین سے رہی ہی جام کی حرص

در سے اوٹھنے جنون نہین دیتے
اوس شہ حسن کے سلام کی حرص

خلشین کم تی ہین دوست جو دشمن کے عوض ۔ لوہ فی مر کے ہنسے جائینگے شیون کے عوض

دوست نے قتل کیا ہی مجھے دشمن کے عوض — شادیانے مرے ماتم مین ہون شیون کے عوض

تو ہی وہ فتنۂ دوران کہ تلون سے رخ کے — عطر فتنے کا کھنچا کرتا ہی روغن کے عوض

پاؤن قاتل کے چھوئے مین نے تو جھنجھلا کے کہا — کاٹنا ہاتھ ترے چاہیے گردن کے عوض

حسن اوس بت کا ہی کیا نام خدا رونق پر — زاہد آتے ہین پرستش کو برہمن کے عوض

دل جلون کو ترے کیا سیر چمن سے مطلب — گلخن انکے لیے درکار ہے گلشن کے عوض

بوے گل فرط نزاکت سے ہے وہ شاہ سوار — چاہیے باد بہاری اوسے توسن کے عوض

طوق و زنجیر مین خوش رہتے ہین قیدی اوسکے — گو وہ زر کو بھی یہ لیتے نہین آہن کے عوض

زخم شمشیر ہی مردون کے بدن کا زیور — زیب تن چاہیے تنزیب ہو جوشن کے عوض

اے فلک تو اگر اوس ماہ لقا سے مانگے — دانۂ خال نہ دے ماہ کے خرمن کے عوض

مرد و زن آ نہین پھرنے کے کبھی مدفن پر — جلتے جی ہو گیا یہ مجکو یقین ظن کے عوض

چاک کس گل پہ کیا مین نے گریبان قبا — خار درکار رفو کو ہی جو سوزن کے عوض

وہ حسین تو ہی کہ ظلمت کدۂ عالم مین — لون نہ مین ماہ کو تیرے رخ روشن کے عوض

اللہ اللہ خدا نے وہ بنایا تجھے بت — سجدہ دیندار کرین جسکو برہمن کے عوض

تیرے کشتہ کی تمنا ہی کہ ہر دم سر قبر — سایۂ تیغ رہے چادر مدفن کے عوض

الفت خط مین یہ ڈر قافلۂ صبر کو ہے — خضر وہ بنکے نہ لوٹے کہین رہزن کے عوض

صدف اوس اہ کی بدلو نگاہ مین گوہر سے
خاک پا اوسکی بندونگا کبھی کندن کے عوض

گر ٹرپنے نہ دیا ضعف نے مجہہ بسمل کو
پاؤن تک جائیگا قاتل کے یہ سر تن کے عوض

تیر مژگان نہ لگاؤ مجھے غیرون کے حضور
رخنے پیدا نہون دیکھو کہین روزن کے عوض

گلشن حسن کی گل چینی کی حسرت ہی جنون
دامن دشت مجھے چاہیے دامن کے عوض

ہوا بالفرض یہ درد نہان ضبط
نہ ہوگا نالۂ آتش فشان ضبط

لیا ہی جھک کے بوسہ اوس دہن کا
کر اس راز خفی کو ای زبان ضبط

برنگ نی پڑے ہین دل مین سوراخ
بھلا مجھسے ہوئی کیونکر فغان ضبط

غضب ہی ہو اگر عاشق تنک ظرف
ہوا بلبل سے عشق گل کہان ضبط

نکل جاتی ہے منہ سے آہ ناگاہ
کہان تک کیجیے درد نہان ضبط

نہین صیاد کا بلبل کو کھٹکا
بٹھایا باغ مین کیا باغبان ضبط

نکلنے پائی اک حسرت نہ دل کی
نہو کیون میری خاطر پر گران ضبط

ملے گر دفن کو کوچے کی اوسکی
زمین ضد سے کرے وہ آسمان ضبط

دم بسمل کہان تک دم نہ مارے
نفس کب تک کرے یہ نیم جان ضبط

انا الحق کہکے دی منصور نے جان
ہوا اوس سے نہ یہ راز نہان ضبط

جو نکلا اس دل محزون سے نالہ
تو سب میرا ہوا یہ رائگان ضبط

سمندر بھی مری نظرون سے اوترا | کیے آنسو جو بہرِ امتحان ضبط
لبون تک آہ اب آتی ہی ہر دم | جنون ہے کسطرح ہو ہر زمان ضبط

طنز آمیز سُنے کون بیانِ واعظ | دل پہ چلتی ہے چھُری نکلے زبانِ واعظ
مے جنت کی جو تعریف سرِ محفل کی | کھُل گیا چھپ نہ سکا رازِ نہانِ واعظ
مختلف قول و روایت پہ عمل کون کرے | آج ہی اور توکل اور بیانِ واعظ
خرقہ و جبہ و تسبیح و عمامہ رند و | تمسے اوٹھے گا کہان بارِ گرانِ واعظ
باغِ فردوس کو سمجھا ہے معافی اپنی | ہے یقین ہمکو یہ بیجا ہے گمانِ واعظ
سحرِ فرقتِ ساقی ہے کہ صبحِ محشر | ہے صدا صور کی یا شورِ فغانِ واعظ
دور ہے پیرِ خرابات کا میخانے مین | نام زاہد نہ یہان ہے نہ نشانِ واعظ
بادہ خوارون مین شرابِ سحری چلتی ہے | ہوش کس مین ہے سُنے کون اذانِ واعظ
مے سے کیا کام ہے کیا پیرِ مغان سے مطلب | بندۂ ساقیِ کوثر ہون بجانِ واعظ
شکر کی جا یہ جنون ہے ہمہ تن داغ ہو تم | اک فقط داغ ہی سجدے کا نشانِ واعظ

آنسو بہین کہ غم سے جلین استخوانِ شمع | میری طرح سے اُف نکرے گی زبانِ شمع
سر کاٹ کے جلا کے ہوا امتحانِ شمع | یون چُپ رہی کہ لال تھی گویا زبانِ شمع
شب بھر تو وہ فروغ وہ صحبت کی گرمیان | باقی رہا نہ صبح کو نام و نشانِ شمع

کھاتے ہین منھ کی بزم ادب مین زبان ورنہ
ناحق یہ ہاتھ بھر کے بنائے زبانِ شمع

سر بھی کٹا جلائی گئی دار پر کھنچے
یہ کسکی سوزِ غم مین ہوا امتحانِ شمع

صورت کے دیکھنے سے عیان سوزِ عشق ہی
گویا نہین زبان جو سنیے بیانِ شمع

شیدای رخ ہے سر کرین گلگیر سے جدا
مد نظر ہے اونکو اگر امتحانِ شمع

سوزِ غم فراق نے ایسا گھلا دیا
باقی رہا نشان نہ ہمارا نشانِ شمع

اظہار سوزِ دل ہے خلافِ طریقِ عشق
کیونکر ازل سے گنگ نہوتی زبانِ شمع

وہان گئی بنائی گئی سر کٹا چکی
تا وقت صبح ختم ہوئی داستانِ شمع

کہدو اندھیری رات ہی کھٹکا ہے چور کا
پروانے چار سمت رہین پاسبانِ شمع

پرتو سے جسکے خانۂ دل مین ہے روشنی
اوس شعلہ رو پہ کیون نہو مجکو گمانِ شمع

اس طور کا جنون مجھے معشوق چاہیے
پروانے کی طرح مین جلون وہ بسانِ شمع

قربان جان تیر پہ ہے دل فداے تیغ
تیر افگنی وہ ترک کرے یا لگاے تیغ

ہون بسکہ جان و دل سی مین قاتل فدای تیغ
نکلے وہان زخم سے کیونکر نہ ہاے تیغ

شاید کہ بعد قتل بھی سسکے کا ہے گمان
دکھلاتی ہے جو آئینہ مجکو صفاے تیغ

قربان ہون جان و دل سے قسم ذوالفقار کی
گر قتل کر مین اپنے گلے سے لگاے تیغ

سانچے مین شمع ڈھل گئی گلگیر کے لیے
روزِ ازل سے مجکو بنایا براے تیغ

میرے دہن مین کام کرے سیف کا زبان
کچھ بھی اگر بیان کرون ماجرائے تیغ

مشتاق زخم ہین مرے اعضای تن تمام
جسدن سے بہر قتل ہوئی ہے بنائے تیغ

کس روز جان یار رہے مین نے عزیز کی
تالون سے اپنے تیوری نہ ہردم چڑھائے تیغ

یہ چاہتا ہون لاگ مجھی سے اوسے رہے
خون مین مری بجھائے جو تیری بنائے تیغ

مردون کی قول مین کبھی ہوتا نہین ہے فرق
وقت نبرد ہے یہی ہردم صدائے تیغ

پاؤن ترے شہیدون مین شاہی کا مرتبہ
سایہ فگن جو سر پہ مرے ہو ہمائے تیغ

یارب نہ قتل گاہ مین ضائع ہو خون مرا
قاتل کا یہ ہو غازۂ رخ یا حنائے تیغ

ہین جابجا جو زخم شگفتہ برنگ گل
کیا چار باغ تن مین چلی ہے ہوائے تیغ

اون مجرمون مین ہون وہ مجھے قتل گر کرے
شادی سے میان مین نہ کبھی پھر سمائے تیغ

تکلیف دست و بازوے نازک کو تا نہو
ابرو خدا نے اوسکو دیئے ہین بجائے تیغ

دیکھین تو کام معرکہ مین کس سے بن پڑے
یا ہم دکھائین یا ہمین جوہر دکھائے تیغ

اپنے عدو سے بھی نہین کرتا مین سرکشی
ہے فرق انکسار مرا زیر پائے تیغ

کیا کیا دہان زخم جنون چاٹتے ہین لب
وہ دے رہا ہو ذائقہ آب بقائے تیغ

کچھ تو کاغذ مین ہوئی کچھ ہوئی انعام مین خرچ
دولت اپنی ہوئی سب نامہ و پیغام مین خرچ

جان دی وصل کی امید پہ ہمنے افسوس
عقل سب ہوگئی اپنی طمع خام مین صرف

اس سے بہتر نہین نزدیک مرے ای قاتل
نقد جان ہو یہ ہمارا جو ترے کام مین صرف

شکل گل بنگیا ہے گوش سراپا میرا
ہمہ تن ہون خبر ساقی گلفام مین صرف

مین وہ میکش ہون اگر بادہ کشی پر آؤن
مے ہو ساتون خم افلاک کی اک جام مین صرف

دن صنم خانہ مین گذرا تو خرابات مین رات
ہوگئی عمر دو روزہ مری کس کام مین صرف

سحر وصل گئے وہ جو نہانے کے لیے
نقد جان کیجیے تیاری حمام مین صرف

کون دل ہے کہ نہین جسمیہ وہ کندہ ای یار
ہوگئے لاکھہ نگین ایک ترے نام مین صرف

خواب مین بھی نظر آیا نہ کبھی یار ہمین
ای خوشا عمر کہ ہو وصل دلارام مین صرف

اب تماشائے چمن کی ہمین امید کہان
ہوگئی عمر ہماری قفس و دام مین صرف

دیکھکر یار کو ہم آپ مین آئے نہ کبھی
مدت زیست ہوئی غفلت ایام مین صرف

سب خریدارون یہ بالا رہی بولی میری
نقد جان ہوگیا سب حسن کے نیلام مین صرف

بعد مردن نکلی گردش قسمت سے نجات
ہوگئی خاک جو ہم خاک ہوی جام مین صرف

گر جنون وصف لکھے اوس شہ خوبان کا کبھی
توسن خامہ کرے راہ کو شہگام مین صرف

وہ چاہین حق کہین یا میرے روبرو ناحق
نہ مین کہونگا کبھی ہے یہ گفتگو ناحق

دل اونکے دانتون کی کرتا ہے جستجو ناحق
گہر کی طرح ڈبوئے گا آبرو ناحق

کہونگا حق نہین واعظ کے روبرو ناحق
کہ بڑھ چکی ہے اناالحق مین گفتگو ناحق

شراب فرقت ساقی مین ہے حرام مجھے
بھرے ہین شیشہ و جام و خم و سبو ناحق

صدائے بلبل نالان سے ہوش اوڑتے ہین
دکھاتے ہین مرے دل کو یہ خوش گلو ناحق

محیط اشک کے منہ پر شب چڑھا دریا
ملائی خاک مین نادان نے آبرو ناحق

وہ شرق و غرب و جنوب و شمال مین ہے کہان
تلاش ہمکو پھراتی ہے چار سو ناحق

کہا نہ حال دل زار ہمنے ساقی سے
برنگ شیشہ رہے گریہ در گلو ناحق

ادا کرینگے دوگانہ وہ عید قربان کا
ہمارے خون سے کرتے ہین وضو ناحق

سحاب اور مری چشم تر سے ہمچشمی
ملائی آنکھ نہ دریا سے آبجو ناحق

یہ طرفہ ظلم ہے غل پاؤن کی کرے زنجیر
گلے کا طوق وبائے مرا گلو ناحق

وصال ہونے پہ بھی وصل کا یقین نہین
پھر اونکے ملنے کی ہے دل کو آرزو ناحق

جدا ہوا نہ کبھی وہ ہمارے پہلو سے
پھرے تلاش مین ہم اوسکے کو بکو ناحق

کچھ اونکی آنکھون کا اونسے ستم بیان کرتی
حضور یار ہوئے سرمہ در گلو ناحق

مقابلہ جو مری چشم تر کا کرتا ہے
سحاب اپنی ڈبوتا ہے آبرو ناحق

ذلیل کون ہوا اس بدزبان سے کرکے کلام
وہ بات بات مین کہتا ہے ہمکو تو ناحق

بہار آئی گریبان ہے اب نہ دامن ہے
کیا تھا جامہ صد چاک کو رفو ناحق

رقیب ملتے ہین اب اونکے پاؤن مہندی سے
ہماری آنکھین یہ روتی نہین لہو ناحق

وہ جس مقام پہ تھا کب گذر ہوا اوس جا
مرا خیال گیا کب نہ چار سو ناحق

گلی مین آپ کے رکھنے قدم نہ دیتا تھا
سگ حضور کو کہتا بھلا مین تو ناحق

کلام سخت سے پہلے تو دل کو چاک کیا
بنا کے بات کو کرتے ہو اب رفو ناحق

کرے گا ابر جو تقلید چشم گریان کی
تو یہ بھی روے گا میری طرح لہو ناحق

لگا نہ ہاتھ سکندر کو چشمہ حیوان
دہن سے اوسکے ہی بوسہ کی آرزو ناحق

ہنسی ہنسی مین رولاتے ہین وہ سر محفل
ذلیل کرتے ہین غیرون کے روبرو ناحق

شراب الفت جانان اوبل گئی آخر
بھرا تھا شیشہ دل ہمنے تا گلو ناحق

جنون سا ہوگا نہ دیوانہ دوسرا کوئی
کہ دل سے دوست کو اپنے کیا عدو ناحق

ہزارون صدمے پہونچتے ہین ہر زمان ناحق
ہمین ستاتا ہے پھر پھر کے آسمان ناحق

خراب نیند ہوئی سلطنت کے قصون مین
سنی سکندر و دارا کی داستان ناحق

دکھائیگا سگ جانان کو حشر مین کیا منہ
ہمارے کھائے ہما تونے استخوان ناحق

سر اپنا شعلہ سے دھنتے جو ہے تاسف مین
کیا پتنگ کا اے شمع امتحان ناحق

یقین ہے منزل مقصود تک نہ پہونچونگا
مثال ریگ ہون اس دشت مین روان ناحق

ہمیشہ پیش نظر ہے ہمارے عالم غیب
ملی نہین ہمین انکھین یہ قرعہ سان ناحق

نہین وہ دیکھتے محفل مین وادرس کوئی
زبان ہے شمع کرے کس لیے فغان ناحق

عدم مین کیا ہمین حاصل تھی فارغ البالی
ہوے اسیر قفس آکے ہم یہان ناحق

بیان ہو نہ سکا وصف اوسکے عارض کا
برنگ شمع ملی ہے ہمین زبان ناحق

پہونچ رہینگے پس و پیش سب سر منزل
کرو نہ تیز روی ہے ہمرہان ناحق

اگرچہ حق پہ تھا اظہار حق نہ کرنا تھا
یہ راز کردیا منصور نے عیان ناحق

جہان تھا تو نہو ادخل وہان کسی صورت
گیا خیال ہمارا کہان کہان ناحق

ترا ہی ذکر کرون ورنہ مین رہون خاموش
کہ تا نہون مرے انفاس رایگان ناحق

کبھی نہ اشک فشان ہوگی چشم ترک فلک
جنون ہے سر بفلک آہ کا دھوان ناحق

بسکہ شیرینی مین افزون ہی وہ لب ایک سی ایک
بات کرنی نہین بھی چسپان ہی غضب ایک سی ایک

اب کسی شکل سی بھی نظر آتی نہین جان
ان طرحدارون مین قائل ہی غضب ایک سی ایک

گھر نہین کونسی جا آئینہ رخسارون کے
شہر مین انکی محلہ ہی طلب ایک سے ایک

حال شبہای جدائی کا نپوچھو مجھسے
زلفون کی طرح سے طولانی ہی سب ایک ایک

شکل تصویر تحیر مین ہین سب بزم نشین
بات کر سکتا ہوا اوس بزم مین کب ایک سی ایک

مجھسے نفرت ہی حسینون کو تو مجبور ہون مین
ورنہ ہی یاد مجھے ربط کا ڈھب ایک سی ایک

بوسہ مانگا تو ہوا مجھسے خفا وہ محبوب
کون شخص ہے نہین کرتا جو طلب ایک سی ایک

اوسنے زخمی جو کیا یون ہوئی خندان سب زخم
جیسے ہنستا ہو بہم وقت طرب ایک سی ایک

مجھسے بیوجہ وہ آزردہ ہوا ہے ورنہ
نہین ہوتا ہی خفا غیر سبب ایک سی ایک

ہاتھہ کرتا ہے قلم بے ادبی پر وہ ترک
سیکھتا اس لیے باہم ہو ادب ایک سی ایک

ایک آئینہ کے دو ٹکڑے ہین اوسکے عارض
فرق رکھتا نہین ہی اہل حلب ایک سی ایک

رشک اغیار و غم یار و شب تنہائی
ہر بلا عشق مین ہی مجھپہ تعب ایک سی ایک

کوئی وحشی کوئی کہتا ہے جنون دیوانہ
عشق مین خوب ہمارا ہی لقب ایک سی ایک

نہ کھلنے دی مقدر نے زبان تک
کہ آپہونچا وہ صیاد آشیان تک

ہمارا کر چکا وہ امتحان تک
ستم ظالم کریگا اب کہان تک

دلا کر صبر ممکن ہو جہان تک
نہ شکوے کا سخن آئے زبان تک

فرشتے جا نہ سکتے تھے جہان تک
حبیب کبریا پہونچے وہان تک

ہو داغ اوسکا نہو کیون آسمان پر
جو سر پہونچے علی کے آستان تک

وہ بیشک زیر حکم مرتضیٰ ہے
ہے جو جو شئ زمین سے آسمان تک

سراغ خاتم دلبر نہ پایا
گیا ہر یک تصور لامکان تک

کھلے کیونکر ستم اوس دہن کا
یہان تو گنگ ہین اہل زبان تک

یہ بھڑکائی صبا نے آتش گل
جلانے بلبلون کے آشیان تک

بیان وسعت قد بالا نہوگا
زمین ہو جائین تمام آسمان تک

بدن کے استخوان کیا جل چکے سب
نہین جو آہ سوزان ہین دہوان تک

وہ یوسف ہون رہے طالع بھی سستے
نہ پہونچا چاہ سے مین کاروان تک

نہ مضمون اوس دہن کا ہاتھ آیا
گیا ذہن رسا گو لامکان تک

مری مشکل ہو کب آسان دیکھون
وہ قاتل آئے کب مجھ نیمجان تک

اگر نالون کی یون ہین سرکشی ہے
حذر مانگینگے اہل آسمان تک

گھلا تن شمع کی صورت سراپا
نہ حال سوز دل آیا زبان تک

نہین مجھسا کوئی ناخواندہ بلبل
نہ پہونچا درس میرا بوستان تک

تمامی کے نشان تھے ساتھ جنکے
نہین اونکو مزارون کے نشان تک

مرا صیاد ایسا نا شنو تھا
سنی اوسنے نہ دل کی داستان تک

تپ فرقت کی آتش سے یہ ڈر ہے
نہ جل جائین بدن کے استخوان تک

الٰہی طائر سدرہ کی ہو نخچیر
خدنگ آہ پہونچا آسمان تک

کرین کیا حسرت پرواز گلشن
قفس مین ہمکو بھولا آشیان تک

بسان شمع ہمنے دم نہ مارا
جلائے سوز غم نے استخوان تک

قصور اسمین نہین ناصح جنون کا
جوانی لے گئی پیر مغان تک

طائر دل کے لیے کرتی ہو صیادی مرگ
گلشن زیست کی ہے باعث بربادی مرگ

غم مین گر عمر ابد ہو مجھے منظور نہین
خوش ہون اکدم کے لیے اسمین ہون گو شادی مرگ

کوے قاتل مین مجھے کوئی نہین لیجاتا
کاش اس راہ مین ہو جاے مری ہادی مرگ

دل کو اک روز یقین ہے کہ کرے گی ویران
کشور تن مین نہین رکھنے کی آبادی مرگ

فائدہ بخشینگی کیا جوش جنون مین فصدین
آکے جبتک نکرے صنعت فصادی مرگ

کیا کہون وصل مین ہوتی ہے جو عاشق کو خوشی
حق بجانب ہے جو پروانہ ہوا شادی مرگ

چھوٹتے جاتے ہین زندان جہان کے قیدی
بیڑیان کاٹنے مین کرتی ہے حدادی مرگ

کاٹتا ہے جو گلے خلق کے وہ قاتل خلق
بھول جاتی ہے وہین اپنی بھی جلادی مرگ

لب جانان نے جو اک خلق کی جان بخشی کی
سامنے جاکے خضر کے ہوئی فریادی مرگ

چار دیوار عناصر کی حقیقت کیا ہے

توڑ دیتی ہے جنون قلعۂ فولادی مرگ

خندہ زن پھول ہین سنکر ترے نالے بلبل
آشیان باغ سے لازم ہے اوٹھالے بلبل

گل نہین ہجر مین یہ زخم ہین آلے بلبل
شاخین سنبل کی ہین یا سانپ ہین کالے بلبل

موسم گل کا زمانہ ہی بہت تنگ اوسمین
حسرتین دل کی بھلا خاک نکالے بلبل

وصف اوس گل کے رقم ہو نسکین اک شمہ
ورق گل پہ لکھے لاکھ رسالے بلبل

لالہ رویون کے رہ وصف مین چلتے چلتے
پڑ گئی ہاے زبان مین ترے چھالے بلبل

لاکھ کہتا ہون وہ ہوتے نہین غیرون سی جدا
بس نہین گل کو جو کانٹون سے نکالے بلبل

سہل سمجھے تھے گل سرخ پہ عاشق ہونا
پڑ گئے جان کے آخر تجھے لالے بلبل

کوچۂ یار مین اور باغ مین مطلق نہین فرق
مین یہان اور وہان کرتی ہے نالے بلبل

محو نظارۂ گلزار ہون گلچین نہین مین
تجھسے ہو کر نہ غضب آنکھ نکالے بلبل

گوش گل کر ہین سماعت کی نہین ہے امید
باغ مین کرتی ہے کسواسطے نالے بلبل

آندھیان ہین ترے نالون کی غضب ڈرتا ہون
بار ور نخل ہین پھٹ جائینگے ڈالے بلبل

عشق صادق جو وہ رکھتی ہی تو پھر کھاے قسم
مصحف گل تو بھلا دیکھین اوٹھالے بلبل

عاشق اوس گل کے یہان تک ہین مقیمان چمن
کیا عجب بیضہ سے قمری جو نکالے بلبل

شرح انداز و ادا کیا کرے اوس گل کی جنون

باتین اوسکی ہین نئے طرز نرالے بلبل

اوس بیوفا پہ گر نہین ثابت وفاے دل
حاضر ہے شوق ہے وہ مرا آزماے دل

اوس جان جان کو دیدیا بے آزماے دل
جس جسطرح وہ چاہے جلاے ستاے دل

جلتا ہون آتشِ غم فرقت سے یار کے
پہلو سے آرہی ہے یہ ہر دم صداے دل

حاجت نہ پھر کسیکی ہو خلوت مین بزم مین
پہلو مین تو جو آٹھہ پہر ہو بجاے دل

پیسا عوض حنا کے دل زخمدار کو
اوس شوخ سے ملا یہ ہمین خون بہاے دل

دل تجھپہ لاکھ جان سے تصدق ہے دلربا
عاشق نہ کس طرح ہو تمہارا فداے دل

عالم ہو برخلاف وہ بت مجھسے رام ہو
ہر دم یہی خدا سے ہے اب التجاے دل

ہوتا ہون دشمنون سے مین خواہان دوستی
ممکن نہین شفیق جو حاجت رواے دل

کوہ علم اوٹھاے جو ہر دم بشکل کاہ
ایسا تو پہلوان نہین کوئی سواے دل

دل شمع رو جلانے مین پروانہ جانکر
پھر خاک کیون نہ جلکے جگر ہو براے دل

ناراض مجھسے گو کہ ہے دل ہجر یار مین
کرتا نہین مین کام کوئی بے رضاے دل

سنگِ ستم سے شیشۂ دل توڑتا ہی وہ
یارب کسی شہ کا نہ اوس بت پہ آے دل

پھیرا ہے لیکے دل مرا اوس شاہ حسن نے
پہلو اب اوس گدا کا ہی دولتسراے دل

فرقت مین ایک پردہ نشین کی کسی طرف
چھپکر نکل گیا مرا آخر کو ہاے دل

صحرا مین ہے کبھی تو کبھی کوے یار مین
کسطرح اے جنون مری قابو مین آئے دل

ق سے رخ پہ تیرے دیکھکر شانِ گل و شبنم
ہوئے سیارِ گلشن دل سے قربانِ گل و شبنم

لھائی بے ثباتی باغ نے گلزار ہستی کے
بہت ممنون ہوئے ہم ہر یہ احسانِ گل و شبنم

ا نکہت گل ہونگی غائب چشم مردم سے
نہو گا دیدۂ نرگس نگہبانِ گل و شبنم

سرت نہ کیونکر دامن نظارہ مین بھر لین
تماشائی ہین اس گلشن مین مہمانِ گل و شبنم

ت حسرت ملے کیونکر نہ ہر اک برگ گلشن کا
بہار بے بقا تک ہو جو پایانِ گل و شبنم

یہ جیسے اشک اے گل تو نے میری چشم گریان سے
مقام رشک ہے ربط نمایانِ گل و شبنم

مان چمن تجھ سے سمجھتے ہین فروغ اپنا
گل رخسار ہے شمع شبستانِ گل و شبنم

ے وجون کو پابندی ہے کب گلزار ہستی مین
گلستان بن نہین سکتا ہے زندانِ گل و شبنم

ا ین بصورت شبنم مین پھرون جا کے روتا ہون
خزان مین دیکھکر حال پریشانِ گل و شبنم

و رشتہ ہے ہر اک برگ کی گلزار ہستی مین
مین واقف ہون عیان ہے رازِ پنہانِ گل و شبنم

ا وس گلبدن کی منھ پہ منھ رکھکر جو رویا ہون
تو آیا ہے نظر آنکھون کو سامانِ گل و شبنم

فلک پر ہے دماغ آفتاب اور باغبان غافل
جنون پھر کس سے پوچھین رازِ پنہانِ گل و شبنم

پسے وہ شوق سے کچھ اور احتمال نہیں — خفائے یار سے ہرگز ہمیں ملال نہیں

فروغِ حسنِ رخِ یار کو زوال نہیں — یہ بدر وہ ہے کہ ہوتا کبھی ہلال نہیں

جو آپ کو مری اولجھن کا کچھ خیال نہیں — مجھے بھی زلف کی سودے میں سر و بال نہیں

حسین تمھسا کوئی صاحبِ جمال نہیں — کمال تجھ میں جو ہے بدر میں کمال نہیں

مرے کمال کو کچھ دہشت زوال نہیں — کمال یہ ہے کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں

مثال آپ کی ابرو سے دون مجال نہیں — تمھاری پاؤن کا ناخن ہی یہ ہلال نہیں

بغیر اذن دھرے پاؤن یار کے در پر — بشر تو کیا ہی فرشتہ کی بھی مجال نہیں

دریغ کرتا ہے وہ بوسہ لبِ شیرین — کبھی عزیز ہمیں جس سے جان و مال نہیں

حرام موت مرونگا وہ مرغِ بسمل ہون — مجھے کیا مرے صیاد نے حلال نہیں

جو بوسہ دینا ہے تمکو تو بے طلب دوگے — فقیرِ عشق ہون ہے عادت سوال نہیں

ہمیں جو عاشق رفتار اپنا جانا ہے — وہ کون بات ہی اوسکی کہ جسمین چال نہیں

مٹا ہے سے کہیں مٹتی ہی خواہش دنیا — کہ بند لاکھ جوان ہے یہ پیر زال نہیں

بگڑ گئے مرے سب کام کم زبانی سے — خموش ایسا ہون گویا لبِ سوال نہیں

خدا ہی جانے کہ کیا دم دیا مسیحا نے — مریضِ عشق کو کچھ خوف انتقال نہیں

ہمیں تمھاری خوشی کا خیال رہتا ہے — ہمارے رنج کا مطلق تمھیں ملال نہیں

بجھی تھی زہر مین کیا تیغ ناز قاتل کی
ہمارا زخم جگر رو باندمال نہین

کشیدہ رہتے ہین ناحق وہ بدگمانی سے
ہمین پسند کسی سرو قد کی چال نہین

کیا جو وصل مین آگاہ مطلب دل سے
کہا یہ ہنسکے کہ ایسی تری مجال نہین

فزون چھلاوے سے ہی چشم یار مین شوخی
کہ پھنسکے دام مین آئے یہ وہ غزال نہین

وہ بنکے چلتا ہے ناحق کو تو بگڑتا ہے
تری ادا سے چلے کبک کی مجال نہین

مسیح دم تجھے کیونکر کہین بتا تو ہے
ترے مریض کو پانی کبھی بحال نہین

بجھانا دل کی لگی کا کمال رکھتا ہے
خلیل آگ اگر گل ہوئے کمال نہین

خوشی سے میرا گلا کاٹے ساقی بدمست
بہک کے وہ بطِ مے کو کرے حلال نہین

فروغ حسن پہ تم کو غرور بیجا ہے
بتو حسینونکا ہندوستانمین کال نہین

کبھی نہ اوڑھے گا احسانِ آسمان ہمسے
غنی کے سامنے مالِ بخیل مال نہین

عجب نہین ہی جو کام آئین وہ لب جان بخش
جلانا مُردیکا عیسیٰ کو کچھ محال نہین

شراب عید کے دن یہ سمجھ کے پیتا ہون
حرام تیسوین فاقہ بھی کیا حلال نہین

عجیب رنگ یہ باغ جہان کا عالم ہے
کوئی نہال ہی اسمین کوئی نہال نہین

یہ خوف رہتا ہی انکار یار سے مجکو
غضب ہوا جو کہین گے شب وصال نہین

تصور شب فرقت مین چونک پڑتا ہون
تری جدائی کا کب خواب مین خیال نہین

قفس سے چھٹنا مبارک ہو ہمصفیرونکو
رہائی اپنی تو قسمت مین اپکی سال نہین

سرون مین اہل جہان کے غرور بیجا ہے
وہ کون کاسہ سر ہی کہ جسمین بال نہین

یہ مجھ سے کہتا ہے سودیکو دیکھکر میرے
جنون تجھے مری رسوائی کا خیال نہین

گو نہین آتش سے کم سوز جگر تاثیر مین
سرد مہری تیری رہتا ہو نہین کشمیر مین

فوق رکھتا ہی ید بیضا سے رخ تنویر مین
بند دم ہوتا ہے عیسی کا تری تقریر مین

مصحف رو کم نہین قرآن سی کچھ توقیر مین
خط مشکین مین وہ مطلب ہین جو ہون تفسیر مین

پھنس گیا ہی بیطرح دل زلف کی زنجیر مین
اب رہائی ہی تو مرکر ہے مری تقدیر مین

لیلی شیرین بیان کا شیفتہ ہون ای جنون
کوہ فرہاد اور دشت قیس دی جاگیر مین

مجکو دیوانہ کسی رشک پری کا جان کر
کشور وحشت جنون نے دیدیا جاگیر مین

کھینچتا ہون صفحۂ دل پر شبیہ روی یار
مانی و بہزاد کا کیا دخل اس تصویر مین

ای پری دیتا ہون مین تجکو سلیمان کی قسم
قید مجھ دیوانیکو کر زلف کی زنجیر مین

اب نہین جانیکی قاتل سرخروئی تیغ کی
خون بسمل لگگیا آب دم شمشیر مین

روی روز وصل دکھلایا نہ انکھونکو کبھی
کچھ اثر دیکھا نہ ہمنے نالۂ شبگیر مین

اوس پری کی ساتھ ہو تصویر مجھ دیوانے کی
لیلی و مجنون ہون اکجا خانۂ تصویر مین

عمر بھر اپنا نہ دل چاہا رہائی کے لیئے | لگ گئی ایسی طبیعت خانۂ زنجیر مین
قتل جب خال ترا ابرو کے سو میں ہوا | خون کی گرمی سے چھالے پڑ گئے شمشیر مین
جان دیدے گا تڑپ کر یہ گرفتارِ بلا | اس قدر صیاد وحشت ہی تری نخچیر مین
یہ مقام غور ہی قدرت خدا کی دیکھنا | طور کا جلوہ ہی انکے حسن کی تنویر مین
دیکھئے مجھ سخت جان کو کس طرح کرتی ہی قتل | جوہرونکے بدلے بال ابرو کی ہین شمشیر مین
خط نکلنے سے مجھے روشن ہوئے معنی رخ | لطف مصحف کا ملا قرآن یا تفسیر مین
جمگھٹے پریونکے رہتے ہین خرابی مین مرے | آجکل ملکِ سلیمان ہی مری جاگیر مین
میری رسوائی سے افزون تیرا شہرہ ہو گیا | یہ مری قسمت مین تھا وہ تھا تری تقدیر مین
چین بہ ابرو ہوا سفاک مجکو دیکھکر | کب کٹا چو رنگ جب بل پڑ گئے شمشیر مین
تیری دیوانون پہ زندان مین ہے یہ تازہ ستم | منع کرتی ہین نگہبان غل نہو زنجیر مین
اک مسیحا کی جو فرقت کی ہے بیماری مجھے | کم نہین زہر ہلاہل سے دوا تاثیر مین
واہ ری قسمت اگر مین حالِ دل لکھنے لگا | ہو گئی لکنت زبانِ خامہ کو تحریر مین
دام گیسو مین پھنسا اوڑکر ہمارا مرغ دل | ایک مدت سے گرفتاری کی تھا تدبیر مین
برسون ہی لکھا تمامی پر نہ آیا خط شوق | رہ گئی تحریر ہم آخر ہوئی تحریر مین
پنجے مین مقام ہم کس گلرو کا مین دیوانہ ہون | نغمۂ بلبل کی پیدا ہے صدا زنجیر مین

منہدم سیلِ فنا سے ایک دن ہو جائیگا ‌ ‌ ‌ بے ثباتی اپنی قصرِ تن کی ہے تعمیر مین

بیچکر سر مول لیتا تیغ ابرو کو ترے ‌ ‌ ‌ یہ بڑا بل ہے ہزارون بال ہین شمشیر مین

دیکھئے صحبت مری کس طرح ہو دس سے برآ ‌ ‌ ‌ اوسمین جو ہنسنے کی ہے رونیکی مجھہ دلگیر مین

دَور مین ایچرخ تیرے کون گردش مین نہین ‌ ‌ ‌ تفرقے ہر روز ہوتے ہین جوان و پیر مین

مردمِ درویش کو تکیہ خدا پر چاہیئے ‌ ‌ ‌ خاک چھنوائے نہ دنیا خواہش اکسیر مین

چھوڑ کر سر تو نے شیرین کو عبث رسوا کیا ‌ ‌ ‌ ڈوب مرنا تھا تجھے فرہاد جوئے شیر مین

مثلِ شبنم روؤن گر رخسارِ گل سے تنگ اوڑھے ‌ ‌ ‌ دل جلے میرا جو سر ہو شمع کا گلگیر مین

ہوتی ہے کیا کیا نہ آرایش ہمارے قتل کی ‌ ‌ ‌ پر جواہر کے لگاتا ہے پر و تیر مین

جرم گستاخی پہ دستِ عاشق اپنے قاتل نے کاٹ ‌ ‌ ‌ مچھلیان چڑھ جائینگی آبِ دمِ شمشیر مین

خوبیِ قسمت سے بن بنکر بگڑ جاتے ہین کام ‌ ‌ ‌ دخل کیا تدبیر کو ہے خواہش تقدیر مین

آنکھہ کیا مجھسے ملائیگا رقیبِ روسیاہ ‌ ‌ ‌ ابروئے قاتل کا تمغہ ہے مری شمشیر مین

اس سے بر آئے جو میری طائرِ دل کی مراد ‌ ‌ ‌ اور بھی عاشق تری باندھین گے چلے تیر مین

رفرفِ ہمت کو تو نکلی ہے نیازی سے کھلے ‌ ‌ ‌ شان ہے اللہ کی تیھر کی بھی تصویر مین

آئے عاشق کی اجل صدمہ نہ ہو معشوق کو ‌ ‌ ‌ شمع کے بدلے سرِ پروانہ ہو گلگیر مین

کسلئے دل مین نہین جلوہ جمالِ دوست کا ‌ ‌ ‌ کسکو جائے گفتگو ہے حسن عالمگیر مین

بر رہتا نہ تھا اپنی اسیر زلف سے
قید اگر اسکو کیا تھا نے حد از زنجیر مین

بر سے جا کر کہو مین عالم رویا کا حال
وخل یوسف کو بہت تھا خواب کی تعبیر مین

صد ہے تازہ جفا و جور کا صیاد کو
کا نگر پر ہے رہائی کی مری تدبیر مین

صل کی شب یار سے تکرار اسپہ ٹھ گیٔی
مدعائے دل او بھکر رہ گیا تقریر مین

لف کے سودے مین جب زندان مین جانا پڑی
مرحبا کا غل ہوا غم خانۂ زنجیر مین

یہ جنون کی عرض ہے ہر دم خدا سے بعد مرگ
قبر کی جا پاؤن صحن روضۂ شبیر مین

یان تو قافیہ ہے تنگ بحر پار جا نہین
طلب احباب فرماتے ہین بزم شعر خوانہین

ہین کچھ عقل کو دخل آگہی راز نہانہین
خدا ہی جانے کیا اسرار ہین لنترانہین

ہے کب دیکھکر طفلی مین تجھکو ہوش تھا نہین
جو بہزاد آکے اب تصویر کھینچے گا جوانہین

ابھی کیا عمر ہے اوس نونہال باغ خوبی کی
کہان آئے ثمر اوسکے ابھی نخل جوانہین

مین لکھا جو خط مین آپ نے القاب مشفق کا
نہین کچھ شک کر منظور تھا تمہاری قدر دانہین

ہزارون پہلوان تو نے پچھاڑے اس ضعیفی مین
بلا کی ہو گی اے پیر فلک طاقت جوانہین

بشکل کاہ مین اوس گل کی کوچہ مین گیا اوڑکر
صبا نے طاقت پرواز بخشی ناتوانہین

حیا سے جنکی طفلی مین نہ آنکھین چار ہوتی تھین
جواب دیکھا نگاہین اور ہین اونکی جوانہین

وہ بلبل ہون سحر تک وسکی آنکھونمین خواب آیا
روش منج ہوا کی یان بکھرو جیسے ہاتھ آئی
کہین کیا کس طرح کٹ ہے ہنسے عمر میں اٹریان کرتین
رہیگا بار اپنا عندلیب دل پھڑکنے سے
ہماری داستان سنکر خفا صیاد اس پر ہے
زمانیکی کچھ ایسی اے فلک آفت ہوا بدلی
وہ میکش ہون کہ ساقی دیر سے مونھ سے لگا نگی
ترے گیسو کے سودے مین اوٹھایا پیچ جو ٹیکا
تماشا ہین عجب نیرنگیان صناع قدرت کی
جوانی اپنی یاد آتی ہے لوگونکو بڑھاپے مین
نہین ہوتے جدا چھپے زخم مجھ مجروح کے قاتل
قصیر عشق ہین اپنی چرخ زیر عرش بستر ہے
نشیلی سرخ آنکھونمین جو تیرے حسن کی ساقی
نہین اب تقدل تنگ کینہ سیلو مین باقی ہے
شکایت اسکی کیا ہے اپنی اپنی یار قسمت ہے

ہوئی کیا دل لگی صیاد کی میری کہانمین
چلے ہم منزلون ٹھوکر نہ کھائی ناتوانمین
جو ہر دم آنکھون مین اسکا انتظار یار جانمین
عوض چھلے کے ہاتھ آیا جو اوسکے گلستانمین
کہ ٹوکر حسرت پرواز کیون آیا کہانمین
سفیدی سر مین آئی دانت ہلتے ہین جوانمین
نہ چھوٹے درد بھی جام شراب ارغوانمین
یہ درد سر خریدا اور دل نے سر گرانمین
دیکھا ہمین ضعیفی مین کیا کیا نہ رنگ آسمانمین
رہی تند نظر پیری یہان عین جوانمین
بجھایا تیغ کو شاید بلا کر زہر پانیمین
پھنسائیگا ہمین تو کیا بلا گئے ناگہانمین
وہ کیفیت کہان جام شراب زعفرانمین
ہم ایسے بن گئے مفلس تمہاری مہمانمین
دئیے غیرونکو چھلے داغ دل ہمکو نشانمین

ارے جوبن پر اب وہ نونہالِ باغِ خوبی ہے
کہ آئے ہین ثمر نامِ خدا نخلِ جوانی مین

یہان تک شہرۂ عالم ہے افسانہ مرے دل کا
کہ جسکا قصہ گو بھی فخر کرتے ہین کہانی مین

فرشتے بھی ہوئے ہرگز نہ اونکے راز سے واقف
اشارے اور کنائے تھے جو پیغامِ زبانی مین

قدم اوٹھتا نہین اعمال کی بیگار سر پر ہے
یہ منزل طے ہوئی کس شکل سے اس سرگرانی مین

جنون نے اوس پری کو حالِ اشتیاقِ جان لکھا
کسی جا ہو کمی بیشی نہ پیغامِ زبانی مین

کیا مونھ ہے گل کا غنچہ کا ایسا دہن کہان
تجھسا ریاضِ حسن مین گل پیرہن کہان

آیا ابھی مرادِ پہ رنگِ چمن کہان
لایا ہے پختگی ترا سیبِ ذقن کہان

انداز اس روش کے نہ اس ناز کا چلن
شمشاد مین ترا سا بھلا بانکپن کہان

ہے مثلِ زلفِ یار کشش کس کمند مین
دل دیکھکر کھنچے جسے ایسی رسن کہان

کس چین سے کیا سفرِ بیخودی کو طے
اس راہ مین بھلا خطرِ راہزن کہان

مال و متاع و خویش و عزیز اپنے چھوڑکر
جاتے ہین جوق جوق چلے مرد و زن کہان

ہرچند گل بھی شاہدِ گلزار ہے مگر
یہ بو کہان یہ رنگ کہان یہ دہن کہان

ہر گل مین ڈھونڈتا ہون شمیم اپنے یار کی
یوسف کا دیکھون ہاتھ لگے پیرہن کہان

تعریف کیا کرے یہ جنون بزمِ یار کی

چشم فلک نے دیکھی ہی یہ انجمن کہان

قتل کر شوق سے تیرا جو گنہگار ہون مین
تو خفا مجھسے جو ہی جان سے بیزار ہون مین

دل شگفتہ ہی مرا گو کہ بہت زار ہون مین
پہلوی گل مین جگہہ ہی مرے گو وہ خار ہون مین

دفن کر دے مجھے اے یار گلی مین اپنے
جان جانے پہ بھی وارفتہ رفتار ہون مین

گرچہ ہون کاہ مگر کوہ سے ہم پلہ ہون
غم عالم سے یہانتک تو گرانبار ہون مین

بسکہ طالع مین نہین ہی مرے راحت اکدم
جو اذیت کہ ملے اوسکا سزاوار ہون مین

ہر بن مو مین ہی اک دیدۂ نظارہ نہان
مو بمو زلف کا جو طالب دیدار ہون مین

زار زار اپنے نہ اس ضعف پہ رؤون کیونکر
زار ایسا ہون کہ اب زیست سے بیزار ہون مین

جب سے بازار جہان مین مجھے لائی تقدیر
نقد جان دیکے ترے غم کا خریدار ہون مین

اپنے دانتونکی صفا ہنسکے دکھاتا ہی وہ شوخ
چشم رو رو کے جو کہتی ہی گہربار ہون مین

بزم سے اوٹھنے کا ہوتا ہی جو قصد ساقی
بط مے کہتی ہی ساتھ اوڑنیکو طیار ہون مین

کس طرح آپ کو سمجھون نہ سکندر طالع
محو نظارۂ آئینۂ رخسار ہون مین

خواب مین ہجر کی شب جب نظر آیا وہ قمر
بخت خفتہ نے کہا طالع بیدار ہون مین

مجکو داغون نے کیا سرو چراغان ناحق
اوس شہ حسن کا مجرم نہ گنہگار ہون مین

غم ہو جس دل مین وہ مرے لئے تحفہ بھیجے
یہ وہی جنس ہے جسکا کہ خریدار ہون مین

دیر سے شوق شہادت مین جھکی ہی گردن
کب سے مشتاقِ دمِ خنجرِ خونخوار ہون مین

پوچھ باعث نہ مرے نالہ کشی کا اے گل
کوچہ گلشن ہی ترا بلبلِ گلزار ہون مین

طائرِ رنگِ حنا ہون یہ سبکروحی سے
دستِ صیاد سے بھی اڑنیکو طیار ہون مین

میری غفلت پہ گمان سبکو ہی ہشیاری کا
صورتِ دیدۂ تصویر جو بیدار ہون مین

جاؤن کعبہ کو مین یا سوے کنشت اے زاہد
جبر تو مجھہ پہ نکر فعل کا مختار ہون مین

دیکھنے زاہد بھی جنون بت کو تمھارے تو کہے
دیر مین جا کے پہنتا ابھی زنار ہون مین

سالکِ مسلکِ ہر کافر و دیندار ہون مین
تارِ تسبیح ہون اور رشتۂ زنار ہون مین

عقدۂ موئے کمر و زلف کے واہین مجھپر
غیب دانِ حسن کا ہون واقفِ اسرار ہون مین

کیا مجھے کجروی و راست روی سے مطلب
وہ کوئی چال چلین عاشقِ رفتار ہون مین

گلشنِ دہر مین اس بات کے نرگس ہی گواہ
آنکھین جسدن سے کھلین ہین مجھے بیدار ہون مین

نہین دیتا وہ دکھائی کسی صورت ہر چند
چشم کی طرح سے دیوار بدیوار ہون مین

تن مین طاقت نہین چند یہ سایہ کی طرح
پھاندتا یار کی بام و در و دیوار ہون مین

نالہ سننے کا نہین بلبلِ مسکین کا کوئی
گل یہ نازان ہی گلستان مین کہ زردار ہون مین

شوق دے شہپرِ پرواز تو پہنچون اوس تک
ناتوانی سے کہان قابلِ رفتار ہون مین

دل جو بی جلوۂ جانانہ ہو نہین مجکو پسند
شیشۂ خالی ہمیغز سے بیزار ہون مین

چشم تر مین نہ تری ہے نہ تو دل مین آہ
شرم آتی ہے کہ عشاق مین نادار ہون مین

پنجہ مرجان کا مرا پنجۂ مژگان پھرے
چاہتا ہے تجھے یہ اے دیدۂ خونبار ہون مین

جیتے جی کیا مجھے امید رہائی کی ہو
زلف پر پیچ کے پھندے مین گرفتار ہون مین

دل کبھی کھینچتی ہے زلف کبھی وہ رفتار
کیا کہون کیسی کشاکش مین گرفتار ہون مین

مانع غیر ہون کیا محو تماشا ہون ترا
در پہ بیٹھا تو ہون پر صورت دیوار ہون مین

تیرہ بختی کا مرے کوئی تماشا دیکھے
عاشق زلف ہون خواہان شب تار ہون مین

گرد سر شمع کے پھر پھر کے جلاتا ہے مجھے
تو جو فرمائے تصدق تری ای یار ہون مین

کیا کہون سچے ہین یا جھوٹے ہین لعل لب یار
کبھی اقرار ہون سنتا کبھی انکار ہون مین

ہجر کے مونھ لگنے سے نے کرتی ہے نالے پیہم
درد مندون کا ازل سے جو مددگار ہون مین

یاد مین تیرے زمانہ کو فراموش کیا
کام مین اپنے تو صد شکر کہ ہشیار ہون مین

دیکھون کیا نامۂ اعمال کو پڑھ کر وہ کہین
یک قلم خامہ کے مانند سیہ کار ہون مین

شعلے آتش کے مرے دل سے نکلتے ہین جنون
ضبط کرتا جو کبھی آہ شرربار ہون مین

باغ جہان مین نفع کوئی بے ضرر نہین
ہے کونسا شجر جسے خوف تبر نہین

مدت سے آئے عارض جانان نظر نہین
ہون اوس جہان مین جسمین کہ شمس و قمر نہین

جور فلک سے ہمکو کسی جا مفر نہین
افسوس ہے کہ گنبد بیدر مین در نہین

جبتک نہ گذرون جی سے وہان تک گذر نہین
جنت ہے کوے یار کوئی اور گھر نہین

گرمی نجائیگی دل سوزان کے تھکنے سے
پانی سے بجھتے سنگ کے دیکھے شرر نہین

دیکھا جو آنکھ اوٹھا کے ہوا مرغ دل شکار
باز نگہ سا اوسکے کوئی تیز پر نہین

غفلت جو تمکو ہے تو ز خود رفتگی ہمین
تمکو ہماری ہم کو تمہاری خبر نہین

پیکان اگر نہین ہے تو بیکار تیر ہے
کس کام کی وہ آہ کہ جسمین اثر نہین

پریان جو دیکھ لین ترا سایہ تو یون کہین
ہم مین سے یہ بھی کوئی پری ہے بشر نہین

اے رفتگان ملک عدم کسکو بھیجئے
اک عمر گذری ہمکو تمہاری خبر نہین

عارض پہ تیرے کام نہین کرتی ہے نگاہ
رکھتے یہ آب و تاب تو شمس و قمر نہین

نقصان نہین ہے آپکا اک بوسہ دیجے
ہم پھر سوال کرینگے بار دگر نہین

ہو کس روش نصیب تماشاے باغ حسن
نرگس کی طرح آنکھین ہین لیکن نظر نہین

جاؤنگا جان سے جو نہ پہونچے گا اوسکو خط
عمر روان ہو اگر نامہ بر نہین

زاہد نہ میکشی سے مجھے منع کر ابھی
کیا غم ہے بند توبہ کا جبتک کے در نہین

افعی زلف یار کی عاشق ہوئے ہین ہم
کالا ابھی کاٹے تو ہمین ہوتا اثر نہین

چکر مین ہی ازل سے یہ سنکر مری فغان
کچھ آج سے فلک کو یہ دوران نہین

کیا کیا نہ کی وصال مین تکرار یار نے
اک ایک بات پر رہی دو دو پہر نہین

صرف اسقدر ہوئے یہ مری اشک و آہ مین
دریا مین قطرہ سنگ مین باقی شرر نہین

باغ جہان مین طائر تصویر کی طرح
مجبور ہون کہ قابل پرواز پر نہین

جاتی ہین جانین اوس لب شیرین کے عشق مین
ایسا گران ہوا کبھی نرخ شکر نہین

جاری ہین اشک اوس در دندان کی یاد مین
اس بحر مین کچھ اور سوائے گہر نہین

ایک عمر سے ہی آٹھہ پہر جسکی جستجو
وہ شش جہت مین کونسی جا جلوہ گر نہین

اوس گل کا عندلیب کیا ہی نصیب نے
جسکے چمن مین باد صبا کا گذر نہین

نازک دلی پہ یار کے آتا ہے مجکو رحم
سمجھے نہ کوئی آہ مین میرے اثر نہین

یہ دل جنون ہوا ہے جو خلوت سراے یار
اس گھر مین اب ہوا و ہوس کا گذر نہین

وہ عاشق کے شادی کی یہ تدبیر کرتے ہین
غم دوری سے دو دن مین جوان انکو پیر کرتے ہین

پری رویون کی عاشق کونسی تقصیر کرتے ہین
بنا کر انکو دیوانہ جو وہ تشہیر کرتے ہین

نظر آنکھونکو آجاتا ہی سامان روز محشر کا
فراق یار مین جب نالہ شبگیر کرتے ہین

جو یوسف طلعتون سے حال مین رویا کا کہتا ہون
تو میرے خواب کی اولٹی بیان تعبیر کرتے ہین

...ر مانہین نہوگا یون کوئی تقدیر پر شاکر
کہ وصل یار کی بھی ہم نہین تدبیر کرتے ہین

خدا شاہد ہے ہوجاتے ہین بیخود مثل موسیٰ ہم
رخ روشن کی تیرے یاد جب تنویر کرتے ہین

نہین غم سے ہین کچھ غمگین جو صدمہ ہے تو اسکا ہے
وہ خوش کر تیکو غیرونکے مجھے دلگیر کرتے ہین

بگڑ جاتے ہین دم مین خود بخود باتین بناتے ہین
خطا ہم اونکی کرتے ہین نہ کچھ تقصیر کرتے ہین

ہمین برگشتہ قسمت دوسرا ہمساز ناہین
بگڑ جاتی ہے قسمت سے جو ہم تدبیر کرتے ہین

انہین کی یاد مین ناقوس بتخانون مین بجتے ہین
موذن مسجدون مین نعرۂ تکبیر کرتے ہین

خدایا مجکو اپنی راہ مین ثابت قدم رکھنا
تخلل دین و ایمان مین بت بے پیر کرتے ہین

بشر کی عیب پوشی کا نہایت اجر لکھا ہے
فرشتے کیون گناہونکو مرے تحریر کرتے ہین

لگائے شوق سے وہ وار اپنے تیغ ابرو کا
کہ ہم جانباز سر وقت دم شمشیر کرتے ہین

جو ٹھہرا ہجر مین جی حضرت دل سے یہ پوچھونگا
کہ ہر دم آپ کیون یہ آہ بے تاثیر کرتے ہین

زیارت کے شرف سے ای جنون کیون ناامید ہے
طلب اس سال تجکو حضرت شبیر کرتے ہین

حقیقت اپنے خط مین یار کو تحریر کرتے ہین
تمہارا امتحان ای کاتب تقدیر کرتے ہین

پر پروانے دیوانونکی کیا توقیر کرتے ہین
گناہ عاشقی پر کو بکو تشہیر کرتے ہین

جو شورے زلف کی سودے مین تھے کچھ حضرت دل بھی
عجب الجھی ہوئی کچھ تم سے وہ تقریر کرتے ہین

نہ ابرو اون آنکھونکا یہ عاشق سے اشارہ ہے
کہ ہم مردم کو دیکھوں تو تہ شمشیر کرتے ہین

مخل وہ جانکر مجکو اوٹھا دیتے ہین محفل سے
غضب ہے سامنے اغیار کے تحقیر کرتے ہین

زمین کوے قاتل مانگتے ہین اے فلک دو گز
طلب تجھ سے کوئی منصب نہ ہم جاگیر کرتے ہین

ہمین کھانیکی کچھ خواہش نہین ہے قید خانہ مین
بسر اپنی چبا کر دانہ زنجیر کرتے ہین

رہ ملک عدم شاید نہایت راہ آسان ہے
جوانون سے جو عجلت اِس سفر مین پیر کرتے ہین

ہماری قسمت برگشتہ سے بالعکس ہوتی ہے
جو اوس آئینہ رو کے وصل کی تدبیر کرتے ہین

ادب قرآن کی صورت چاہیے روے کتابی کا
وہ کافر ہین بلا شک اوسکی جو تحقیر کرتے ہین

گنہگارون کی صورت سرنگون ہین عشق ابرو مین
بسر اوقات اپنی ہم تہ شمشیر کرتے ہین

یہ ساری کارسازی ہے دلا معمار قدرت کی
زمین شعر مین بیتین جو ہم تعمیر کرتے ہین

خیال خام امید بقا ہے دار فانی مین
یہ منعم کسلئے پختہ مکان تعمیر کرتے ہین

ترے نخچیر اے صیاد کہتے ہین یہی قسمت
لب معشوق سینے مین گذر جب تیر کرتے ہین

یہ فرمایا بنا کر یار نے زلف مسلسل کو
تجھے ہم اے جنون وابستہ زنجیر کرتے ہین

لطف عشق و عاشقی کا اس زمانیمین نہین
روگ لگتا ہے مرا کچھ دل لگانیمین نہین

مرغ دل تیری ہے وحشت تو زمانیمین نہین
ایک دم آرام تجکو آشیانیمین نہین

دیکھتے ہی اوسکو قالب سے چلی جاتی ہے جان
کونسا انداز اوس کافر کے آنیمین نہین

سبزۂ خوابیدہ چونک اوٹھا ہی اے مرغِ چمن
نیند آئے وہ اثر میرے فسانے مین نہین

ضبط رونیکو کرون کیونکر کہ جلتا ہے جگر
شمع کو کچھ اختیار آنسو بہانے مین نہین

کون دل چھانا نہین اوسکی خدنگِ ناز نے
صورتِ مرغ بال و پرزن کس آشیانے مین نہین

تمنے آئینہ مین لگائی ہی بہت ایجان دیر
دیر مطلق اب ہماری جان جانے مین نہین

دیکھکر بالی کی مچھلی ماہیٔ بے آب ہون
اختیار اب مجکو اپنے تلملانے مین نہین

سر مرے تن سے جدا ہو جائے ایک ہی ہاتھ مین
اتنی طاقت کیا ستمگر تیرے ستانے مین نہین

دل ہوا جاتا ہے زخمی ہی یہ خنجر کی چمک
جلوۂ برقِ تبسم مسکرانے مین نہین

اہل دنیا کتنے نادان ہین کہ ہین راحت طلب
ڈھونڈھتے ہین اوسکو جو سارے زمانے مین نہین

سکۂ آرام چاہین تجھ سے کیا ہم اے فلک
دور مین تیرے چلن اسکا زمانے مین نہین

بوسۂ رخ لین تو فوراً پھیر لیتے ہو نگاہ
ایک دم بھی دیر لگتی روٹھ جانے مین نہین

آمد آمد ابتو اوس برقِ تجلی کی ہی گرم
مثل موسیٰ دیر کچھ اپنے غش آنے مین نہین

یار کے آتے ہی جاتے ہین سر دست اپنے ہوش
دو قدم بھی فاصلہ اس آنے جانے مین نہین

تیغ ابرو کھینچکر قاتل ادھر آتا ہے کے
ہم کو سر کٹنے کا ڈھرکا دل لگانے مین نہین

ناز سے اچھا نہین یہ رہ رہ کے خنجر پھیرنا
لطف کچھ ہر دم کے قاتل آزمانے مین نہین

طالع برگشتہ سے افلاک تک چکر مین ہین
کون ہی وہ جسکو گردش اس زمانے مین نہین

دل سے پروانے تو ہم بیشک ہیں تیرے شمع رو
پر تجھے حاصل ہمارے کچھ جلا نیمین نہین

نو شدارو وصل ہی بیمار ہجران کو صنم
اور دوا اسکی خدا کے کارخانیمین نہین

عشق مین راحت کہان تجکو جنون کچھ خبر ہی
ڈھونڈھتا وہ شے ہے جو ممکن زمانیمین نہین

شام سے صبح تلک صبح سے تا شام نہین
کام کے کچھ یہ نہین اے بت خودکام یہین

منھ ترا دیکھ کے آئینہ کو آرام نہین
مثل سیماب تڑپنے کے سوا کام نہین

چونکو پیری مین جو غفلت مین جوانی گذری
تھا فلو صبح ہوئی نیند کا ہنگام نہین

آمد پیک اجل بھی ہوئی قاصد نہ پھرا
لب پہ جان آئی وہ لایا ابھی پیغام نہین

خط کا اندیشہ ہی کیا عارضِ تابان کو ترے
ہی یہ وہ صبح جسے دغدغۂ شام نہین

طالبِ رزق نہ پابندِ بلا ہون کیونکر
کون دانہ ہی وہ جسمین کہ نہان دام نہین

دل کو رکھتا ہی طپش مین تری آنکھونکا خیال
خواب کیا آئے کہ اک پل مجھے آرام نہین

نام کو بھی تو مروت نہین آنکھونمین ترے
جسمین اک قطرہ ہو روغن یہ وہ بادام نہین

بادہ نوشی سے مین خاموش ہوا ہون ایسا
آشنا حرف سے جس طرح لبِ جام نہین

جیسے آیا ہو نہین اس صیدگہ عالم مین
ایکجا ایسی نہ دیکھی کہ جہان دام نہین

آب گرم اشک کا ہے آنکھونکے جو حوضونمین بھرا
دل سوزان بھی کم از گلخن حمام نہین

نقد دل دیکے تری آنکھونکے بوسے نملے
دام دینے پہ بھی ہاتھ آئے یہ بادام نہین

باغ عالم مین حذر کر ہوس بیجا سے
پختہ کارونکو تلاش ثمر خام نہین

مجھ سا عالم مین فروتن نہ کسینے دیکھا
خانہ دل کی عمارت مین کہین بام نہین

مردم دیدہ بھی ہین سوگ نشین آنکھو نہین
کون ہے جسکو غم گردش ایام نہین

بے نقط اوسکو سنانے کی جو عادت ہی جنون
آشنا نقطون سے خط بت خود کام نہین

جائے زر نقد دل ای سیم بدن دونگا مین
رونما وصل کی شب مشتقی ہین دونگا مین

بوسہ لب کے عوض ملک یمن دونگا مین
دیکھکر گوہر دندان کو عدن دونگا مین

شعلہ رو آج نیا رشک پری دیکھا ہے
مژدہ سوزش نو داغ کہن دونگا مین

یار کے گوہر دندان سے ہی تشبیہ بجا
آبرو تجکو مین ای در عدن دونگا مین

تمنے ایذا مین بہت دی ہین مجھے اسکے عوض
داغ فرقت تمھین ای اہل وطن دونگا مین

بوسہ لیکر نہین بیجا ہے گلوری دینا
منھ بھر آئی ہین تجھے غنچہ دہن دونگا مین

ہوگا بیمار محبت سے کہانتک پرہیز
سوچتے کیا ہو اسے سیب ذقن دونگا مین

ابلق چشم سے ہی اوسکی نگہ بگہ سوار
نعل بندی کے لیے ملک دکن دونگا مین

دل تو تونے نہ لیا مال سمجھکر کھوٹا
نقد جان تجکو مین ای سیم بدن دونگا مین

غم کا تحفہ مجھے دیتا ہے نیا تو ہر روز
بد دعا تجھکو مین اے چرخ کہن دون کہ نہ دون

قول کب تو نے کیا مجھسے کہ دھوکا نہ دیا
تجھکو الزام مین اے عہد شکن دون کہ نہ دون

عمر کی طرح دو روزہ ہے بہارِ گلشن
جان غم سے مین گرفتار محن دون کہ نہ دون

پاس تو گل کے ہی مین دور رہون اے گل سے
جان اِس رشک سے اے مرغ چمن دون کہ نہ دون

خجل اوس چشم سے ہوکر تو ہوا دشت نورد
طعنہ اِسکا تجھے آہوئے ختن دون کہ نہ دون

سامنے اوس شوخ خوبان کے یہ آتا ہی خیال
نذر اپنا دل پر رنج و محن دون کہ نہ دون

پھول چہرہ کو کہون لٹ کو سنبل باندھون
ایسی تشبیہ مین اے غنچہ دہن دون کہ نہ دون

نیم بسمل سے نہین چھیڑ یہ اچھی قاتل
پوچھتا کیا ہی کہ مین ہاتھ کو گردن دون کہ نہ دون

جان جائیگی جنون کی جو نہ قاصد ٹھہرا
تمکو پیغام مین ای مشفق من دون کہ نہ دون

یہ گلدستے نہین گلچین فرق لباشونکے دستے ہین
گرینگے قتل بلبل کو کمر تیتے سی کہتے ہین

گرفتاران گل دام محبت کب ادا کہتے ہین
پرِ بلبل کو بیرحمی سے کیون صیاد کترتے ہین

خریداری مین یوسف کے زلیخا سے کہتی تھی
کہ بازارِ محبت مین بہت معشوق سستے ہین

نگر نا وقت گریہ نالہ و افغان دل شیدا
گرجتے جو بہت بادل ہین اکثر کم برستے ہین

ہماری چشم تر بے آبرو کرتی ہی نیسان کو
لڑی اشکونکی ہی یا آنکھ سے موتی برستے ہین

دم کے جا بسے والونکا پتا کیونکر لگائین ہم
خدا جانے وہان وہ کونسی بستی مین بستے ہین

شناسا ان کی ہم چشمی کرے کیا میری آنکھو نسے
یہ بادل سال بھر سارے زمانہ مین برستے ہین

با ہی میرے قاتل نے یہانتک قتل عالم کو
کر کثرت سے سب اقلیم عدم کے بند رستے ہین

ہمارے گیسوؤنکے عشق مین ہین اک ہم نالان
وگرنہ دم بخود رہتے ہین جنکو ناگ ڈستے ہین

لے مایوس کو جیسے تمھارے خانہ دل لگے
جرس کی طرح نالان ہو کے اپنے بار کستے ہین

لان ہوتا ہی ہمنشین کے صدا پر شور بلبل کا
شہیدان محبت کے چمن مین گل جو ہنستے ہین

نقد جان بھی نے پر خریدار و نکی ہاتھو ن مین
لب جان بخش کے بوسے بہت ارزان ہو سستے ہین

پایا مجکو راہ کعبہ و بتخانہ و دل مین
زمانہ مین یہی مشہور بس وہ تین رستے ہین

پھنسایا دانہ خال سیہ نے دام گیسو مین
طمع جنکو نہین ہی کب وہ اس پھندے مین پھنستے ہین

لے بال اوسکے یاد آئے تو اشکونکی لگین جھڑیان
گھٹائین اوٹھتی ہین کالی تو کیسے مینھ برستے ہین

ہین محروم کیون اللہ سے لکھا طالع بد نے
مگر بیمار ہین جو خوان نعمت پر ترستے ہین

دی حیرت جو دیکھا مردمان چشم گریان کو
مگر یہ مردم آبی ہین جو دریا مین بستے ہین

ن مین چلے آئی گل و ذرا شرمندہ گرا ونکو
کہ مجکو دیکھکر مرغ چمن آوازے کستے ہین

درد سر فقط کتنا ہی تنگ ضعف ہے اوسکا
معطر ہی پسینہ بھی کہ جس سے کپڑے بستے ہین

دا ایسا بدن مین اوسکے ہی جوش جوانی سے
کہ کپڑے صورت ملبوس گل تنجا کے چستے ہین

نگاہِ مہر سے جو دیکھے او سکے ہاتھ بکجاتے ہین
خریدار ایسے بھی ممکن نہین ہر چند سستے ہین

تڑپتے صید گاہِ عشق کی بسمل نہین دیکھی
جنون گھایل کہین شمشیر ابرو کو او کرتے ہین

دریا کی آبرو ہو کیونکر مری نظر مین
ہے موجِ زن سمندر اشکون کا چشمِ تر مین

ہے امتیاز لازم انسان کو خیر و شر مین
اچھے برے ہین جتنے سب ہین کی ہی نظر مین

اپنا ستانہ دل کو ای خواہشِ رہائی
ہو جاؤنگا سبک مین صیاد کی نظر مین

ابرِ کرم سے اپنے بہرِ خدا بجھا دی
بھڑکی ہے آتشِ غم میرے دل و جگر مین

صندل مین جا رہتا ہون ملجائے سنگ گیسو
سودا نیا ہوا ہے یہ مجکو دردِ سر مین

دل مین مرے جگہہ کی خوبانِ سنگدل نے
قبضہ بتون نے پایا آخر خدا کے گھر مین

بالے کی ضو جو اکدن دیکھی تھی گیسوؤن مین
بجلی چمک رہی ہو ابتک میری نظر مین

ملکِ عدم مین پیچھے رکھتا ہی پاؤن انسان
جاتی ہو جان پہلے اس راہِ پُر خطر مین

میری یہ پاکبازی تیری وہ فتنہ سازی
انصاف ہوگا اسکا ای بت خدا کے گھر مین

ترچھی نگہہ سے تیرے زخمی ہوئے ہین دونون
برچھی سی چبھ رہی ہی قاتل دل و جگر مین

کس طرح داغِ سودا دل کا نہو سویدا
مدت سے تل رہا ہے وہ تلِ میری نظر مین

کہتے ہو تم جو مجسے جاؤنگا صبح ہوتے
یہان انتقال ہوگا ایجان رات بھر مین

دو نوٹلے ہوئے ہین دینے کو جان قاتل
آدھ ہو سکا بچاری دیکھین دل و جگر مین

برقِ جمال دیکھے کیا تابِ چشم مردم
موسیٰ پہ غش ہے طاری طاقت نہین نظر مین

ڈوری سے چشمِ دل کی سو بار ہے ملایا
مطلق نہ فرق پایا اوس بار و کمر مین

صبر و قناعت شب زندہ وار تھا
کتے کی خصلتین بھی پائی نہین بشر مین

قاتل کی تیغِ ابرو کیسی کھنچی ہوئی ہے
بڑھتا ہے کون آگے دیکھین دل و جگر مین

اس تیر دین صدی کے کیسے چلین ہین ناقص
کھوٹی کھری کو ای دل رکھنا ذرا نظر مین

آتے ہین دل مین میرے وسواس طرح طرح کے
پچھتا رہا ہون دیکر خطِ دستِ نامہ بر مین

ہے جانے رحم قاتل آسان کر یہ مشکل
جبتک ہے جان تنمین ہو درد بھی جگر مین

اوس مہر وش کے آگے رونے نہ فائدہ کیا
کب ٹھہرین اشکِ شبنم خورشید کے نظر مین

ہوتا ہے خانۂ دل آباد ہو کے ویران
کیا نفع ہے تمہارا کیجئے مری ضرر مین

بالقیس کے بنے نامہ اوس گل کو لکھ رہے ہین
باندھین گے جا کے ہدہد بلبل کے بال و پر مین

دم تیری دوستی کا بھرتے ہین جان و دل دونون
ہے دشمنی جانی میرے دل و جگر مین

حیلہ کہین سمجھکر قاتل نہ سرگران ہو
صندل مین کیا لگاؤن ہاتھی ہے درد سر مین

مسجد مین ہاے صنم تو جا کھوے لگے نہ گیسو
اندھیر کر نہ برپا ناحق خدا کے گھر مین

گل ہین نہ ہو دانے حسرت اس گلشنِ جہان کے
پھل ہین تو بارِ خاطر اس باغ کے شجر مین

آنکھون کی پتلیون سے ہی صاف دل پہ روشن
یہ مردمان آبی رہتے ہین چشم تر مین

گیسوے عنبرین سے سارا ختن بسا ہے
اوس خال مشکبو کی خوشبو کہان اگر مین

انداز نیاریون کا اہل جہان نے سیکھا
دنیا کی خاک چھانی امید مال و زر مین

اوس گل کو خط جو لکھا بلبل کے پر مین باندھا
نامہ دیا جنون نے کب دست نامہ بر مین

کس مشکلون سے آیا وہ حور میرے گھر مین
آئی تھی روح یون ہین جسم ابو البشر مین

ہے تیغ میری م سے اوس ترک کی کمر مین
زخم جگر ہے میرا جو پھول ہے سپر مین

کرتا ہے سیر دن بھر آتا ہے رات کو گھر
خورشید کا چلن ہی اوس غیرت قمر مین

چھوڑونگا سر کو اپنے تیرے ہی سنگ در سے
گذرونگا جان سے مین تیرے ہی رہگذر مین

اوجھن سے حال دل کا آجان ہی پریشان
زلف رسا کا تیرے سودا ہی جسے سر مین

بیجا نہین بتونکو دعواے بے نیازی
اصنام کا عمل تھا پہلے خدا کے گھر مین

کیا حسن عارضی پر مغرور تھا وہ مہ رو
عارض پہ خط جو نکلا دھبا لگا قمر مین

موسی نے دیکھنے کا کیون حوصلہ کیا تھا
جلوہ جو دیکھنے کی طاقت نتھی نظر مین

جی چاہے جب کرم کر اے رنج ہجر جانان
دل مین ترے جگہ ہی گھر ہی ترا جگر مین

نقص بصر کا باعث ہی نور روی تابان
خورشید کو جو دیکھے ہو خیرگی نظر مین

کیا مرغ دل ہمارا بسمل سا لوٹتا ہے
دیکھا جو ہے چھریکو صیاد کی کمر مین

ملکِ عدم کو تنہا اک دن ہی سب کو جانا
اللہ ہے نگہبان اس راہِ پر خطر مین

صیاد سر پہ پہونچا جنبش نہین ہے اصلا
لاسا لگا ہی شاید بلبل کے بال و پر مین

کیا خاک بارور ہو نخلِ امید اپنا
نکلے تبر کی صورت تیشے بھی اس شجر مین

شاید کہ غیظ آ کے اک ہاتھ پھر لگائے
رکھدو مرا جنازہ قاتل کے رہگذر مین

عالم مین جب یہ چاہی طوفانِ نوح آئے
دریا بھرے ہوئے ہین تنور چشم تر مین

صحبت مین اونکے شب کو گردش مین تھا یہ ساغر
بس پھر گئیں نگاہین اونکی بھی رات بھر مین

کھائینگے تیغ ابرو قاتل دل و جگر پر
روپوش خوف جان سے ہونگے نہ ہم سپر مین

سینے سے جسکے یارب دل موم ہو تو ہون کا
ایسا اثر ہو پیدا اس آہِ بے اثر مین

اوس شاہِ حسن کے گھر جاتا ہی لیکے نامہ
ہے تاج مثل ہدہد تقدیر نامہ بر مین

صیاد شوق سے آ غالب ہی رعب تیرا
پرواز دب رہی ہی بلبل کے بال و پر مین

اللہ ری اوٹھائی اللہ ری بے حجابی
ہین قہر کی ادائین شر کی ہین اونکے شر مین

بوٹا سا قد نمو پر سینہ ابھار پر ہے
آتی چلی ہے ابتو کچھ پختگی ثمر مین

وہ ناز وہ ادائین پازیب کی صدائین
کیا ہی شبِ گذشتہ گذری ہی شور و شر مین

ہے آج سبزۂ خط رخ پر تو کل نہو گا
یہ نقص عارضی ہے اوس غیرتِ قمر مین

اوس گل کو نامہ خط گلزار مین جو لکھا
تارِ نظر سے باندھا بلبل کی بال و پر مین

اچھا نہین ہی اسے بت دیدار عام کرنا
مشہور ہے نظر کا ہے خوف رہ گذر مین

بلبل کا خون کرکے آخر سزا کو پہونچا
ہے ہاتھ باغبان کا صیاد کی کمر مین

شکلِ فلک زمین پر رہتی ہی مجکو گردش
اک مہ کی جستجو مین دن رات ہون سفر مین

پایاب بھی یقین ہے ہو جائیگا سمندر
باقی نہ جب رہین گے اشک اپنے چشم تر مین

کاکل سے دل جو چھوٹا چاہِ ذقن مین ڈوبا
موجِ نفس سے بچکے نکلا تو گھر گیا بھنور مین

قاتل جو مہربان ہو جائے جنون کی وحشت
جبتک یہ سر ہی تن پر سودا ہے اوسکے سر مین

خارِ غم چبھ رہا ہے یون دلِ بیتاب مین
پیچ کھائے جس طرح تنکا کوئی گرداب مین

گرد پھرتی ہی حسرت ہر دلِ بیتاب مین
دیکھکر وہ عکس آئینہ بھی ہے گرداب مین

زیست کا جلوہ ہی کم اور موشگافی ہی بہت
ڈھونڈھین کیا سوزن فروغِ رنگِ شستِ تاب مین

سوزِ غم سے پھک رہا ہی جسم جلنے کا ہی خوف
مردمِ چشم اسلیئے ہین آنسوون کے آب مین

جانتا ہی کون انسان کے سوا ناز و نیاز
عاشق و معشوق کیا ہوتے نہین ہین دواب مین

اہلِ غفلت کو ہی کیا اسبابِ دنیا سے غرض
دیکھنے کو حاجتِ عینک نہین ہی خواب مین

یاد مین اوس ماہ رو کے بسکہ خون رویا ہون مین
سیکڑون ڈوبے پڑے ہین چادرِ مہتاب مین

ہائے خم پر کرتے ہین مستی مین سجدے سیکڑون
فرق لاتے ہین کوئی ہم بادہ کش آداب مین

بار خاطر بھی نہین ہے جامۂ عریان تنی
یہ سبک وشی کہان ہو قاقم وسنجاب مین

جو نبار چشم سے ہی جسقدر مژگان نمین نم
ایسی شادابی کہان ہی سبزۂ شاداب مین

ہی نزاکت سے نگہ اوس گل کو خار پیرہن
نرمی تن اوسکی کب مخمل نے دیکھی خواب مین

نقش ہستی کا ہمارے دیدۂ تر سے مٹا
جسم تھا لاغر نہایت بہ گیا سیلاب مین

مردے زندے ہو گئے وہ صاف دندان دیکھکر
آب حیوان ہی مگر ان موتیونکی آب مین

زلف کی صورت نہ کھاتے عمر بھر ہم پیچ و تاب
تاب اگر ہوتی سر مو اس دل بیتاب مین

ہر گھڑی پیش نظر ہوتا جمال یوسفی
کاش رہتی حشر تک چشم زلیخا خواب مین

دیکھتے آئینہ رو تجھکو تو فرط رشک سے
ڈوب مرتے عکس اونکے آئینونکی آب مین

روح آئے جسم مین اوس لب کا جب بوسہ لیا
شیرۂ جان تھا مگر اس شربت عناب مین

پنجۂ مژگان سے یون ہین اشک بہتے ہین یہان
پانچ دریا ملکے جیسے ہین روان پنجاب مین

سر سے لیکر ناخن پا تک ہی بیتابی مجھے
غرق گویا ہو گیا ہون مین چہ سیماب مین

اس کشاکش سے یہ چھوٹے کس طرح آ بحر حسن
پھنس گیا ہی ماہی دل زلف کی قلاب مین

فوج غم کو دیکھکر طوفان اوٹھایا چشم نے
صاف اوتر آتی وگرنہ فوج یہ پایاب مین

آبرو ریزی کسے منظور کم ظرفون سے ہی
چاہ سے لے کون پانی کوزۂ دولاب مین

فیض جو سالک مین ہے مجذوب مین ہرگز نہین
جوش جو دریا مین ہے کب ہو کسی تالاب مین

توڑ کر حلقے جو صحرا کو نکل جاؤگے تم
فرق آئیگا جنون زنجیر کی آداب مین

کیا غضب ہے ضبطِ اشک آنکھون سے ہو سکتا نہین
اور نہین وحشت سے اوس ظالم کی رو سکتا نہین

چشمِ گریان کے مقابل ابر ہو سکتا نہین
وہ غبارِ خاطرِ محزون کو دھو سکتا نہین

منعمون کی ہمسری بیسود ہے نادار کو
جزر و مد تالاب مین دریا کا ہو سکتا نہین

باغبان اوس مہروش کا گوندھتا زیور مگر
پھول وہ تارِ شعاعی مین پرو سکتا نہین

ناتوانون کو قوی آزار کیا پہونچا سکین
بحر کا طوفان حبابون کو ڈبو سکتا نہین

تربیت نافہم کی ہے کوششِ بے فایدہ
جانور تعلیم سے انسان ہو سکتا نہین

کیا سمندر کر سکے گا چشمِ گریان کو خجل
آبرو دریا کی آبِ چاہ کھو سکتا نہین

جب کہا مین بے اجل مرتا ہون بولے ہنس کے وہ
جان اپنی بے قضا انسان کھو سکتا نہین

کیون ہنسین ہمدم نہ مجھ محزون کو گریان دیکھکر
چوٹ بے دل پہ لگے انسان رو سکتا نہین

آسمان اہلِ زمین کو پیستا ہے بے سبب
انتقام اسکا زمین سے خاک ہو سکتا نہین

کشتیِ تن جبتلک حکمِ خدا سے ہے روان
نوح کا طوفان بھی اسکو ڈبو سکتا نہین

دفعتاً جلنے سے پروانے کے یہ ثابت ہوا
شمع سان گھل گھل کے اپنی جان کھو سکتا نہین

تخمِ الفت کس طرح مجکو عزیزِ دل نہ ہو
یہ وہ دانا ہے کہ دہقان جسکو بو سکتا نہین

آنکھہ لگتے ہی جگا جاتے ہین آکر خواب مین
ایک ساعت بھی شب فرقت مین سو سکتا نہین

جامۂ وحشت پنہاتی جنون کو عشق نے
اس لئیے اشکون سے وہ دامن بھگو سکتا نہین

پھنسے دھوکے سے دام الفت زہرہ شمائل مین
ہوئے محبوس ناحق دیدہ و دل چاہ بابل مین

جگہ میری نتھی باقی جو میر یار کے دل مین
رقیبون نے نہ دی جا بیٹھنے کو اوسکی محفل مین

کہون کیا بیقراری ہے جگر کے ساتھہ جو دلمین
کوئی بسمل طپان ہو جسطرح پہلوئے بسمل مین

گلا کاٹین چھری سے اپنے خود صیاد و گلچین
خدایا اس طرح دکھادے اثر آہ عنادل مین

چرا کر دل ہمارا کس مصیبت مین پھنسایا ہے
پھنسے دزد حنا یوہین الٰہی دست قاتل مین

برا مجکو کہین اغیار کچھہ اسکی نہین پروا
کسی صورت تو آوے ذکر میرا اوسکی محفل مین

کیا محتاج ہمکو اجرت تحریر قاصد نے
ہوئی برباد کیا دولت رسل مین اور رسائل مین

نہ چھوٹین تا قیامت یاالٰہی یہ چھڑانے سے
ہمارے خون کے دھبے رہین دامان قاتل مین

مین دیوانہ ہوا ہون عشق مین اوس زلف پیچانکو
عجب کیا قید وہ ظالم کرے طوق و سلاسل مین

نہین لازم سمجھنا آشنا نا آشنایون کو
وہی ہے آشنا جو ہو شریک حال مشکل مین

کف پا سے ترے اے مہروش گرتا مقابل مین
اگر نقص کلف ہوتا نہ روئے ماہ کامل مین

حبابون کو کنار بحر فرقت مین اگر دیکھا
یہ سمجھا مین کہ تنہا لے پڑے لب ہا ساحل مین

لگائے تیغ وہ کچھ قتل ہونیکی نہین دہشت | یہ ڈرتا ہون نہ پیدا درد ہو بازوئے قاتل مین

ہزارون بار دیکھا ہی شکست فاش کھائی ہی | رخ جانان کے جب آیا ہے آئینہ مقابل مین

ہوئے اشوق مجنون کیون نہین پروا اولت دیتے | کہ دیکھی اک نظر بیٹھے ہوئے لیلی کو محمل مین

نکالے بھی گئے صحبت سے اکثر جھڑکیان کھائین | اوٹھائین ذلتین کیا کیا نہ ہمنے اوسکی محفل مین

رخ پر نور پر اوسکی ہی دہشت خط نکلنے کی | گہن لگتے ہوئے دیکھا ہی اکثر ماہ کامل مین

یقین ہی چار دنمین خم دبجو دبت ام ہو جائین | اگر زنار کا ڈورا پڑے تسبیح عامل مین

دف و چنگ و رباب و ارغنو جام و مے و ساقی | بڑے ساماں کیے ہین جمع اوسنے اپنی محفل مین

تماشائے جہان دیکھا کرو نمین کنج عزلت مین | الٰہی جام جم کا دے اثر کشکول سائل مین

اگر سودے کی شدت مین کریگا قتل وہ مجھکو | پڑینگے خون کی گرمی سے چھالے تیغ قاتل مین

محمد تا محمد نور کی ہین صورتین یکسان | بڑے چھوٹے کا گو ہی فرق قرآن و حمائل مین

جنون کیا پھوٹکر روئے وہ حال زار پر میرے
کف پا مین پڑے جب آبلے طے منازل مین

خفا ہے وہ منایا چاہتا ہون | مقدر آزمایا چاہتا ہون

کسی جا دل لگایا چاہتا ہون | نیا نقشہ جمایا چاہتا ہون

شگفتہ یہ زمین لے آسمان ہی | مین باغ ارمین لگایا چاہتا ہون

گل مضمون سے ہو گلزار جنت | اسے ایسا بنایا چاہتا ہون
کسی صورت تو چین دل لگی ہو | بتون کو مین بنایا چاہتا ہون
بھرا کرتا ہون تیرا ہر نفس دم | تجھے تجھسے خدایا چاہتا ہون
ہوا پھر دل کو عشق طاق ابرو | مین پھر کعبہ کو جایا چاہتا ہون
جو بھڑکاتے ہین میرے شعلہ رو کو | مین اونکا گھر جلایا چاہتا ہون
غنی کر فقر کی دولت سے یارب | کہ بے مایا ہون مایا چاہتا ہون
مزارون کے نشان ارض نجف پر | فلک جا کر بنایا چاہتا ہون
مجھے بھی ضعف پیری مین جوان کر | کہ یوسف کو خدایا چاہتا ہون
جلایا ہے بہت اک شمع رو نے | اوسے مین بھی جلانا چاہتا ہون
یہی کہتا ہے دل کوئے بتان مین | کہ مین قابو سے جایا چاہتا ہون
نہین عقل و حواس و ہوش بر جا | مدد تجھسے خدایا چاہتا ہون
جو آنا ہے تو جلدی نامہ بر آ | نہین مین جی سے جایا چاہتا ہون
خطائین کی ہین جو عشق بتان مین | خدا سے بخشوایا چاہتا ہون
جو ہنستے ہین مرے حال حزین پر | اونھین رو کر رولایا چاہتا ہون
نہین حرص و ہوا کا کام دل مین | اسے کعبہ بنایا چاہتا ہون

کھنچی اوس ترک کی ہے تیغ ابرو
گلے اپنے لگایا چاہتا ہون

کہانتک سوئیگا ای بخت خفتہ
تجھے مین اب جگایا چاہتا ہون

جو بُت ناخوش ہین اپنے گھر ہین خوش
خوشی تیری خدایا چاہتا ہون

بہار آئی ہوا پھر جوش وحشت
جنون صحرا کو جایا چاہتا ہون

بہار آئی اسیرانِ قفس فریاد کرتے ہین
پریزادون کے وحشی دشت کو آباد کرتے ہین

جو سیرِ باغ مین وہ قدِ بالا یاد کرتے ہین
تو ہم زیرِ صنوبر نالہ و فریاد کرتے ہین

نہین بیوجہ عاشق نزع مین دلشاد کرتے ہین
خوشی اس بات کی ہے اب ہمین وہ یاد کرتے ہین

گلونکو توڑ کر دل توڑتے ہین عندلیبونکا
یہ گلچین کام وہ کرتے ہین جو جلاد کرتے ہین

پریرو تیرا دیوانہ جہان مین کون ہے ہمسا
کہ گلیون مین ہماری جستجو حداد کرتے ہین

صنوبر کے قدِ بالا پہ نازان ہے بہت قمری
کوئی معشوق ہم بھی غیرتِ شمشاد کرتے ہین

اوڑایا کرتے ہین بےپر کی عاشق کے جلانیکو
پریزادون کی کیا تقلید آدم زاد کرتے ہین

یہ گلگر و قطعہ کرتے ہین جو باغ آرزو میرا
ریاضت عمر بھر کی بے سبب برباد کرتے ہین

کہین محروم رہ جائین نہ دولت سے شہادت کے
ہمارے قتل مین کیون دیر یہ جلاد کرتے ہین

کرون فریاد یارب کس سے تیغ کو ترک لشکر کی
ستم توسن سے میری خاک کو برباد کرتے ہین

بصد شوق و تمنا ہم جو مشتاق شہادت ہین
تو اوثنا خون بہا ہے سے طلب جلاد کرتے ہین

ہوے گیسوے جانان مین ہو شوق گرفتاری
خوش آمد تیری ہم اسواسطے جلاد کرتے ہین

بتون کے دید بیشک قدرت حق کا تماشا ہے
نئے ناز و ادا یہ دم بدم ایجاد کرتے ہین

بحل کرتا ہون اپنا خون مین شوق شہادت مین
ترود خون بہا کا کس لیئے جلاد کرتے ہین

او تارو نگاہ لا شیشے مین کبھی دختِ رز کو
کہ اکثر اپنے قابو مین بشر ہمزاد کرتے ہین

رخ گل زرد ہے آنسو بھرے ہین چشم نرگس مین
چمن مین بلبلونکو ذبح کیا جلاد کرتے ہین

خطائین عفو ہوتی ہین کہین ملتی ہے سزا ہمکو
ہمارے حق مین اب دیکھین وہ کیا ارشاد کرتے ہین

اسیری سے خدا محفوظ رکھے عندلیبون کو
کہ سر گوشی چمن مین باغبان صیاد کرتے ہین

مگر ہے آمد اے جنون فصل بہاری کی
جو دیوانے تلاش خانۂ حداد کرتے ہین

جان جانے کا محبت مین خطر کچھ بھی نہین
لاکھ سمجھائے کوئی ہمکو اثر کچھ بھی نہین

آبرو جسکی نہین ہے وہ بشر کچھ بھی نہین
آب جاتی ہے تو قدر گہر کچھ بھی نہین

تیرے کوچے کے سوا مدنظر کچھ بھی نہین
دین و دنیا کے دوسرا کی خبر کچھ بھی نہین

دل مرا چاہِ زنخدان مین گرا پڑتا ہے
ڈوب جانے کا اسے خوف و خطر کچھ بھی نہین

ہمسے کرتے نہین وہ رحم کو وعدے کیا کیا
یاد رہتا اونہین ہنگام سحر کچھ بھی نہین

روئے جاناں کے تصور میں یہ حیرت ہی مجھے　　آئینہ سامنے ہی پیش نظر کچھ بھی نہیں

ور گذر جانکی کرتا ہوں بتوں سے بخدا　　یہ نہ سمجھو مرے نالوں میں اثر کچھ بھی نہیں

آسمان لاکھ کرے کج روشی مستوں سے　　مہرباں پیر مغاں ہی تو خطر کچھ بھی نہیں

روبرو اوس رخ پرنور کے کیا شمع و چراغ　　بلکہ نور رخ خورشید و قمر کچھ بھی نہیں

خوف الزام جو نافہموں سے ہوتا نہ مجھے　　موشگافوں سے یہ کہتا وہ کمر کچھ بھی نہیں

موئے سر تک ہوئے طول شب فرقت سے سفید　　نظر آتے ابھی آثار سحر کچھ بھی نہیں

چشم مردم سے جو چھپ چھپ کے یہ کرتا ہی گناہ　　داہنے بائیں کے انسان کو خبر کچھ بھی نہیں

جوہری اوسکے ہمیں ہیں کوئی ہمسے پوچھے　　روبرو اوس در دندان کے گہر کچھ بھی نہیں

کور باطن ہیں جو اوسکو رگ گل کہتے ہیں　　دیدۂ اہل نظر میں وہ کمر کچھ بھی نہیں

سامنا لاکھ بلاؤں کا ہی ہر ایک قدم　　ہم یہ سمجھے تھے رہ عشق میں ڈر کچھ بھی نہیں

سرو گلشن پہ نکر بیٹھ کے کوکو قمری　　بے ثمر نخل ہی یہ اسمیں ثمر کچھ بھی نہیں

لاکھ جانباز ہوئے کوچۂ سفاک میں جمع　　ہوئی جنبش ادھر ابرو کو ادھر کچھ بھی نہیں

نہ وہ تیور نہ وہ چتون نہ وہ الفت کی نگاہ　　شب کے اقرار وہ وقت سحر کچھ بھی نہیں

نیست کو ہست سمجھنے سے بھلا کیا حاصل　　وہ دہن کچھ بھی نہیں ہے وہ کمر کچھ بھی نہیں

آئینۂ دل کا دکھاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں　　کیا کریں دیکھکے آئے جو نظر کچھ بھی نہیں

دینے کی باغِ محبت مین یانصیبت برسون
ہاتھ آیا مگر الفت کا ثمر کچھ بھی نہین

دُرِ دندان سے مقابل لبِ لعلین کے حضور
رنگ یاقوت نہین آبِ گہر کچھ بھی نہین

مِسّی ہی لیا رب بیمار
[illegible]

دل کو لیکر مجھے آفت مین پھنسایا تمنے
جان دینے کے سوا اسکو مفر کچھ بھی نہین

لبِ مہ نوش تلک اوڑکے نہ آئی بطِ مے
شہرۂ تیز پری سنتے تھے پر کچھ بھی نہین

کیا ولا تشکل جرس فائدہ چلانی سے
تیرے نالون سے کسی دل پہ اثر کچھ بھی نہین

یہی وقت کی ہے بھاری شبِ اول ہمپر
صبح ہو جائے تو پھر خوف و خطر کچھ بھی نہین

قطرۂ اشک سے گر نوح کا طوفان نہ ہوتا
آبرو تیری پھر ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین

قبرِ احباب پہ فریاد و فغان سے حاصل
لاکھ چلائیے کوئی انکو خبر کچھ بھی نہین

ای جنون خوب نہین لالہ رخون کی الفت
اسے حاصل تمہین جز داغِ جگر کچھ بھی نہین

خدا کے فضل سے کیا خوب ہم تقدیر رکھتے ہین
علی کی دوستی منصب بلا رم جاگیر رکھتے ہین

ہمیشہ دیدۂ تر خاطرِ دلگیر رکھتے ہین
ہم آب و گل مین عشقِ حضرتِ شبیر رکھتے ہین

پس مُردن ہمارا اگر بلا ہو یا نجف مدفن
یہ تجھسے التجا ای مالکِ تقدیر رکھتے ہین

درِ خلد برین تک انبیا لینے کو آئینگے
غلامانِ علی کیا پیشِ حق توقیر رکھتے ہین

ہمین دشوار سر کرنا ہو گیا ملکِ قناعت کا
رگ و پے مین ولائے شاہِ خیبر گیر رکھتے ہین

محبتانِ علی سے پرسشِ اعمال کیا ہو گی
سندِ عفوِ جرائم کی خطِ تقدیر رکھتے ہین

[illegible]
جگر پر داغِ شمعِ طور کی تنویر رکھتے ہین

کبا ہی منتخب نقشہ یہ عالم کے مرقع سے
نجف کی ہر گھڑی پیشِ نظر تصویر رکھتے ہین

نمایان جہان کٹ کٹ کی ذکرِ ضربِ حیدر سے
خجالت کھینچتے ہین میان مین شمشیر رکھتے ہین

علی کے نام کے سیفی کا ہمکو ورد رہتا ہی
سپر رکھتے ہین پاس اپنے نہ ہم شمشیر رکھتے ہین

ملک بھی لکھ نہین سکتے ہین شمہ مدحِ حیدر کا
قلم کو ہاتھ سے اپنے دمِ تحریر رکھتے ہین

فقط یہ خاکساری سرکشون کی سر جھکاتی ہی
عملِ حب کا نہ رکھتے ہین نہ ہم اکسیر رکھتے ہین

شفاعت خواہ احمد مہربان خود داورِ محشر
غلامانِ علی کب خوفِ دامنگیر رکھتے ہین

برابر جان کے کیونکر نہ رکھین دل کو سینے مین
ہم اس شیشے مین خاکِ پاک کی اکسیر رکھتے ہین

خزان کے جائین دن یارب کہین فصلِ بہار آئے
قدم جوشِ جنون مین خواہشِ زنجیر رکھتے ہین

ادھر کھولی گرہ عقدے کھلے سارے ادھر دل کے
یہ خاکِ پاک کے ذرے بھی کیا تاثیر رکھتے ہین

مشرف اس برس ہون قبرِ اقدس کی زیارت سے
تمنا یہ جنون یا حضرتِ شبیر رکھتے ہین

کیون ولا نالہ و فریاد کرون یا نکرون
محنتین برسون کی برباد کرون یا نکرون

خانۂ دل تجھے آباد کرون یا نکرون
مسکن یار پریزاد کرون یا نکرون

سال بھر چپ ہی مین رہا خوف سے تیرے صیاد
موسم گل مین بھی فریاد کرون یا نکرون

ذبح کرتا ہی نہ تو مجکو رہا کرتا ہے
یہ گلا تجھسے مین صیاد کرون یا نکرون

موسم گل مین ہین پہنائی مجھے زنجیرین
بد دعا تجکو مین حداد کرون یا نکرون

ضد سے کرتا ہی مرے باغ کو ویران گلچین
باغبان تجھسے یہ فریاد کرون یا نکرون

جلوۂ روے صنم قدرت حق ہی زاہد
صفتِ حسنِ خدا داد کرون یا نکرون

اوس ستمگر نے تو نظرون سے گرایا ہی تجھے
خانۂ دل تری بنیاد کرون یا نکرون

باغ مین لائی ہی یادِ قدِ بالا اے دل
اک نظر مین سوے شمشاد کرون یا نکرون

کھینچکر کلکِ تصور سے صنم کا نقشہ
تجکو شرمندہ مین بہزاد کرون یا نکرون

بہر تسخیر پری ہوگی نظر سے غائب
جستجو مین تری ہمزاد کرون یا نکرون

کوہ و صحرا مین جو اے وحشتِ دل لائی ہی
رنجِ مجنون غمِ فرہاد کرون یا نکرون

لیکے آغوشِ تصور مین پریزادون کو
شاد اپنا دلِ ناشاد کرون یا نکرون

باز آتے نہین بت سنگدلی سے ہرگز
اپنے بھی دل کو مین فولاد کرون یا نکرون

مشورہ کرتے ہین یہ دل سے جنون سودے مین
سرخ رو نشتر فصاد کرون یا نکرون

شور بختی اک طرف خالی تباہی سے نہین
جو زمین شاہ نجف کی بادشاہی سے نہین

خوف جو زاغِ کمان کو روسیاہی سے نہین
پرسشِ اعمال شاید مرغ و ماہی سے نہین

ایک دم غافل ہین انکی خیر خواہی سے نہین
حضرتِ دل کو خبر میری تباہی سے نہین

طبعِ روشن کو تعلق کچھ سیاہی سے نہین
بندہ لبت دل مرا فضل الٰہی سے نہین

مجکو محشر مین کرین رسوا ادھر ہو جائینگے خود
خوف جھوٹی حضرتِ دل کی گواہی سے نہین

کاتبِ اعمال پھر تکلیف کرتے ہین عبث
جب مجھے انکار اپنی روسیاہی سے نہین

مار ڈالیگی مجھے سادہ مزاجی یار کی
حسن کو شوق لباسِ سرخ و کاہی سے نہین

ہجر مین گھبرا کے پہلو سے نکلجائیگا دل
کام اسکو اپنے گھر کی کچھ تباہی سے نہین

کیون نہو وردِ زبان تسبیح استغفار کی
کیا مجھے امیدِ بخشش عذر خواہی سے نہین

پاسبان فرقت مین دل کا مردم دیدہ رہے
یہ نہین امید ہرگز اس سپاہی سے نہین

بلبلِ مسکین کا ڈر گلچین کو ہو پھر کسطرح
خوف اوسکو جب گلون کی کج کلاہی سے نہین

پیر زال دہر نے چھوڑا نہ اک طفل و جوان
کچھ اسے شرم و حیا اس روسیاہی سے نہین

سینہ و قلب و جگر کو صاف کر دیتی ہے دو
برشِ تیغِ نگہ بھی کم تراہی سے نہین

موج دریا سے فقیرون کا بنا ہی بوریا
آبرو مین کم یہ بستر تختِ شاہی سے نہین

ہجر مین کس گل کے ہو پژمردہ خاطر اے جنون

دل کو کچھ فرحت نسیمِ صبح گاہی سے نہین

ایسا ارزان بھی زمانہ مین دلِ زار نہو
مفت بھی دون تو حسین کوئی خریدار نہو

تشنۂ خون جو ترے ہاتھ مین تلوار نہو
سر کبھی شوقِ شہادت مین مجھے بار نہو

اوس شہِ حسن پہ عاشق جو دلِ زار نہو
گل کی نظرون مین یہ بلبل کی طرح خار نہو

کیدِ خسرو سے جو فرہاد خبردار نہو
کس طرح کوہ کنی کرنے کو تیار نہو

حالِ دل غیر ہو پہلو مین جو دلدار نہو
زندگی ہجر مین کیونکر مجھے دشوار نہو

وا جو یہ دیدۂ دل آٹھ پہر رہتا ہے
چشمِ بد دور ترا روزنِ دیوار نہو

لبِ شیرین کو ترے قندِ مکرر سمجھون
وصل کی شب جو کسی بات پہ تکرار نہو

گردشِ چرخ سے گردش مین ہے اخترِ بخت
خاک چھنوائے زمین مجھسے جو ہموار نہو

ہجرِ دلبر مین بشر جان سے دق رہتا ہی
سب مرض ہون تپِ فرقت کا پر آزار نہو

خوفِ صیاد کا گلچین کا خزان کی دہشت
نعرہ زن باغ مین کیون بلبلِ گلزار نہو

دلِ بیتاب کی حسرت کوئی باقی نرہے
صحبتِ یار مین گر مجمعِ اغیار نہو

ہجر اوس گل کا کرے زار جو کانٹے کیطرح
ہی یقین دوشِ صبا پر بھی مرا بار نہو

سارے عالم کی نظر چشم زدن مین پھر جائے
راستے پر جو ترا ابروئے خمدار نہو

دردِ سر جائے پہ پروانہ ترے وحشی کا
سنگِ طفلان سے اگر اوسکو سروکار نہو

مین جو روتا ہون تو وہ ہنسکے یہ فرماتے ہین
مینہ برسنے مین بھی گیا برق شرر بار نہو

اپنے سایہ پہ یہ مجھ زار کو ہوتا ہے گمان
اوس پہ پریون کا کہین سایۂ دیوار نہو

حال وحشت ہو جہان مین نہ کسی پر ظاہر
ضعف سے گرمی زنجیر مین جھنکار نہو

آسیائے فلک پیر سے بڑھکر ہے یہ
گر زمین حکم خدا سے تہ کہسار نہو

اس لیئے غول مین رہتا ہون مین دیوانون کے
منتشر فوج ہو گر فوج کا سردار نہو

در جانان پہ اسی جا کے مین دم ٹیکونگا
سر شوریدہ مری دوش پہ بیگار نہو

نامۂ شوق ہے اک غنچہ دہن کو لکھنا
کس طرح پھر مجھے مشق خط گلزار نہو

گردش نجم مقدر سے یہ وحشت ہے جنون
چرخ کی طرح زمین در پئے آزار نہو

برنگ شیشہ یہ ساقی ہے آرزو مجھکو
پلا دے بادۂ گلرنگ تا گلو مجھکو

اگر دکھاے نہ اپنا جمال تو مجھکو
نظر مین بزم جہان ہو مقام ہو مجھکو

چو ناتوان کرے اوس گل کی جستجو مجھکو
نسیم آہ پہ پھرے لیکے کو بکو مجھکو

مجاز مین ہے حقیقت سے گفتگو مجھکو
گلاب کے گل کاغذ سے آتی بو مجھکو

ہو نصیب نہ خلوت مین ہمسخن کوئی
رہی ہے شکل نہالی سے گفتگو مجھکو

اسیر ہو کے ہر اک غم سے ہو گیا آزاد
کیا یہ زلف نے ممنون موبمو مجھکو

مین ہاتھ جان سے دھو کر کرون تجھے سجدہ — کہ اس نماز مین یہ چاہیے وضو مجھکو

مین جسپہ جان دون جانے وہ دشمن جانی — مین جسکا دوست ہون سمجھے وہی عدو مجھکو

بغیر تیرے اگر جاؤن باغ مین اے گل — دکھا رہی ہے کھینچ کے شمشیر آب جو مجھکو

مین آفتاب قیامت کسطرح سمجھون — جلا رہا ہے قیامت وہ ماہرو مجھکو

ستارہ بخت کا میرے مگر ہے کیا مریخ — ملا ہے اس لئے معشوق شعلہ رو مجھکو

وضو کو آب دیا ہے چشم تر کو وہ زنہار — نہ دیگا مصحف رخ چھونے بے وضو مجھکو

وہ کون جا ہے تری جس جگہ تلاش نہین — وہ کون گھر ہے نہین جسمین جستجو مجھکو

یہ کسکا دیکھا ہے جلوہ کہ ہون مین خود رفتہ — گلستان کشان لیے جاتی ہے آرزو مجھکو

مین دیکھتا ہون یہ گلزار چشم عبرت سے — فریفتہ نہین کر سکتی رنگ و بو مجھکو

صفاے تہنگ کے آگے ہین آب گہر — ملی یہ لذت دندان سے آبرو مجھکو

حرم سے دیر مین لے آئی ہے کشش تیری — صنم بہت تھی پرستش کی آرزو مجھکو

ملیگا رزق طلب سے سوا بغیر طلب — لب سوال کو کرنے تو دو رفو مجھکو

خوشی سے جامہ مین پھولا نہ پھر سماؤن مین ز — صبا سنگھا تو جو اوس شاخ گل کی بو مجھکو

تعلقات جہان سے ہوا فراغ نصیب — ترے سوا نہین اب کوئی آرزو مجھکو

سزا گناہون کی دین شوق سے نہین ہے ڈر — کہین بلائین تو وہ اپنے روبرو مجھکو

غنی ہون عشق کی دولت سہی پر تلاش تری
گدا کی شکل پھر آتی ہے کو بکو مجھکو

ترا ہی ذکر زبان پر ہی خواب ہی نہ خورش
کیا ہی عشق نے کیا فرشتہ خو مجھکو

تمھاری حسرتِ دیدار ہی فقط باقی
کسی طرح کی نہین اور آرزو مجھکو

تبِ درون سے ہی شعلہ کا خاصہ مجھ مین
جلا جلا وہ پکاری جو جاے چھو مجھکو

وہ بادہ کش ہون کم و بیش مین تمیز نہین
ہین ایک شیشہ و جام و خم و سبو مجھکو

دہان زخم کا یہ ہی کلام قاتل سے
زبانِ تیغ سے کرنی ہی گفتگو مجھکو

نماز عید پڑھون مین بھی ساتھ ساقی کے
جو می سے کرنے دے پیر مغان وضو مجھکو

مخل نہ سمجھکے اوٹھاتے ہو اپنی محفل سے
ذلیل کرتے ہو غیرون کے روبرو مجھکو

نہ بت کدے مین معطل رہا نہ کعبہ مین
رہی ہی دونون جگہ تیری جستجو مجھکو

یقین ہی مجھے دیدار بھی دکھاؤ گے
کہ دی تمھین نے ہی یہ اپنی آرزو مجھکو

شبِ وصال جو کہنا ہی اوس سے کہلونگا
سکھائین حضرتِ دل کچھ نہ گفتگو مجھکو

کسی حسین کو جو دیکھا تو آپ مین نہ رہا
جنون ہوئی یہ زخود رفتگی کی خو مجھکو

جان جاتی ہی کبھو اونسے ادھر دیکھین تو
چار آنکھین نکرین ایک نظر دیکھین تو

اس تمنا مین کیا یار کو عریان ہمنے
نخل امید کا آنکھون سے ثمر دیکھین تو

غیر ممکن ہی لہو سوئین نہ آنکھین اونکی
میرے زخم دل وناسور جگر دیکھین تو

گردش اختر قسمت کو کرین خاک بیابان
مہربان تمکو ہم ای رشک قمر دیکھین تو

کونسے یاد نہین کھیل تماشے اسکو
دل ناداں کے کسی دن وہ ہنر دیکھین تو

وقت یارین کچھ کھاکے ابھی مرجائین
جان دینے مین مگر اپنا سفر دیکھین تو

جی مین آتا ہی کہ اک وار کرین بوسے کا
حال ہوتا ہی ترے رخ کی سپر دیکھین تو

قصد ہم خانۂ اغیار جلانے کا کرین
تجھ مین ای نالۂ پرسوز اثر دیکھین تو

آبرو سے صدف چشم مین رکھین مردم
دانۂ اشک سا پاکیزہ گہر دیکھین تو

سر سے طے راہ کرین شوق شہادت مین ہم
کوے جانان مین مگر شکل گذر دیکھین تو

رزق دیتا ہی وہ دانا سے سوا نادان کو
دین رازق کا ذرا اہل ہنر دیکھین تو

مثل خورشید چمک جاے ابھی اختر بخت
مہربانی کی نظر سے وہ ادھر دیکھین تو

بڑھ گئے یوسف سے بھی وہ طفل حسین حسن مین
چشم یعقوب سے ارباب نظر دیکھین تو

آپ کا مصحف رخسار ہی ایمان لیکن
کسی صورت اوسے ہم ایک نظر دیکھین تو

خندۂ چاک گریبان ہی دکھا ای وحشت
شب فرقت مین ہم آثار سحر دیکھین تو

سر کو دیوار سے ٹکراکے کرین چشمہ بپا
اونکو استادہ کسی دن پس در دیکھین تو

نور کو دخل نہین اپنے سیہ خانہ مین
کسطرح آتے ہین یان شمس و قمر دیکھین تو

حلقے آنکھوں کے سمجھکر ابھی در آئینگے
مردم دیدہ ترے روزن در دیکھین تو

قابل بندش مضمون کمر ہین کہ نہین
دیدۂ فکر کی ہم تار نظر دیکھین تو

ساتھ اشکون کے کسی دن تو نکل آ باہر
آنکھ سے ہم تجھے ای لخت جگر دیکھین تو

ہی یقین دل کے جنون دشمن جان ہوجائین
پر اوسے یار سے آمادۂ شر دیکھین تو

یہ تم عاشق کشی مین کسکی اب تقلید کرتے ہو
جلے گر شمع سے پروانہ بھی تو عید کرتے ہو

کہان فرصت ہی اتنی آنکھ اوٹھا کر جو ہمین دیکھو
طلسم حسن آئینہ مین جیسے دید کرتے ہو

تمنائے شہادت کے نہین اسرار سے واقف
جو میرے قتل کی جلاد سے تاکید کرتے ہو

خدا کے قہر سے ڈرتے نہین ای واعظو ہرگز
کہ ہم رندون کو تم رحمت سے ناامید کرتے ہو

زمین و آسمان کا فرق اصل و نقل مین پایا
تم اوس عارض کی مہر و ماہ کیون تقلید کرتے ہو

کلام ای جان وہ کرتے ہو کہ جسم فہم قاصر ہو
سخن ضد سے مری تم کوئی بے تعقید کرتے ہو

تجلی زار جلوی سے تمھارے کیون نہ عالم ہو
ضیائے رخ سے آئینہ کو بھی خورشید کرتے ہو

خجل کیا گفتگو کرکے سر محفل مین ہوتا ہون
مری ضد سے رقیبون کے جو تم تائید کرتے ہو

دوئی کا رستہ زلف دوتا سے تم بتاتے ہو
قد یکتا سے ظاہر معنی توحید کرتے ہو

لگاتے ہو جو صندل درد سر مین آگ لگتی ہی

جنون تم خون سمندر کا مگر تضمید کرتے ہو

کچھ چڑھے ہیں یہ بہت آپ کے سر پر گیسو
میں یہ ڈرتا ہوں کہ ہو جائیں نہ ابتر گیسو

وصل کی شب جو ڈراتے ہو دکھا کر گیسو
کیا نگل لینگے مجھے صورت اژدر گیسو

تم سکھاتے تو ہو ایمن ہو نہا کر گیسو
نکہت زین و فستہ عالم کہیں ابتر گیسو

ناخن فکر سے کھلتا نہیں عقدہ اسکا
کیوں سلجھتے نہیں ہمسے وہ الجھکر گیسو

بارہوان سال ہے یہ نام خدا منت کا
اب وہ بڑھوائینگے درگاہ میں جاکر گیسو

چار سو حسن کا عالم میں اڑا ہی شہرہ
اوس پری رو کے لیئے بن گئے کیا پر گیسو

یہ نہ سمجھا تھا بناتے ہی بگڑ جائینگے
کیا پریشان ہیں ہوا آپ کے چھوکر گیسو

منہ پہ رکھ دیتا ہوں منہ دل کی جو بیتابی سے
عرقِ شرم سے ہو جاتی ہیں سب تر گیسو

میں یہ سمجھا کہ سکندر کی ہے یہ چینِ جبین
جب نظر آئے وہ آئینہ کے اندر گیسو

رخ پہ آتی نہیں بیوجہ ہوا سے اوڑکر
مجکو برباد کرینگے یہ مقرر گیسو

حلقے انکے ہیں کہ دریائے محبت کے بھنور
آبرو میں ترے موجوں سے ہیں بہتر گیسو

مرکے چھٹنا ہو جسے انمیں گرفتار وہ ہو
مجھے ڈراتے ہیں یوں اپنے دکھا کر گیسو

گل ہے خوشبو گلِ رخسار ہے غنچے سے دہن
ہیں کہیں یہ بھی سنبل و ریحان سے معطر گیسو

نہیں بیوجہ مری جان یہ الجھن دل کی
غیر سے تمنے سلجھوائے مقرر گیسو

بت نہ اندھیر کرین گھر مین خدا کی برپا — مسجدون مین یہ نہ کھولا کرین جا کر گیسو

مہرِ تابان کے مقابل وہ رخِ روشن ہے — کیون نہ پھر تارِ شعاعی کے ہون ہمسر گیسو

انکی الفت نے مجھے روزِ سیہ دکھلایا — شبِ دیجور سے بھی ہین کہین بڑھکر گیسو

ہے خطا مشکِ ختن سے اونھین نسبت دینی — ہین کہین عنبرِ سارا سے معطر گیسو

مول بیوجہ کی لے کون لڑائی تجھسے — دردِ سر کون خریدے ترے چھو کر گیسو

اپنی حلقون مین بہت رکھتے ہین عشّاق کے دل — کہین بنجائین نہ دودِ دلِ مضطر گیسو

وہ ہے افشان کے ستارون کی طرح جب چمکے — آسمان کے نظر آئے مجھے ہمسر گیسو

اے فلک انکو کبھی ہمنے نہ دیکھا سیدھا — کسی عاشق کے ہین شاید کہ مقدر گیسو

یون بناؤن اونھین گتھجائین پریشان ہو کر — رخ پہ بیٹھے ہین جو یہ دھونی رما کر گیسو

خانہ بربادیِ عاشق تو ہے اک کھیل اونھین — ہین غضب آپ کے ان روزون ہوا پر گیسو

اژدہا حضرتِ موسیٰ کا عصا بنتا تھا — ہو گئے معجزۂ حسن سے اژدر گیسو

خودنمائی کا غضب انکو پڑا ہے لپکا — کبھی آتی نہین آئینہ کے باہر گیسو

پھر کبھی سورۂ واللیل نہ نازل ہوتا — مصحفِ رخ پہ نہ رکھتے جو پیمبر گیسو

جنکی آتی ہے قضا انمین جنون پھنستا ہے — کم نہین دامِ اجل سے وہ ستمگر گیسو

اپنے قاتل کا پڑھینگے دم محشر نامہ
ہو شہیدوں کے لیے خون کا محضر نامہ

غیر کی شوخی سے لکھتا نہ ستمگر نامہ
جان دونگا مجھے ہو جائیگا خنجر نامہ

یار کو دیجیو قاصد مرا جا کر نامہ
ہاتھ میں غیر کے دینا نہ برادر نامہ

مجھکو لکھے جو خط نسخ میں دلبر نامہ
کسطرح سمجھوں نہ قرآن کے برابر نامہ

تمنے جو دست حنائی سے لفافہ کھولا
لیگیا دزد حنا صاف چرا کر نامہ

عشق نے مجھکو یہ تاثیر عنایت کی ہے
شہپر شوق سے اوڑ جاتا ہے اکثر نامہ

اوسکی تحریر کو تقدیر کا لکھا سمجھوں
ہاتھ سے اپنے جو لکھے مجھے دلبر نامہ

نامۂ شوق کا عاشق کو جو لکھے وہ جواب
اوس غنچۂ حسن کا آتا ہے سر بمہر نامہ

شکر صد شکر کہ قاصد کا بھی احسان نہ ہوا
اوس سلیمان کا پری دیگئی آ کر نامہ

ہوگیا صاف یقین مجھکو ہما کا اوسپر
اوس شہ حسن کا لایا جو کبوتر نامہ

ہے یقین قید کریگا وہ ستمگر مجھکو
خط حد اوس میں لکھتا ہے اب اکثر نامہ

برسوں گذری کو ہے قاصد نہیں ملتا مجھکو
بیٹھا رہتا ہوں سرراہ میں لیکر نامہ

سیل گریہ سے نہ ہے آہ جگر سوز سے ڈر
ناؤ ہے پانی میں ہے آتش میں سمندر نامہ

حال وارفتگی کسو دیکھیں جو میں لکھتا ہوں
خواب میں آتا ہے لینے مرا اژدر نامہ

بلبل مست خوشی سے کبھی پھولا نہ سمائے
لکھے مینا و جو برگ گل تر پر نامہ

اوڑ کی دیجاتی ہی قاصد کبوتر جسے بطرے
دخت رز لکھتی ہی مستون کو جو اکثر نامہ

برسون ڈھونڈا کیا قاصد نملا خانۂ یار
شہر در شہر لکھا یا کیا چکر نامہ

آج کل سے بھی ہی بیتابی دل کی شدت
گر پڑا ہاتھ سے قاصد کے مقرر نامہ

جب لکھا جای قلم سے خط شوق
بط ہو اوڑ گئی مجھ مست کا لیکر نامہ

پڑھ چکے جب تو یہ قاصد سی وہ بولی ہنسکر
اب کھلا ہی کہ تھا شکوونکا دفتر نامہ

منع آنیکو لکھا تو نے جو ای آئینہ رو
ہو گیا میرے لیے سد سکندر نامہ

کیون ہو ای خبر اقبال سکندر سی تو
صلح کا پہلے ہی لکھنا تھا بلنگر نامہ

اوس شہ حسن کے نامہ کو پڑھا ہی جنے
دے جو کوئی تو نہ لون ہفت سکندر نامہ

رعب حسن شہ خوبان مین نہ آتا ہرگز
نامہ بر پھیر نہ لاتا کہین ڈر کر نامہ

مشعل ماہ عوض شمع کے دکھلای فلک
شکوہ لکھے جو وہ رشک مہ انور نامہ

خط کے پرزے نکر ای یار سلیمان ہون تیز
چاک کافر کا نکرتے تھے پیمبر نامہ

بس کر ای طبع روان بار نہو قاصد کو
قصہ طولانی ہی ہو جائیگا دفتر نامہ

اپنے لکھے کو جنون آپ مٹایا تو نے
جوش گریہ مین کیا آنسوؤن سے تر نامہ

عارضی الفت نہین ہی گیسوی دلبر کے ساتھ
تن پہ جبتک سر ہی یہ سودا ہی میرے سر کے ساتھ

اپنے قاتل کا نچھوڑونگا کبھی میں مرکے ساتھ
دم ہو وابستہ مرا اوسکے دم خنجر کے ساتھ

گرچہ پروانہ ہوں پر اوس شمع سے رہتا ہوں دور
دوری بھی ہو ازل سے میری بال و پر کے ساتھ

کیا سمجھکر تو نے بدلی شرط ای ابر بہار
تجکو ہمچشمی کہاں ہو میری چشم تر کے ساتھ

کہنے سے شیرین نگین دل کی تجکو ہو یکین
آزمائش دل کی کرنی تھی کیا پتھر کے ساتھ

ضعف سے پوشیدہ ہوں لیکن وہی ہو جذبۂ شوق
صورت ہمزاد ہوں میں ویں ہی پیکر کے ساتھ

تجھ میں مہ جبینوں کے نہیں مجکو سکون
کیا ہوئی ہو خلق گردش بھی مری اختر کے ساتھ

دیکھکر رخ پر تمھاری خال یہ کہتی ہو خلق
ساتھ ہو اختر اگر مہ کے تو مہ اختر کے ساتھ

یار خوش رفتار کو درکار کیا پازیب ہو
حسن پابندی نہیں کھتا ہو کچھ زیور کے ساتھ

بسکہ ہوں میں ناتوان میرا قدم اوٹھتا نہیں
سایہ کرتا ہو یہ پیش و پیش اتبو اس لاغر کے ساتھ

سوز دل اتبو زبان پر آچکا جو ہو سو ہو
پرورش اپنے سخن کی شمع سان ہو سر کے ساتھ

اے طبیبو فصد مجھ مجنون کی کھلوائے اگر
دم نکل جائیگا فوراً صدمۂ نشتر کے ساتھ

منزل مقصود میں تقدیر رہبر چاہیے
اس سے کیا حاصل اگر ہیں خضر و سکندر کے ساتھ

فوج خط کے گرد اوٹھے عارض شفاف پر
کہتے ہیں دستے بھی ترکوں کے ہیں اس لشکر کے ساتھ

ہو یقین ہمکو بھی اوس بت سے ملائیگا خدا
پوچھے جو محشر کو اوسکا حشر ہو محشر کے ساتھ

جسم میں بیکار ہیں اعضا اگر طاقت نہیں
قوت پرواز بھی لازم ہو بال و پر کے ساتھ

ہین جو دلِ صد چاک سے کرتا ہون شانہ زلف مین
سانپ کا قابو نہین چلتا ہی افسون گر کے ساتھ

کچھ یہان اسباب چھوڑا لیگیا ہمراہ کچھ
رہ گیا آئینہ حیرانی ہی اسکندر کے ساتھ

عین بیہوشی مین ہی دل کو خیالِ دورِ جم
چشمِ تر روتی ہوئی پھرتی ہی ہر ساغر کے ساتھ

مست ہو جیسے پیا ہی بادۂ خمِ غدیر
حشر بھی ہوگا جنون کا ساقیِ کوثر کے ساتھ

بادشاہون کو محبت کسقدر ہی زر کے ساتھ
شمع سان دینے کو سر موجود ہین افسر کے ساتھ

ہی یقین چھوٹیگا اسکا اور اوسکا مرکے ساتھ
کیا تڑپتا ہی جگر ہر دم دلِ مضطر کے ساتھ

عشقِ کاکل مین یہ بس شوقِ اسیری ہی مجھے
جوشِ وحشت مین پھرا کرتا ہون آہن گر کے ساتھ

دل مین دھڑکا تھا نہو برباد یہ دولت کہین
ابتو تیرے گنج اے قارون ہین تیرے سر کے ساتھ

سر کو چوکھٹ پر تمہاری رکھکے مرتا ہون مین
مجکو تکیہ چاہیے کیا خاک کے بستر کے ساتھ

دستِ نازک سے نہین کٹنے کا اے قاتل گلا
قوتِ بازو بھی کچھ ہو برشِ خنجر کے ساتھ

روتے روتے ہجر مین گر خشک آنسو ہو گئے
آبرو قلزم کی بھی جائیگی چشمِ تر کے ساتھ

بلبلِ مسکین کا نالہ گوشِ گل تک کب گیا
مفلسون کا عشق ہی بیسود اہلِ زر کے ساتھ

حرصِ دولت مین جہان کے چھانتے پھرتے ہین خاک
نیاریون کو کیا غضب ہوتی ہی الفت زر کے ساتھ

ساتھ ہی یون چشمِ فتان کے دلِ نادان مرا
جسطرح لڑکے پھرا کرتے ہین بازیگر کے ساتھ

ہو مجھے پامال لیے کشتِ تمنا کا یقین
سابقہ ہو دل کو جیسے عشقِ غارت گر کے ساتھ

مہربانی سے بتون کے خوف لازم ہو دلا
گر کبھی کچھ خیر کرتے ہین تو وہ بھی شر کے ساتھ

اس دلِ شیدا کی میری بدگمانی دیکھنا
اوڑ سکے گھر تک لیگیا مجکو بھی نامہ بر کے ساتھ

ہجرِ جانان مین نہ گھبرا کر نکل جانے کہین
اس لیے پھرتا ہون ہر دم مین دلِ مضطر کے ساتھ

خضر کی حاجت نہین ہمکو تلاشِ دوست مین
ڈھونڈھ جاتے ہین اوسکو دل سے ہم رہبر کے ساتھ

سوتیون سے اوس پری رو دندان کو گر تشبیہ دون
آبرو دانتون کی بھی جاتی رہی گوہر کے ساتھ

کاٹتا ہو وہ تو یہ کہتا ہو بلبل ای خدا
انگلیان صیاد کی اوڑ جائین بال و پر کے ساتھ

ایک مدت سے جو اوسکے دید کا مشتاق تھا
آنکھ میری کھل گئی ہنگامۂ محشر کے ساتھ

دل کا آئینہ کسی صورت صفا ہوتا نہین
پھرتے پھرتے ہو گیا حیران روشنگر کے ساتھ

شکوۂ گردش عبث کرتے ہین پیر اہلِ زمین
رنگِ گردون خود دگرگون ہو ہر اک چکر کے ساتھ

گل سے الفت بلبلون کی دیکھکر ثابت ہوا
جانور بھی عشق رکھتے ہین تو اہلِ زر کے ساتھ

لختِ دل بھی پنجۂ مژگان پہ ہون ای چشمِ تر
دیکھ تو کیا کیفیت لعلون کی ہو گوہر کے ساتھ

حضرتِ دلکو ہو الفت قصرِ تن سے اس طرح
ہو محبت صاحبِ خانہ کو جیسے گھر کے ساتھ

شمع کی نسبت کسی سے دی تو کیا بیجا کیا
ساتھ پروانے کے جلتی ہو وہ شوہر کے ساتھ

مر گئے گر عشقِ شاہِ تشنہ لب مین ای جنون

جام کوثر کے پیوگے ساقی کوثر کے ساتھ

جسطرح مجمع ہو تارون کا مہِ انور کے ساتھ
تھے فرشتے یون شبِ معراج پیمبر کے ساتھ

تھا لقب کرار جسکا حیدرِ صفدر کے ساتھ
عشق لازم ہے جوان مردونکو اوس ور کے ساتھ

جسطرح فردون کا لشکر ہو شہِ خاور کے ساتھ
بوترابی اسطرح تھے بدر مین حیدر کے ساتھ

تاکہ ظاہر ہو حبیبِ خالقِ یکتا کی شان
اسلیے سایہ تلک آیا نہ پیمبر کے ساتھ

ہین محمد علم خالق کے مدینہ در علے
ہین وہ داخل ہو الفت ہو جسے حیدر کے ساتھ

کون عالم مین کرے پھر ہمسری اوس شاہ سے
جسکو نسبت ہے یہ شہِ لولاک اپنے سر کے ساتھ

چاہ تک آئے تو بھاگے جان لیکر بزدلے
شیرِ حق کودا کوئین مین حکمِ پیمبر کے ساتھ

ایک عالم پر عیان ہے جنگ حیدر شل بدر
سارے لشکر کو کیا ترِ خون مین انتر کے ساتھ

مردِ قلعہ اے فلک تھا کون مثلِ بوتراب
تکیہ تھا ذاتِ خدا پر خاک کے بستر کے ساتھ

اے فرشتو تم ہمین کیا لیچلوگے حشر مین
چلنے پر طیار خود ہین حضرتِ جعفر کے ساتھ

ہمکو دیوانِ عدالت کی فرادشت نہین
حشر مین ہونگی علی سے صاحبِ قنبر کے ساتھ

حشر کی صورت نارِ دوزخ سے ہوا آزاد ہین
تھا جو وخواہے غلامی آلِ پیغمبر کے ساتھ

ہم سیہ کارون کی ہے یہ روز و شب حق سے دعا
ہو طلب محشر مین اپنے حضرتِ قنبر کے ساتھ

کس نے [illegible] ہے دیا [illegible] جو حیدر [illegible]
تیغ ہاتھ آئی خدا سے سنتِ پیغمبر کے ساتھ

قدسیون مین ہر طرف شور مبارکباد تھا | آسمان پر عقد زہرا جب ہوا حیدر کے ساتھ

کام کیا قارون سے کیا فرعون کیا شداد سے | رکھی نفرت ہی محبت ہی فقط بوزر کے ساتھ

ہم اوسی سے دو جہان مین طالب امداد ہین | حق نے بھیجا بہر نصرت جسکو پیغمبر کے ساتھ

ظاہر و باطن مین اکدم بھی نہوتے تھے جدا | جان و دل سے نفس پیغمبر تھے پیغمبر کے ساتھ

قبلۂ دنیا و دین کعبہ مین جب پیدا ہوے | ق | سر جھکایا سجدۂ خالق مین پیغمبر کے ساتھ

لائے باہر گود مین جب شاہ دین ہنستے ہوے | اختر اسلام کیا چمکا مہ انور کے ساتھ

حشر کے دن جب یہ پوچھیگا فرشتون سے خدا | ق | شہ کے ماتم دار ہین کیا شافع محشر کے ساتھ

دست بستہ عرض خالق سے کرینگے یون ملک | ساتھ کچھ شبیر کے ہین اور کچھ شبر کے ساتھ

سامنے جب اپنے بندون کو بلائیگا خدا | ق | ہوگی امت ہر نبی کی اپنے پیغمبر کے ساتھ

ساتھ ہونگے اپنے مولا کے غلامان علی | ق | اور شہ کی لونڈیان شبیر کی مادر کے ساتھ

شہ کے لشکر کی جو ماری عمر نے نامی جوان | ق | قصد لڑنے کا کیا حضرت نے اوس خودسر کے ساتھ

دیکھکر یہ معرکہ لشکر سے جھپٹا شیر حق | جا پڑا ابن سعید پر غصہ مین کر و فر کے ساتھ

فرق پر اک ہاتھ جو تیغ دو سر کا چل گیا | خود ٹوٹا سر سے گرا اوس پلیتن کے سر کے ساتھ

کیا صفائی ہاتھ کی تھی تیغ کا کیا کام تھا | آٹھ ٹکڑے چار آئینے کے تھے بکتر کے ساتھ

گو قیامت کا جنون محشر مین ہوگا معرکہ

تم مگر بیخوف رہنا شافعِ محشر کے ساتھ

محبت کا پایا ثمر رفتہ رفتہ
ہوا بار ور یہ شجر رفتہ رفتہ

ہوا جذبِ دل کا اثر رفتہ رفتہ
کہ آیا وہ خود میرے گھر رفتہ رفتہ

بہل جائیگا دل بہلتے بہلتے
مٹینگے یہ داغِ جگر رفتہ رفتہ

الٰہی مری طبع میں روشنی کو
ترقی ہو شکلِ قمر رفتہ رفتہ

حرم سے سوے دیر مشکل ہے اٹھے
ہوا ان بتوں تک گذر رفتہ رفتہ

کیا اوسکے کوچے میں آہ رسائی
صبا کی طرح سے گذر رفتہ رفتہ

رہی شام سے تا سحر دم شماری
شبِ غم ہوئی یوں بسر رفتہ رفتہ

ترے بارِ غم کو اوٹھاتے اوٹھاتے
خمیدہ ہوئی ہے کمر رفتہ رفتہ

وہ چھپ چھپ کے جاتے ہیں غیروں کے گھر میں
یہ پہونچی ہے ہمکو خبر رفتہ رفتہ

صدف کو نہیں تھی کہ دندان تمھارے
نہ لو آبروے گہر رفتہ رفتہ

دگرگوں ہوا اب دم بدم حال دل کا
بڑھا ہے یہ دردِ جگر رفتہ رفتہ

پھر اغیار آتے ہیں اوسکی گلی میں
کہیں پھر نہو شور و شر رفتہ رفتہ

زبس آتشِ عشق رہ رہ کی بھڑکی
ہوا داغ دل کا قمر رفتہ رفتہ

دیا ضعف نے ساتھ غربت میں میرا
جدا ہو گئے ہم سفر رفتہ رفتہ

ابھی تو شروعِ محبت ہی ناصح
نصیحت کرے گی اثر رفتہ رفتہ

بڑھی آبرو جوشِ گریہ سے اُسکی
سمندر ہوے چشمِ تر رفتہ رفتہ

عجب کیا ریاضت سے دائم جو لائے
نہالِ تمنا ثمر رفتہ رفتہ

جنون بخت دل ساتھہ اشکون کے نکلے
بہا خون ہو کر جگر رفتہ رفتہ

بڑھا سوزِ دل اسقدر رفتہ رفتہ
جلا ساتھہ دل کے جگر رفتہ رفتہ

گئی زلف وان تا کمر رفتہ رفتہ
یہان تک بڑھا دردِ سر رفتہ رفتہ

پہونچ جائینگے پیر ملکِ عدم کو
جوانون سے بھی پیشتر رفتہ رفتہ

جھڑی اشک کی قصرِ تن کو ہے آفت
گرائیگی دیوار و در رفتہ رفتہ

مناسب نہیں سرکشی اے جوانو
ضعیفی ہلائیگی سر رفتہ رفتہ

پھڑکتا ہی کیون مرغِ دل ذبح ہو کے
نکل آئینگے بال و پر رفتہ رفتہ

جلے استخوان ہیزمِ تر کی صورت
ہوا سوزِ غم کا اثر رفتہ رفتہ

یقین ہی کہ اوس مہر وش کا نظارا
جلائے گا تارِ نظر رفتہ رفتہ

گرے برگ نخلِ تمنا کی صورت
خزان مین مرے بال و پر رفتہ رفتہ

مری گرمیان دیکھکر شمعِ محفل
جلی شام سے تا سحر رفتہ رفتہ

گرایا اونہین دفعتہ آسمان نے
بنے تھے جو برسون مین گھر رفتہ رفتہ

نزاکت مین کچھ اتنی بڑھتی چلی ہے
رگ گل سے بھی وہ کمر رفتہ رفتہ

نہین یہ مقام پس و پیش چندان
جو پہونچے عدم ہم سفر رفتہ رفتہ

اوٹھا لیگیا سر پہ اکبار قارون
فراہم کیا تھا جو زر رفتہ رفتہ

کہین جوش گریہ سے طوفان نہ آئے
بہا اشک اے چشم تر رفتہ رفتہ

گئی عمر جتنی بڑھی اوتنی غفلت
جنون ہو گئے بیخبر رفتہ رفتہ

جان کب جسم مین خواہان شہادت نہ رہے
جیتے جی کب مجھے قاتل سے شکایت نہ رہی

عہد مین تیرے زبس رسم محبت نہ رہی
گاہ اور کاہ ربا مین بھی وہ نسبت نہ رہی

ضبط نالہ کی تری ہجر مین طاقت نہ رہی
تو ہی انصاف کر اب جائے شکایت نہ رہی

بسکہ پیری سے مری جسم مین طاقت نہ رہی
اب مرمت کی بھی قابل یہ عمارت نہ رہی

تجھپہ اک خلق ہوئی مثل زلیخا شیدا
حسن یوسف کے ترے عہد مین شہرت نہ رہی

سیر کو باغ مین وہ رشک چمن جبسے گیا
گل و بلبل مین جو برسون کی تھی الفت نہ رہی

خوان عالم مین جو خوش ذائقہ کھائے تھے طعام
سوچ کو اونہین ہے یاد ایک بھی لذت نہ رہی

ساتھ زخمون کے ہوے روزن دیوار بھی بند
یار کے دیکھنے کی اب کوئی صورت نہ رہی

بزم مین چہرہ سے اوس ماہ نے اوٹھی جو نقاب
کہدو پروانوں سے اب شمع کی حاجت نرہی

خط لکھا مین نے تو عارض پہ وہان خط نکلا
اوس سے کسطرح کہون خط و کتابت نرہی

درمیان سوز دروں نے نہ دکھائین کسدن
کب مری نبض مین شعلہ کی حرارت نرہی

رشک آتا ہے مجھے دیکھکے حالِ سیماب
جلسے میرے دلِ بیتاب مین طاقت نرہی

مثل پروانہ جلا آتشِ غم سے شب وصل
مجکو اے شمع رخو تمسے خجالت نرہی

عشق مین اوس لبِ جان بخش کے مرتا ہون مین
میرے نزدیک مسیحا مین حذاقت نرہی

بوسہ اوسکے لبِ شیرین کا نہین دے سکتے
کیا جبین نہ لبست مین اب اپنی حلاوت نرہی

شور برپا نہ رہا کب مری نالون سے وہان
کب مجاور ترے کوچے مین قیامت نرہی

مر گیا دیکھکے قاتل مین نزاکت تیری
ذبح کرنے کی مرے اب تجھے حاجت نرہی

محتسب توڑ نہ شیشہ یہ سمجھ لے ظالم
دخترِ رز ہوئی بے پردہ تو عصمت نرہی

مس حسنِ قدِ بالا سے تمہارے ہوا یجان
صحن مین خانۂ آئینہ کی وسعت نرہی

ان زخم کی صورت ہے ہمین خندہ وبال
ایک مدت ہوئی ہنسنے کی جو عادت نرہی

نرگسین آنکھین تصور مین جو اوس ابرو کے
قاب و قوسین کے بھی بیچ تو مسافت نرہی

گئے عشق مین اوس بت کی ہم ایسے لاغر
بار زنار اوٹھانے کی بھی طاقت نرہی

خود فلک روزِ ازل سے ہے جنون چکر مین

گردش بخت کی کچھ اوس سے شکایت نرہی

ظلم سے یار نے چھینا نہ وفا سے پہلے
دل مرا لیلیا دے دیکے دلا سے پہلے

خون بہایا نہ مرا تیغ جفا سے پہلے
ہاتھہ صاف اوسنے کیا ناز و ادا سے پہلے

جان و دل دونون پھنسے زلف مین تیری دیکھو
چھوٹتا کون ہے اس دام بلا سے پہلے

نالہ لب تک نہین پہونچا کہ اثر دکھلایا
گویی لگتی ہے نشانے یہ صدا سے پہلے

بسکہ مین طالب دیدار ہون تیرا ایسی قتل
اٹھونگا حشر مین ساری شہدا سے پہلے

لکھدیا نسخہ طبیبون نے کیا غور نہ کچھ
کرتے تشخیص مرض کاش دوا سے پہلے

زلزلہ ہے جو مرے قبر کو اب ڈرتے ہو
فتنہ بیدار کیا جنبش پا سے پہلے

کی رہ عشق مین نالون نے قیامت آخر
باتون باتون مین گئی بحث ورا سے پہلے

اتبو لیکا ہے غضب اونکو نظر بازی کا
نیچے رکھتے تھے نگاہین جو حیا سے پہلے

کس گل تر کی مین نکہت کا ہون مشتاق ایسا
ہر سحر باغ مین جاتا ہون صبا سے پہلے

پیشتر گیسوی مشکین سے رخ صاف چھوا
ہم گئے ملک حلب شہر خطا سے پہلے

اب جو دل مانگتے ہو ہم نہین دینے کا تمھین
کیا سمجھکر نہ لیا شرم و حیا سے پہلے

مثل گل چاک گریبان پہ مرے ہنستے ہو کیا
چاک موقوف کرو اپنی قبا سے پہلے

ہاتھہ اوٹھاتا ہون دعا کو تو یہ دل کہتا ہے
مانگتا کیون نہین اوس بت کو خدا سے پہلے

رزدی بوسہ پہ شوخی سے دھراؤ نہ مجھے
تو مچلیگا تو ذرا اور رضا سے پہلے

قتل کرنے سے ڈراتی ہو عبث آپ مجھے
کوئی مرتا نہیں دنیا مین قضا سے پہلے

دل ہی بیتاب بہت بوسۂ لب لونگا ضرور
عذر خواہی کیئے رکھتا ہون خطا سے پہلے

لیکے نالون کی قسم جور و جفا کرتے ہو
تمنے کھلوا لیئے بتیار دغا سے پہلے

نہ کیا عشق نے ممنون طبیبون کا جنون
ہوگیا کام تمام اپنا دوا سے پہلے

دل سے جان سے فہم سے ادراک سے
ہی تعشق اوسکی ذات پاک سے

فیض ذاتِ سید لولاک سے
بڑھ گئی قدر زمین افلاک سے

جو بنا ہی جام میری خاک سے
گردشین اوسکو سوا ہین چاک سے

دل لگائے کون اِس بیباک سے
باز آئے دختِ رز کی تاک سے

صنعتین اوسکی عیان ہین چارسو
آتش و آب و ہوا و خاک سے

نام تیرا نقش دل خود ہوگیا
جب نہ کندہ ہوسکا حکاک سے

حلقۂ گیسو ترا اے شہسوار
کم نہین ہی حلقۂ فتراک سے

آج کل نالان بہت ہی عندلیب
باغ مین صیاد تیری تاک سے

خون اپنا اپنی گردن پر لیا
دل لگا کر اوس بتِ سفاک سے

یار کے گھر کا پتا کسدن ملا
خط پھر آئے جا کی اکثر ڈاک سے

کان کتنے میری جانب سے بھرے
آج کچھ بیٹھے ہین وہ غمناک سے

زلف ناگن بنکے دل کو ڈس گئی
زہر اوترے گا نہ یہ تریاک سے

ہاتھ کب آتا تھا مضمونِ دہن
یہ معما حل ہوا ادراک سے

زلف مین پھنسکر ہوا مجبور دل
ہو سکے کیا بستۂ فتراک سے

دشمنِ جان ہو گیا وہ ماہرو
دوستو بیمہریِ افلاک سے

وہ زبان جلجائے جو تشبیہ دے
شمع کے شعلہ کو تیری ناک سے

یوسف کنعان کی بوے پیرہن
آتی ہے اے گل تری پوشاک سے

جبسے دیکھا یار کا بوٹا سا قد
سرو آتے ہین نظر کاواک سے

بحرِ الفت کے تلاطم ہین غضب
جھیلے جاتے ہین کوئی پیراک سے

دعوی ناحق کی پائی کیا سزا
پوچھ لو نمرود سے ضحاک سے

روز و شب پھرتے ہین تنگل آسیا
ہم زمین پر گردشِ افلاک سے

دست وحشت سے گریبانِ جنون
بڑھ گیا کچھ دامنِ صدچاک سے

عشق کے ساتھ ہی فرقت کی بلا بھی آئی
ملک الموت کے ہمراہ قضا بھی آئی

دیکھے سو رنگ جہان پر صفت آئینہ
کبھی چین اپنی جبین پر نہ ذرا بھی آئی

ہگئی قیس کو نظارۂ لیلی کی ہوس
پردہ محمل کا اوٹھنے نہ ہوا بھی آئی

بیر ابیمار کسی شکل سے اچھا نہوا
بارہا نوبت تعویذ و دعا بھی آئی

شتی اوس تیغِ تغافل کی تھی غافل یہی
پھک چکا صور نہ کانون مین صدا بھی آئی

ما کے غم خونِ جگر پی کے بسر کی اوقات
نہ ملا آب میسر نہ غذا بھی آئی

رے جانے سے یہ سنسان ہوئی بزمِ طرب
سو طرح ساز کو چھیڑا نہ صدا بھی آئی

صفیرانِ چمن کب مری لیتے ہین خبر
بوے گل لیکے قفس تک نہ صبا بھی آئی

ن گئے وصل کے آئی شبِ ہجران سر پر
عیش کی بدلی جو رت غم کی گھٹا بھی آئی

و خیان اونکی مگر قتل کو میری کم تھین
خون بہانے جو سرِ دست حنا بھی آئی

گے کب رشک و حسد کا تھا چلن دنیا مین
ساتھ آدم کے یہان حرص و ہوا بھی آئی

دینے جلوہ نہ دمِ نزع فقط دکھلایا
شکل ہوسی مرے کانون مین صدا بھی آئی

ر اوٹھا کر بھی نہ اوس رشکِ چمن نے دیکھا
سامنے اوسکے اگر گل کی قبا بھی آئی

ق مین تیری جو خود جان سے مرتا تھا وہ
قتل کرتے تجھے قاتل نہ حیا بھی آئی

ہی دشمن ہوئی ایسی ترے بیمار کی شکل
دیر تک روئے جو بالین پہ قضا بھی آئی

س ہوس قابلِ پرواز نہ جانا جو مجھے
فصلِ گل کی نہ خبر لیکے صبا بھی آئی

دوری قافلہ سے کب نہ جلا خرمن دل
بنگئی برق جو آواز درا بھی آئی

تیغ کیسی فقط اس رشک نے مارا مجکو
ساتھ میرے درِ قاتل پہ قضا بھی آئی

بیحجابی رہی جبتک کہ رہا نشۂ مے
آپ میں آئے جو وہ شرم و حیا بھی آئی

سخت ناداں ہیں وہ زاہد جو نہ توڑیں توبہ
فصل گل آئی گلستاں میں گھٹا بھی آئی

شمع پروانوں نے جل جل کے بجھا دی آخر
ساتھ مقتول کے قاتل کی قضا بھی آئی

رات بھر بلبل شیدا کئے نالے کیسے
گوش گل تک تو نہ آواز ذرا بھی آئی

اوس پری رو نے ہمیں جس چاہ میں محبوس کیا
کبھی انساں کی وہاں تک نہ ہوا بھی آئی

ہوگئی برسوں کی شفقت دل نالاں برباد
گر لبوں تک ترے آواز ذرا بھی آئی

ٹوٹنا شیشۂ دل کا مرے ثابت نہوا
واہ رے ظرف کہ جس سے نہ صدا بھی آئی

کس طرح قافلہ سے چھٹ گئے صحرا میں جنوں
گوش گر تھے جو نہ آواز درا بھی آئی

بے سبب یہ ہم نہیں ہر بار اوٹھتے بیٹھتے
اضطراب دل سے ہیں ناچار اوٹھتے بیٹھتے

کیجیے کیوں آہ آتش بار اوٹھتے بیٹھتے
گھر سے چلیے تا درِ دلدار اوٹھتے بیٹھتے

چرخ پھر دیتا نہ یوں آزار اوٹھتے بیٹھتے
غافلو گر تم ذرا ہشیار اوٹھتے بیٹھتے

دختِ رز کی تاک میں ہم بادہ کش جاتے ہیں لوار
لڑکھڑاتے جھومتے ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

تھی جو اوس محفل مین شب کو کثرتِ اغیار ریا ‎ صبح تک کھنچتی رہی تلوار اوٹھتے بیٹھتے

یہ بساطِ خاک بھی کس درجہ بے بنیاد ہے ‎ قصرِ تن مین صورتِ دیوار اوٹھتے بیٹھتے

ساحلِ مقصد پہ پہونچے ہم حبابون کی طرح ‎ بہتے ترتے ڈوبتے اوس پار اوٹھتے بیٹھتے

واجب التعظیم گر ہوتا نہ دیوانہ ترا ‎ گرد بادِ دشت کیون ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

اوسکے محرم کی اگر یہ عشق مین مضطر نہین ‎ کیون حبابِ بحر مین ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

زاہدو یہ ہی طریقت مین طریقِ بندگی ‎ دل مین رکھتے ہین خیالِ یار اوٹھتے بیٹھتے

تشنہ تم سے جو ہم شیشہ کی صورت چور تھے ‎ گھر سے پہونچے تا درِ خمار اوٹھتے بیٹھتے

ایک کو دونون مین نسبت نے دن جو روے یار سے ‎ چاند سورج مین پڑی تکرار اوٹھتے بیٹھتے

ہی یہ ہو حق اہلِ دنیا کے دکھانے کے لیے ‎ مکر سے ہین صوفیِ مکار اوٹھتے بیٹھتے

نیم جان ہو کر چھٹے گو ہاتھ سے صیاد کے ‎ جا ہینگے تا درِ گلزار اوٹھتے بیٹھتے

قتل کر کے مجکو یہ جامہ سے باہر ہو وہ ترک ‎ میان سے باہر ہو اب تلوار اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے مردہ ہین پر اوٹھے تو اوس رخ سے نقاب ‎ آئینگے سب طالبِ دیدار اوٹھتے بیٹھتے

ان بتون کی بندگی مین یہ ضرر کیسا ہوا ‎ دست و پا تک ہو گئے بیکار اوٹھتے بیٹھتے

رشک آئے صوفیون کو کیون نہ میرے حال پر ‎ دیکھتا ہون جلوۂ دلدار اوٹھتے بیٹھتے

اس سرا مین کب بلند و پست سے پائی نجات ‎ عمر گذری صورتِ دیوار اوٹھتے بیٹھتے

ضعف مین ہی پھر قوت میکشی کی احتیاج
جا پینگے تا خانۂ خمار اوٹھتے بیٹھتے

کب نمازین ان ریاکارونکی ہین مقبول حق
ہین مرے نزدیک یہ بیکار اوٹھتے بیٹھتے

جبسے غیرون نے تری گھر سے نکلوایا ہمین
پیش در ہین گرد پسِ دیوار اوٹھتے بیٹھتے

در پہ اوس عیسیٰ نفس کے جاتی ہین شام و سحر
گرتے پڑتے کانپتے بیمار اوٹھتے بیٹھتے

کب خوشی پشتارۂ اعمال لیجاتی تھی
لے چلے ناچار یہ بیگار اوٹھتے بیٹھتے

فکر کرنے دی دلِ مضطر نے کس جا بیٹھکر
کہہ لیے کچھ ہمنے یہ اشعار اوٹھتے بیٹھتے

گلکر خون کی بیرخی سے ہون اگر صحرا نشین
تو خلش کرتے ہین مجھسے خار اوٹھتے بیٹھتے

ہی نشستِ اونکی کہان یہ خاست کا ہی کون وقت
دل مین رہتے ہین یہی افکار اوٹھتے بیٹھتے

قافلے والو چلو پہونچو سر منزل تمہین
آرہینگے ہم نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے

کسقدر اب بڑھ گئی ہی بد مزاجی آپ کی
جاگتے سوتے ہی ضد تکرار اوٹھتے بیٹھتے

سقفِ گردون پست ہی صحنِ زمین ہی خار زار
دیتے ہین ارض و سما آزار اوٹھتے بیٹھتے

زار تھے پر ہمنے جھیلا عشقِ مژگان ہر طرح
طی کیا یہ وادیِ پرخار اوٹھتے بیٹھتے

اے جنون ہم دیدۂ مردم سے گرینگی نہین
لب پہ ہے یا حیدر کرار اوٹھتے بیٹھتے

رزق تھوڑا بھی بہت ہی آسیا میری لیے
پھر مجھے گردش نہین اتنی روا میری لیے

عشق بازی کی ہوئی نازل بلا میرے لیے — لائے پیغام قضا یہ خوش ادا میرے لیے

آبرو سے کنج عزلت میں بسر کرتا ہوں میں — موج دریا سے بنا ہی بوریا میرے لیے

تو عیادت کو جو آئے ایک دم کیواسطے — درد دل ہو جائے اے عیسی دوا میرے لیے

جان دی جو شوق سے اک بیوفا کی عشق میں — آکے رو جاتی ہی مرقد پر وفا میرے لیے

جز خدا قائل ہیں انکی بے نیازی کا نہیں — پھر تشکل کر بت نے ناحق خدا میرے لیے

دم میں کردیگا قوی وہ مجھ ضعیف و زار کو — دست پا چہ کس لیے ہیں دست و پا میری لیے

دانت مجھپر پیستی ہی آسیا بیغا ندہ — بھیجتا ہی رزق بے منّت خدا میری لیے

مر گئے پر جام بنکر خاک گردش میں رہے — کجروی سے آسمان کی یہ ہوا میری لیے

دیں رسن میں زلف کی پھانسی گناہ عشق پر — بت کریں تجویز یارب یہ سزا میری لیے

راہ کعبہ خضر کیا اگر بتائینگے مجھے — بنگیا خود مرغ دل قبلہ نما میری لیے

بسکہ کاہیدہ کیا ہی عشق خط سبز نے — ہی کشش کافی تری اے کہربا میری لیے

حرص بیجا نے بنایا مجکو مور آسیا — عمر بھر یہ پھیر قسمت کا رہا میری لیے

جانکر لب تشنہ جام مے حب علی — کیا عجب گر وحشت زہو پارسا میری لیے

کھودتا ہوں میں عقیق دل پہ نام مرتضے — غیر ممکن ہی نہو اسکی جزا میرے لیے

کیوں کسی و ناکس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں عیش — کم نہیں دینے کو کچھ دست خدا میری لیے

دل میں ہر دم ہی خیالِ گردشِ چشمِ بتاں
پھر بھلا راحت کہاں صبح و مسا میرے لیے

کیا لبِ ناقوس سے آتی ہی آمین کی صدا
مغفرت کی بت جو کرتے ہیں دعا میرے لیے

باغِ عالم میں نہیں مجھسا ہوا خواہِ چمن
بوے گل لاتی ہی گلشن سے صبا میرے لیے

سرد مہری اوسکی یاد آئی جو فرقت میں مجھے
آہِ سوزاں ہو زمستاں کی ہوا میرے لیے

اوس قمر کے پاؤں تک آئی نہیں زلفِ سیاہ
آسماں سے یہ ہوئی نازل بلا میرے لیے

جوہری عالم میں مجھسا اس جواہر کا نہیں
وہ لبِ لعلیں ہیں لعلِ بے بہا میرے لیے

رشکِ تاجِ خسروی سر پر کلاہِ فقر ہے
مسندِ شاہی ہی فرشِ بوریا میرے لیے

کجروی پر آسماں ہی اور زمیں ہی خارزار
ورطۂ ایذا ہیں کیا ارض و سما میرے لیے

خاک میں آئینہ رویوں نے ملایا ہی مجھے
یاد کرکے روئینگے اہلِ صفا میرے لیے

ضعف ہوتا ہی کبھی مانع جو سیرِ دشت کا
پاؤں بن جاتے ہیں سب اسپِ بادپا میرے لیے

دو جہاں کی مشکلوں کا اے جنوں کچھ غم نہیں
جب مدد کو ہیں علی مشکل کشا میرے لیے

بتلا شانۂ زلفِ یار سلجھانے پہ کیا گذری
اور اوسکے ہاتھ سے تیری طرح شانے پہ کیا گذری

گئے تھے طور پر تو دیکھنے برقِ تجلی کو
کہو اے حضرتِ موسیٰ کہ غش آنے پہ کیا گذری

دلا کیا کیا نہ بت دستِ خدا نے لات سے توڑے
پہ کعبہ میں ہوئی نوبت تو بت خانے پہ کیا گذری

زبردستی نکالا باغ سے بلبل کو گلچین نے
وہان سے پھر نہین معلوم اوس جانی پہ کیا گذری

شکست فاش و حسرت محتسب سے پای کی شیشہ نے
صدا یہ ٹوٹتے مین دی کہ پیمانی پہ کیا گذری

المِ اخفای الفت مین جو گذرے وہ تو ظاہر ہین
دلا رازِ محبت فاش ہو جانی پہ کیا گذری

سحر کیو تحت کیون روتی ہوے محفل سے جاتی تھی
بیان کر رات کو ای شمع پروانی پہ کیا گذری

کہان کی نیند آنسو متصل ہین رات دن جاری
نہ پوچھو اوس پری سے آنکھ لگجانی پہ کیا گذری

نہ ہے وہ قلقل مینا نہ ہے وہ شور مستون کا
بتا اے پیر مغان یہ آج میخانی پہ کیا گذری

غم پروانہ ہے سوزِ گدازِ شمع سے ظاہر
جو دیکھا شمع کو جلتے تو پروانی پہ کیا گذری

نہ پوچھو ہمدمو کچھ حال اوسکی زلف پیچان کا
کہ ناگن بنکے دلکو اوسکی ڈس جانی پہ کیا گذری

جہان جاتا تھا تو وہ سایہ سان ہمراہ رہتا تھا
پری رو چھٹ کے تجھسے تیری دیوانی پہ کیا گذری

مری مرقد پہ آکر ناز سے کہتا ہے یون قاتل
بہت ارمان تھا مرنیکا مر جانی پہ کیا گذری

جلایا تھا مجھے اوس شعلہ رو کی سرد مہری نے
بیان اب کیا کرون غیرون کی بھڑکانی پہ کیا گذری

مرا سر کاٹ کی نا آشنا جلاد کہتا ہے
کہ سر سے آب خنجر کے گذر جانی پہ کیا گذری

صنم سے وصل مین امید تھی بوسی کی ملنے کی
مسلمان جانکر پھر اوسکی ترسانی پہ کیا گذری

دل ہمدم چاک کی سیرے بہت تقلید کرتا تھا
اولجھکر زلف جانان سے کہو شانی پہ کیا گذری

کوئی پوچھی عدم مین جاکر یہ یاران رفتہ سے
کہ تم پھر دار فانی سے گذر جانی پہ کیا گذری

ولا وصلت کی شب تھا خوف تجکو صبح ہجر انکا
صدا مرغ سحر کی کان مین آنے پہ کیا گذری

رسائی تو ہوئی اون گیسوون تک شانہ بنکے ہی
دل صد چاک تیرا بکھر اولجھ جانے پہ کیا گذری

مہیا ہر طرح کی نعمتین تہین وصل جانان مین
ولا فرقت مین اب ہر دم کی غم کھانے پہ کیا گذری

صدا ناقوس سے آنے لگی اللہ اکبر کی
کوئی پوچھے برہمن سے کہ بت خانے پہ کیا گذری

وہان جا کر کٹی پہ یا تباہی مین کبوتر ہی
نہین معلوم اوسپہ خط کی لیجانے پہ کیا گذری

تجھی نکلا نہ کشت عشق مین تخم تمنا سے
خدا جانے کہ زیر خاک اس دانے پہ کیا گذری

لبون پر دم تھا اوسکے منہ سے سنکر نام رخصت کا
کہو اے حضرت دل یار کے جانے پہ کیا گذری

جنون ہوتی تھی وحشت عاشقی کے نام سے تمکو
طبیعت اوس پری پیکر پہ آجانے پہ کیا گذری

وہی عطا اوسے اے ذوالجلال ہوتا ہی
ترے گدا کا جو تجھسے سوال ہوتا ہے

غم فراق مین وہ دل کا حال ہوتا ہے
جو نیم جان کا دم انتقال ہوتا ہے

بوقت رخصت جانان یہ حال ہوتا ہی
کہ پہلے ہجر سے اپنا وصال ہوتا ہے

خیال شام جو روز وصال ہوتا ہے
تو دن کے ڈھلتے ہی بس دل نڈھال ہوتا ہے

وہی عطا تری درگاہ سے کیا جو طلب
در کریم سے کب رد سوال ہوتا ہے

کبھی جو دیکھتے ہین تیغ ابروے قاتل
ہماری دوش کو خود سر وبال ہوتا ہے

بناکے زلف عروسانہ چال چلتے ہین
بلاسے اونکے کوئی پائمال ہوتا ہے

کسی سے قصہ طول فراق کیا کہیے
کہ اسمین ایک نفس ایک سال ہوتا ہے

گمان بدر ہے رخسار یار کے تل پر
یہ حسن خال کبھی خال خال ہوتا ہے

شب فراق مین راحت کہان خوشی کیسی
خیال خواب بھی خواب و خیال ہوتا ہے

کبھی ہی بدر کبھی ہی ہلال چرخ پہ ماہ
ہر اک کمال کو آخر زوال ہوتا ہے

پھر اونکے بزم مین آنے لگی ہین حبیب کی قریب
پھر اندنون مرے اونکے ملال ہوتا ہے

سیاہ خال ہی کیون رخ پہ شعلہ رویون کے
کہ سرخ آگ مین رنگ زغال ہوتا ہے

زمین مین رکھتا ہی زر کیون پئے حفاظت تو
بخیل مال ترا پائمال ہوتا ہے

پھنسو نہ دام مین دنیا کے اے جوانمردو
غضب فریب زن پیرزال ہوتا ہے

نہ غرق چاہ مین یوسف کے کیون زلیخا ہو
عزیز بندہ صاحب جمال ہوتا ہے

وہ گل ادھر کبھی بھولے سے بھی جو آ نکلے
ہرا بھرا ابھی باغ وصال ہوتا ہے

فراسیہ ہی جو لگاتا ہی ایک زخم وہ ترک
ادھر سے زخم دگر کا سوال ہوتا ہے

شراب عید کے دن شوق سے پئین زاہد
حرام تیرے فاقے حلال ہوتا ہے

غضب کی باڑھ ہی قاتل کی تیغ ابرو پہ
کہ دیکھتے ہی جسے دل نڈھال ہوتا ہے

وہان یار کی تعریف کیا کرے کوئی
کہ بند ناطقہ قیل و قال ہوتا ہے

جو ایک دم کو وہ رشکِ مسیح آ جائے
ابھی مزاج جنوں کا بحال ہوتا ہے

جو زر فشان کرم ذو الجلال ہوتا ہے
بشر سے شکر عطا بھی محال ہوتا ہے

جو اونسے بوسۂ رخ کا سوال ہوتا ہے
تو صاف چہرے سے ظاہر ملال ہوتا ہے

یہ دل جو آپ کا محو جمال ہوتا ہے
کمال شوق مین صوفی کا حال ہوتا ہے

نصیب کسکو تمھارا وصال ہوتا ہے
عبث یہ دل کو خیال محال ہوتا ہے

لیے جو بوسۂ رخ خوش ہوا دلِ غمگین
گلون کو توڑ کے گلچین نہال ہوتا ہے

یہ بے سبب نہین اونکی نگاہ دزدیدہ
حیا کے پردے مین دل کا سوال ہوتا ہے

کمال ہی نہین ہم مین تو کیا زوال کا خوف
جسے کمال ہو اوسکو زوال ہوتا ہے

لیا جو خال کا بوسہ تو ہو نہ چین بجبین
یہ اتفاق کبھی خال خال ہوتا ہے

دلا محبت دنیا نہین جوانمردی
کوئی مرید زنِ پیر زال ہوتا ہے

ہو جیسے ابر تنک سے ظہور جلوۂ ماہ
عیان نقاب سے نورِ جمال ہوتا ہے

نگاہ بد سے حذر کر شباب مین اے گل
نظر سے سبزۂ رخ پائمال ہوتا ہے

کمال شوق سے پھنستا ہی مرغ دل میرا
کھلا اگر ترے گیسو کا جال ہوتا ہے

ہر اک حسین کو جو دعوائے بے نیازی ہے
بتون کا حسن مگر بیمثال ہوتا ہے

…ہارتے ہین وہ اپنی تیغ ابرو سے — سپر مری رخ روشن کا خال ہوتا ہے

…ن پہلے ابروِ جانان کے وصف لکھتا ہون — جو قصد شق دعاے ہلال ہوتا ہے

…زلف دیکھکے شانے مین دل اولجھتا ہی — حنا کے پسنے پہ دل پائمال ہوتا ہے

…رہے ارنی کا نہ لن ترانی کا — جواب اودہر سے ادھر سے سوال ہوتا ہے

…ش کرتے ہین مضمون چشم جانان کے — جو ہمکو شوق شکار غزال ہوتا ہے

…ن حیا کی کرین لاکھ یہ حسین تقلید — کوئی نقاب سے یوسف جمال ہوتا ہے

…نہ دل مین بس وپیش بوسہ دینے مین — کہین کج کلاہ سے نقصان بال ہوتا ہے

…سبب ہی سایۂ زلف پری مرے دلکو — کہ نقص قیمت آئینہ بال ہوتا ہے

…م آفتاب لب بام ہین ضعیفی مین — یقین غروب کا وقت زوال ہوتا ہے

جنون کو سامنا ہوتا ہے دو بلاؤن کا
جو ساتھ زلف کے سوداے خال ہوتا ہی

…ں مرا شکل کتان چاک ہی بیتابی سے — چاند تم دیکھکے کب اوترو گے مہتابی سے

…ام سے صبح تلک ہجر مین ہوس ہے رو کے — آنکھ جسکی صفت نجم نہ بیخوابی سے

…ہر مین بھی نہ کسیکو ہو اذیت ایسی — کیا بری رات کٹی ہجر مین بیتابی سے

…ں لگی صاف نظر آتی ہو اک شکل قمر — چادر ماہ تری جامۂ شب خوابی سے

ہر کسیکو نہ دکھا دُرِ دندان ہنسکر
آبرو ہے دُرِ غلطان کی تو نایابی سے

خوابِ غفلت سے کھلی چشم حباب دریا
سامنا ہو جو ترے پیرہن آبی سے

ماہ کیا مہر فلک بھی کہین رتبہ مین ہی پست
رشک خورشید ترے کوچے کی مہتابی سے

میرے رونے سے وہ کوچہ جو ہوا ہی دریا
کم نہین کچھ سگِ جانان بھی سگ تابی سے

اونے وعدہ جو کیا ہی مرے گھر آنیکا
در پہ ہر مرتبہ جاتا ہون مین بیتابی سے

دولتِ فقر سے بہتر نہین مالِ دنیا
بوریا بدلین نہ ہم بسترِ سنجابی سے

چشمِ تر سے مرے رہتے ہین گلِ زخم ہرے
پھولتے پھلتے ہین گل باغ کی شادابی سے

بوئے پیراہنِ یوسف نہ مقابل ہو کبھی
غیرت ماہ تری جامۂ شب خوابی سے

تارے گن گن کے شبِ وصل سحر کی ہمنے
چھپ گیا چاند پہ وہ اتری نہ مہتابی سے

ہی ہمارے دلِ بیمار سے پرہیز اوسے
بوسہ دیگا نہ مسیحا لبِ عنابی سے

سخت نادان وہ برہمن ہی جو دل مین رکھے
رام ہونیکی طمع اوس بتِ ہرجابی سے

کب فقیری مین ہی پرواے امیری مجکو
دلق بہتر ہی مرا خلعتِ نوابی سے

چاہ اوس چاہِ زنخدان کی رہی تا دمِ مرگ
چاہتا ہون یہ فقط گنبدِ دولابی سے

اوسکی محفل مین بہت چرب زبانی نکرے
ورنہ پھر شمع کا کٹ جائیگا سر تابی سے

سیر کشتی جب لبِ دریا وہ پری کرتی ہے
بط سے تیزی بڑی کرتی ہے مرغابی سے

...س کو گریگا نہ ابھی ترک فلک
ہاتھہ کھینچے گا نہ یہ پیشۂ قصابی سے

...ب میں بھی نہ مجھے رہتا ہی خیال گیسو
کہیں کابوس نہو رات کو بدخوابی سے

وصل میں تھا دل وحشی کا تہ یہ حال جنون
بڑھ گئی وحشت دل ہجر میں بیتابی سے

...تن خشک ہوا ہے جو جگر تابی سے
دل مرا ماہی بے آب ہے بے آبی سے

بالعکس رہا ہجر میں بیتابی سے
سو گئے بخت مرے آنکھوں کی بیخوابی سے

...ی ہو میسر تپ فرقت کا علاج
شربت بوسہ ملے اوس لب عنابی سے

...اشک کے دریا کی خدا ہی رکھے
اوسکی آنکھوں سے اوتر جائے نہ پایابی سے

...اس کبر پہ پشت سے نہ کچھ زور چلا
کیا سزا پائی ہے نمرود نے سرتابی سے

...آنکھوں نے کیا میرے سخن کو سرسبز
آبرو پائی ہے اس نخل نے شادابی سے

...ت ہو سے تم کپڑے بدل کر ایسے
سیل آنکھوں میں نہیں پیرہن آبی سے

...سنوں کی جبینوں پہ ہوئی ہیں افشاں
گر پڑے ہیں جو ستارے تہ گرگابی سے

...بھی تشنہ دہن چاہ ذقن تک پہونچیں
کیا عجب ہے روش گنبد دولابی سے

...دو یہ تو ہم چھپاں چکے اب آنکھیں
ہو ملاقات کہاں اوس بت مہتابی سے

...لائے کہاں سے در غلطاں ایسی
ہو جو ہم چشم ترے دانتوں کی خوش آبی سے

دیکھی مہتاب بہی تو جامہ سے باہر ہو جائے
نور چھپتا ہی تری جامۂ شب خوابی سے

یار کے افعی گیسو کو نہ چھونا ای دل
مہرۂ مار نہ ہاتھ آئیگا نایابی سے

ہو منجم کو گمان ہے یہ قران السعدین
عید کا چاند وہ مہ دیکھے جو مہتابی سے

پست فطرت سے نرکھ ہمت عالی کی امید
باز پیدا ہوا کب بیضۂ مرغابی سے

ہو غضب راہِ اطاعت سی جو باہر ہو قدم
چاہ مین بند فرشتے ہوے سرتابی سے

بارِ احسان سے کیکے مری گردن نہین خم
سر جھکا ہی تو خم ابرو محرابی سے

شاخِ مژگان پہ کبھی اشک ٹھہرنیکا نہین
ثمر پختہ ہی ٹپکے گا یہ شادابی سے

رحم آفاق پہ کر ای دلِ بیتاب ٹھہر
پھر نہ کروٹ لے زمانہ تری بیتابی سے

نہ غنی میرے برابر ہی نہ واقف ہی جنون
یہ زبان پڑھ گے ہی کشمیری و پنجابی سے

اور کچھ مجکو نہین ای چرخ دون درکار ہی
ماتم دل مین لباس نیلگون درکار ہی

مسندِ و قالین کو خاطر سی تری چھوڑا تو پھر
بوریا بھی کسکو ای بختِ زبون درکار ہی

جلوہ گر ہو شیشۂ دل مین مری پری کی طرح
پھر تسخیر پری ایسا فسون درکار ہے

پنجۂ مرجان ہی پھیرا چاہتا وہ بحر حسن
ہاتھ مین جائے حنا عاشق کا خون درکار ہی

چاک کسدن یان نہین ہوتی گریبان سیکڑون
پھر دیوانونکو کیا فصل جنون درکار ہے

زندگی ہو تلخ اوس شیرین ادا کی ہجر مین
سر کے ٹکرانے کو سنگِ بیستون درکار ہی

عشق نے اک نوجوان کے پیر ہمکو کر دیا
آہ کا قدِ خمیدہ کو ستون درکار ہی

ہی شبِ وصلِ صنم سامانِ عشرت کو لیے
مطرب و چنگ و ربابِ ارغنون درکار ہی

یاد رکھے سروِ گردن کش کبھی رکھتے ہین ہم
سامنے اوس سرو قد کی سرنگون درکار ہی

بیٹھیے گا پھولون کی بنگلے مین بہارِ گلمین یار
سرو سے سرسبز تر ہر اک ستون درکار ہی

گالیان دیکر سخی داتا نہ بنیے مہربان
دیجیے گا مجکو وہ جو کچھ کہون درکار ہی

پاؤن کو حدِ ادب سے بڑھکے ہم رکھتے نہین
سرکشی یار ندامت سے نگون درکار ہی

نامہ لکھے گا وہ گل مجکو خط گلزار مین
روشنائی کے عوض بلبل کا خون درکار ہی

جملہ سامان فضلِ خالق سے مہیا ہو گئے
حشمت دنیا سے کیا ہمکو جنون درکار ہی

دلِ عشاق خطِ سبز پہ مائل نہ رہے
باغ مین آئے خزان شورِ عنادل نہ رہے

تیغ عریان جو تری ہاتھ مین قاتل نہ رہے
تجھپہ سو جان سے قربان دلِ بسمل نہ رہے

مجکو صیاد نے تب دام سے آزاد کیا
جب پر و بال میرے اوڑنے کی قابل نہ رہے

رقصِ بسمل کا تماشا مین دکھاؤن کیونکر
سخت جانی جو ترے خنجرِ قاتل نہ رہے

آئینہ دیکھکے تم زلف بنایا نہ کرو
ہے جو منظور کوئی مدِ مقابل نہ رہے

قیس نظارہ کی کوئی تو نکالے صورت
ساربان راہ مین گر ہمرہ محمل نرہے

حق تو یہ ہو کہ بہائم سے بھی وہ بدتر ہے
جس بشر کو کہ تمیز حق و باطل نرہے

خوف کی جا ہو مسافر کو سرائے فانی
یہ ہی بہتر ہی ہو اسے جان کے منزل نرہے

اوسکے ابرو کی قسم ہو تجھے شمشیر نگاہ
کوئی جلاد مین زندہ کوئی بسمل نرہے

تجکو ہم بادہ کشون کی یہ دعا ہو ساقی
شیشہ و جام سے خالی تری محفل نرہے

رخ سے اپنے سر محفل تو اوٹھا تو ہو نقاب
کیا ہو ایجان کہ جو قابو مین مرا دل نرہے

کچھ یہ اچھا نہین کہ رک رک کے گلے پر چلنا
غمزۂ بسمل سے یہ اے خنجر قاتل نرہے

دشت مین قیس نہین کوہ پہ فرہاد نہین
بیشتر تھے جو فن عشق مین کامل نرہے

بت تو پتھر کے ہین پتھر سے محبت کیسی
آدمی یاد خدا سے کبھی غافل نرہے

جان دیتے تھے جوانی مین پریزادون پر
اب ضعیفی مین تو مرنے کے بھی قابل نرہے

ہو خدا ایک ہی محتاج و غنی کا رازق
بادشاہون سے گدا رزق کا سائل نرہے

آئنہ دھوکے کی ٹٹی ہو کہے دیتے ہین
دل اشفاق کے ہر دم یہ مقابل نرہے

خواہش وصل مین سر میرا جھکا قدمون پر
ہاتھ جب یار کی گردن مین حمائل نرہے

گل جو ہو شمع تو محفل مین اندھیرا ہو جائے
وہ جو اوٹھ جائے تو پھر رونق محفل نرہے

حسن دو روزہ پہ مغرور ذرا یار نہو
گردش چرخ سے نور مہ کامل نرہے

زندگی ہجر مین عاشق کو وبال جان ہے
تو نہو پاس تو پہلو مین مرا دل نہ رہے

وہ صنم سمجھے مسلمان مجھے کس صورت سے
تیری گردن مین جو قرآن حمائل نہ رہے

دیدۂ دل سے جو مین جلوۂ وحدت دیکھون
پردۂ چشم بھی مرے ترے حائل نہ رہے

اے جنون رنج و الم مین نہ بشر گھبرائے
یا علی منہ سے کہے پھر کوئی مشکل نہ رہے

دست گستاخ سے عریان جو وہ دلبر ہو جائے
دل مرا وصل کی شب جامہ سے باہر ہو جائے

اشک میرے صدف چشم کا گوہر ہو جائے
یا الٰہی کہین یہ طفل نہ ابتر ہو جائے

تر مری اشکون سے جب ہجر مین بستر ہو جائے
چادر آب نہ کیون بھیگ کے چادر ہو جائے

صورت تیغ جو عریان وہ ستمگر ہو جائے
وصل کی رات مرا وعدہ برابر ہو جائے

اک پری کے غم فرقت نے جلایا ہے مجھے
جان نکل جائے جو قابو مرا اوپر ہو جائے

مرغ دل جائے اگر یار کو دینے خط شوق
اوسکے کوچے پہ وہ گردان کبوتر ہو جائے

گھر مین رہجائے جو مہمان کسی شب وہ مہ وش
غیرت برج قمر کیون نہ مرا گھر ہو جائے

ہجر مین آٹھ پہر چشمون سے ہے سیل روان
نہ بہین اشک تو پھر خشک سمندر ہو جائے

سیمبر تجھسا حسین کون زمانہ مین ہے
پاس تو جسکے ہو دل اوسکا تونگر ہو جائے

اشک جاری رہین اوس حور کی فرقت مین اگر
چشم گریان بھی مری چشمۂ کوثر ہو جائے

خونِ بسمل کی حرارت سے جو چھالہ پڑجاے ہی یقین خنجرِ قاتل کا وہ جوہر ہوجاے

کوچۂ یار بھی ہو مجکو بجاے زندان پاؤن مین زلفِ مسلسل کا جو لنگر ہوجاے

یار سے ہو کسی صورت نہ صفائی حاصل شکلِ آئینہ جو دل اوسکا مکدر ہوجاے

مہربان وصل کی شب ہو جو مرا غیرتِ ماہ رشکِ خورشید چمک کر مرا اختر ہوجاے

وصل کی غب ہو جو وہ غنچہ دہن ہم بستر غیرتِ چادرِ گل چادرِ بستر ہوجاے

کس جوان کا ہی تجسّس تجھے اي پیرِ فلک پھرتے پھرتے نہ تري پاؤن مین چکر ہوجاے

لبِ شیرین کی عجب ڈل نے اوٹھائی ہین مزے اونکی ہر بات نہ کیون قندِ مکرر ہوجاے

گر مرا غنچہ دہن پھولون کا گہنا پہنے جسم کی بو سے قبا گل کے معطر ہوجاے

دُرِ غلطان جو مرے دیدۂ تر کے دیکھے غوطہ زن بحرِ تفکر مین سمندر ہوجاے

صحبتِ گل مین اگر اوسکو جگہ دے گلچین گل تو زردار ہی بلبل بھی تونگر ہوجاے

گرد پھر پھر کے نہ کس طرح بھلا جل جاے شمع جب سامنے پروانے کے بے سر ہوجاے

تیری تائید سے یارب دلِ بسمل میرا محوِ نظارۂ قاتل تہِ خنجر ہوجاے

اوس مسیحا کی جو ٹھوکر سے ہون مردے زندہ شورِ خلخال سے ہنگامۂ محشر ہوجاے

قمریان سنکے مری نالہ کو کو نہ کرین پا بہ گل دیکھکے اوس قد کو صنوبر ہوجاے

اوس شہِ حسن کا عکسِ رخِ روشن جو پڑے دیکھتے دیکھتے آئینہ سکندر ہوجاے

بخدا ذرہ سے اک دم مین وہ مہر بنین
جسپہ ذرہ نظر مہر منیر ہو جاے

نام ہے حیدر کرار کا وہ نام خدا
کشتی نوح کا طوفان مین لنگر ہو جاے

غیر پہ غیر ہے اور قوت بازو بھائی
جانشین کیون نہ محمد کا برادر ہو جاے

میرا مولا ہو علی اور مین غلام اوسکا ہون
کیون دو عالم مین نہ حامی مرا حیدر ہو جاے

باغ جنت مین ملین کوثر و تسنیم کے جام
اے جنون گر کرم ساقی کوثر ہو جاے

جب کسی صورت نہ دی صورت دکھائی آپ کی
جستجو ہنگامہ محشر مین لائی آپ کی

غیر اپنیون کو کریگی آشنائی آپ کی
روح و قالب کی جدائی ہو جدائی آپ کی

یا علی مخفی نہین معجز نمائی آپ کی
شہرہ آفاق ہو مشکل کشائی آپ کی

تابع فرمان فلک ہین آپ کی یا بوتراب
خالق ارض و سما تک ہو رسائی آپ کی

ہاتھ پردہ سے جو نکلا تھا شب معراج مین
تھا وہ پنجہ آپ کا وہ تھی کلائی آپ کی

مصحف رخ کی زیارت سے منور دل ہوے
کیا خدا نے شکل نورانی بنائی آپ کی

قاسم روزی کیا ہو آپ کو رزاق نے
فخر ہو شاہان عالم کو گدائی آپ کی

اے لسان اللہ ہو معجز بیان حضرت سا کون
پردہ قدرت سے بھی آواز آئی آپ کی

مالک سرکار اللہ و پیمبر آپ ہین
یا علی محکوم ہو ساری خدائی آپ کی

گلہ اثر ورکو دم مین چاک جھولے مین کیا
عہد طفلی تاہین تھی زور آزمائی آپ کی

جلتے ہین جو آتش غم سے بدن کی استخوان
آگئی ہی حضرت دل ہے لگائی آپ کی

وصل کی شب صورۂ مریم کو پڑھکر صبح کی
کچھ نئی صورت کی ہے یہ پارسائی آپ کی

ہجر کیون برسون ہمارا ہی گوارہ آپ کو
مشتاق اک ساعت کی ہی ہمپر جدائی آپ کی

محو نظارہ تھا دل الیسا رخ شفاف کا
آئینہ دیکھا تو صورت یاد آئی آپ کی

جسم کی خوشبو گلون کی بو سے بہتر تہی کہین
کئے ہیں پوشاک پھولون مین بسائی آپ کی

دل کہین دم بھر نہ لگتا تھا مرے گھر کے سوا
جن دنون مین تھی طبیعت مجھپہ آئی آپ کی

دیدۂ گریان نہ کیون روئین خیال وصل مین
خواب مین بھی جب نہ دی صورت دکھائی آپ کی

ہجر کی شب کو جو باتین کین دل بیتاب نے
صاف کانون مین مرے آواز آئی آپ کی

حضرت موسی پہ اور مجھپر نہین کچھ منحصر
طالب دیدار ہی ساری خدائی آپ کی

آستین کا پردۂ فانوس پہ دھوکا ہوا
شمع کافوری کو مین سمجھا کلائی آپ کی

حضرت دل ہی یہی بس خواہش طبع جنون
دنگ آئینہ ہو گر دیکھے صفائی آپ کی

گئے راحت کے دن غم رہ گیا ہی
یہی اک اپنا ہمدم رہ گیا ہے

خیال زلف پر خم رہ گیا ہے
کشاکش مین مرا دم رہ گیا ہی

یہ دل ہی یا کرائے کا مکان ہی
سرور اہمین کبھی غم رہگیا ہے

نہ طفلی ہے نہ ہنگام جوانی
فقط پیری کا عالم رہگیا ہے

روان ہی آنکھ سے جو اشک خونی
یہ زخم دل کا مرہم رہگیا ہے

رہون پیش خدا تا سرنگون مین
کمر مین اس لیے خم رہگیا ہے

چھپائین دل سے کیا راز محبت
یہی اپنا تو محرم رہگیا ہے

ہوے ہوش و حواس و صبر رخصت
عذاب جان فقط دم رہگیا ہے

مکان دل تھا کیا آباد اپنا
مگر اب ہو کا عالم رہگیا ہے

سخاوت سے ہے بہتر کون دولت
اسی سے نام حاتم رہگیا ہے

بھگویا ہے جو دامن چشم تر نے
مثال ابر پرنم رہگیا ہے

نہ چھیڑ ای نشتر غم اب زیادہ
لہو تن مین مرے کم رہگیا ہے

بنائی ہی سحر سے شام تک زلف
وہ جس شب ہو کے برہم رہگیا ہے

جو آتا ہے تو آ جلدی مسیحا
کوئی دم کے لیے دم رہگیا ہے

ہمین محشر مین بخشش کا وسیلہ
جنون شبیر کا غم رہگیا ہے

بصورت گذر ہو جائیگی ہم خستہ حالون کی
رہیگی عالم وحدت مین بھی کثرت ملالون کی

نہین زیبا شکایت کیا کرین ہم خوش جمالونکی
جدا ہوتی ہین سب سے خصلتین ان بیمثالونکی

غم دنیا جوانون کو تو پیرون کو غم عقبے
بسر ہوتی ہی آسایش مین کیسی خورد سالونکی

نہین سنتے جو منعم گوش دل سے دکھ غریبون کا
سزا پائینگے وہ پیر فلک سے گوشمالونکی

گذر جائیگا جاڑا ایک کمل مین فقیرون کا
مبارک ہو تمہین ہو اغنیا بدری دوشالونکی

کہان شداد سرکش ہی کہان ضحاک ظالم ہی
سرون پر لیگئے دنیا سے وہ گٹھری وبالونکی

نہین یہ خواب راحت کی جگہ ہشیار ہو غافل
محل عبرت کا ہی قبرین نہین صاحب کمالونکی

کہین بجتی ہی ڈھولک اور کہین آواز نوحہ ہی
تمسخر گاہ ہین یا مجلسین ہین حال والونکی

گیا تھا وہ ستمگر باغ کے برباد کرنے کو
گلستان مین کوئی جا کر خبر لے نونہالونکی

نظر بند وہین تھی بر سرون ہی اوسکے چشم فتان کی
دکھائین جوش وحشت نے ہمین آنکھین غزالونکی

پریشان خاطری ہوتی نہ کیونکر سیر گلشن سے
کہ سنبل دیکھکر یاد آئی مجکو اوسکے بالونکی

یقین ہی رات بھر آنکھون سے پھر ہو نیند اوڑجاے
کہانی تو نے صیاد گر میرے ملالونکی

نہین کرتے جو سرما مین ترحم یہ غریبون پر
تو کیا لیجائینگے تم ساتھ اغنیا گٹھری دوشالونکی

ہوا بیخود نگاہ مست سے اوسنے جسے دیکھا
نہین باقی کی آنکھین یہ دوکانین ہین کلالونکی

رہون محفوظ یارب زال دنیا کے فریبون سے
سراپا مکر ہین باتین غضب ہین پیرزالونکی

وہ سمجھتا ہی جو ہر دم یہ خیال ہو یہ بیجان ہین
دل صد چاک کیا کنگھی ہی گھونگھر والی بالونکی

...ہلے دیوار زندان پھاند کر ہم کوہ و صحرا کو
جنون مین یاد آئی جو گری جست ہم غزالون کی

...ہارے آنکھ کے تل ہی تھی جو ہمنے غور سے دیکھا
نکلتے روے جانان پر یہ کیا قدرت تھی خالون کی

...ہوا اہل زمین کو انقلاب دہر سے ثابت
کہ ہی افلاک کے گردش سے یہ کثرت زوالون کی

...ست باریک ہو سوے میان یار کا مضمون
یہان عاجز ہی چشم فکر تک نازک خیالون کی

...شوائے جو اوس تحریک قمر نے یاد ان کے ناخن
تو مین نے دیکھکر پھبتی کہی اوس پر ہلالون کی

...اٹھائے رنج ناقدرون کی منت کشی کرکر
گئے دنیا سے جو عزت رہی وہ قدر ہی کمالون کی

...رایا دیدہ مردم سے ہمکو چشم گریان نے
دکھائی زردی رخسار نے صورت ہلالون کی

خدا کے فضل سے کشت تمنا ہے ہری اوسکی
جنون جس دل مین الفت ہی علی کے نونہالون کی

...ماے وہ پر اثر ہین دل بیقرار کے
نکالتے ہین ہوش اوڑتے ہین سنکر ہزار کے

مضمون نہ کس طرح سے ہون اوس جسم زار کے
ویران ہو گئے ہین روزن دیوار یار کے

...کتے اگر پسند کرین کوے یار کے
حاضر یہ استخوان ہین مری جسم زار کے

دیکھے گہر جو خواب مین دندان یار کے
رویا کیا مین دیر تلک ڈاڑھین مار کے

کیا کیا سہے نہ ہمنے ستم چشم یار کے
دیکھے تماشے گردش لیل و نہار کے

اوس گل کے رخ پہ دیکھکے سبزہ یقین ہوا
آئی خزان چمن مین گئے دن بہار کے

جل جل گئے پری ترے وحشی کو دیکھکر — صحرا مین جو درخت تھے کُہنہ چنار کے

سرگوشیان جو وصل کی یاد آئین ہجر مین — نالے دل حزین نے کیے تب پکار کے

جوہر کے بدلے بال ہین گو پڑ گیا ہے بل — اون ابرون مین کاٹ تو ہین ذوالفقار کے

اس آہ آتشین سے ہے دہشت پس فنا — ایسا نہو کہ پھونک دے تختے مزار کے

جاؤ تلاش خانۂ فصاد کے لیے — اے وحشیو دن آئے ہین فصل بہار کے

آیا وہ شہسوار تو تعظیم کے لیئے — اوٹھے بگولے دشت مین ہیری غبار کے

حاصل ہوا گلے کو اثر آب تیغ کا — پانی پیا جو یار کی ابرو پہ وار کے

اے رفتگان ملک عدم بولتے نہین — تھک تھک گئے لحد پہ تمھین ہم پکار کے

ہو صید مرغ دل ترے باز نگاہ کا — حق سے دعا یہ کرتا ہون ٹوپی اوتار کے

رہنے دو لاش کوچۂ قاتل مین دوستو — لیجاؤ تم لحد مین نہ کاندہے پہ چار کے

اے شاہ حسن رخ سے اوٹھا دی تو ہو نقاب — شکوے نہ کیجیے گا دل بیقرار کے

چالاک ہے یہ ابلق ایام کس قدر — آسن جمے نہ جسپہ کسی شہسوار کے

صیّاد کی نظر سے گرا فرط ضعف سے — کہتا ہے صید یہ نہین لائق شکار کے

دل اونکو دے چکی تو یہ ثابت ہمین ہوا — ہو جاتے ہین وہ دشمن جان دوستدار کے

آندھی چلی یہ آہون کی تاریک ہو جہان — حد سے بیان کرون جو شب انتظار کے

بھولے سے نام تک نہین لیتا جو بیوفا
رہتے ہین یاد مین اوسی غفلت شعار کے

صوفی کی طرح جامہ سے باہر تہا وصل یار
مطرب کو مین نے دیدیے کپڑے اوتار کے

باغ جہان مین تجہسا کوئی گل حسین نہین
تنہا مین چل کے سامنے کہدون ہزار کے

آتا نہین وہ غیرت گل سیر کو کبہی
کیا کیا چمن مین کہلے ہین دل داغدار کے

صحرا نوردیون مین بسر عمر ہو گئی
ٹیلے نئے ہین دشت مین گرد وغبار کے

پتھر کو پوجتا ہے کوئی مہر و ماہ کو
سب کہیل ہین یہ قدرت پروردگار کے

دیکہ آئے سب نشیب و فراز جہان کو ہم
صحرا سے کل گئے جو طرف کوہسار کے

اوس گلبدن کے وصل کے دن یاد آگئے
دیکہا چمن مین گل کو جو پہلو مین خار کے

آہ و فغان و گریہ وزاری فراق مین
کرتا ہون یہ علاج مین دل کے بخار کے

تیغ دو سر کی گہاٹ ہمین بہی اوتار دے
عاشق تمہارے یا رہین ہم وار پار کے

کل دشت مین جو وحشت دل لیگئی جنون
کپڑے بدن کے نذر کئے نوک خار کے

بشر سے کس طرح توصیف ہو تحریر مٹی کی
بنی آدم کا پتلا واہ ری تقدیر مٹی کی

نہین لازم ہی انسان کو کرے تحقیر مٹی کی
جہان مین سجدہ گاہ خلق ہے تعمیر مٹی کی

دو عالم مین ہے شہرہ مرتضی کی خاکساری کا
نہ کرتے بوترابی کس طرح توقیر مٹی کی

زمین کربلا ارض نجف کی دیکھ لے رتبے
مگر تا ہمسری ہووے اسی اکسیر مٹی کی

طمع جاگیر کی ہوتی نہ پھر خواہش عمارت کی
نہ ہوتی گر ہوس انسان کی دامنگیر مٹی کی

کیا ابلیس نے انکار خالق سے جو سجدہ کا
مگر آدم کو سمجھا تھا کوئی تصویر مٹی کی

کوئی طینت کا بد ہے اور کسی کی نیک طینت ہے
نہیں تقصیر انسان کی یہ ہے تاثیر مٹی کی

ہوس کیا خاک کرتا میں بھلا اتنی عمارت کی
ازل سے خانۂ تن ہے مرا تعمیر مٹی کی

ہوئی جب روح رخصت آدمی کی جسم خاکی سے
عزیز و اقربا کرنے لگے تدبیر مٹی کی

گواہ حال اسکا قصۂ ابلیس و آدم ہے
جو فرمائی خدا نے عزت و توقیر مٹی کی

نہ کیوں مشکل اوٹھانا پاؤں کا ہو کوچۂ قاتل سے
محبت ہر قدم رہتی ہے دامنگیر مٹی کی

بگولے کی طرح ایسی اوڑائی خاک صحرا میں
کہ سر سے پاؤں تک میں بنگیا تصویر مٹی کی

صدا جھنکار کی جاتی نہیں کیوں گوش جاناں تک
جنوں ہے پاؤں میں میرے مگر زنجیر مٹی کی

اژدہے بنکے وہ گیسو ہیں نگلنے والے
کبھی بھولے سے نہیں بس یہ اگلنے والے

اے فلک تیغ سے وہ مضبوط زمیں پکڑی ہے
کوئے قاتل سے نہیں مر کے نکلنے والے

مجھے کہتا ہے لگا کر کف پا میں وہ حنا
دیکھ یہ پاؤں ترے دل کے ہیں ملنے والے

میں نہیں اور نہیں وہ عاشق ترے ہونگے کوئی اور
چکنی چپڑی تری باتوں پہ پھسلنے والے

لاکھ روکا نہ رکے اشک تری فرقت میں — کہیں تھمتے ہیں بھلا طفل مچلنے والے

بعد اقرار کے انکار نہ ملنے سے کرو — قسم کی کھاتے ہیں جو ہیں بات بدلنے والے

بنگئی سوچ ہر اک پاؤن کی خاطر زنجیر — ہم نہیں بحر محبت سے نکلنے والے

دل کو میرے ترے رفتار نے پامال کیا — دیکھ تو مڑ کے ادھر ناز سے چلنے والے

شمع رویوں پہ دل زار نہو پروانہ — کسی صورت نہیں دل انکے پگھلنے والے

ہاتھ گردن میں ہر سے تھے سر محفل انکے — شمع ساں دیکھکے جل جل گئے جلنے والے

ہاتھ آنے کے نہیں خاک میں ملکر در شک — ہوکے ابتر نہیں اطفال سنبھلنے والے

دیدۂ تر سے وہ عشاق کے نکلے شب ہجر — کسی تدبیر نہ تھے طفل جو پلنے والے

بہگیا ہجر میں سب جسم کا آنکھوں سے لہو — قطرۂ خون جگر اب ہیں نکلنے والے

فرقت یار میں برسوں سے حزیں رہتا ہے — کسی خوشدل سے ہیں ہم دلکو بدلنے والے

رخ پہ اشک آنے لگے آنکھ سے رفتہ رفتہ — اب ہو یہ طفل ہوئے گھٹنیوں چلنے والے

ایک ساعت نہیں انکے دل وحشی کو قرار
تیرے بہلائے جنون کب ہیں بہلنے والے

سوزش دل سے وہ پیدا آتشیں نالے ہوئے — جسکی گرمی سے نمایاں لب پہ چھالے ہوئے

تیرہ بختی نے یہ زائل روشنی کو کردیا — ہجر کے دن کچھ شب فرقت سے بھی کالے ہوئے

پہلے یہ گوہر دندان ہین جیتے تھی سرشک
اب خیال لعل لب ہین جان کے لالے ہوے

گرمیون کی فصل مین نکلی تھین جنگلی ہنڈیان
انہو وہ نام خدا آتش کے پرکالے ہوے

ابر غم سے لگ گئی جسوقت آنکھونکی جھڑی
خانۂ تن سے روان چشمون کے پرنالے ہوے

فصل سرما مین جو ہوائی قبا اوس ماہ نے
چاند سورج آسمان پر روئی کے گالے ہوے

غلغلہ ہو فیض ساقی کا چلو اے میکشو
سیکڑون سنتے ہین ان وزرون دھرم سالے ہوے

عیش کا سامان ہو اے یار سامان موت کا
ہار پھولون کے سروہے کی ہمین مالے ہوے

چودھوین شب کو نظر آیا جو وہ رشک قمر
گرد اوسکے پھر کے عاشق چاند کے ہالے ہوے

یاد مین کانون کے بجلی کے جو دم نکلا مرا
حلقۂ ماتم تمہاری کان کے بالے ہوے

پاؤن پر گرنے سے بھی وہ صبح کو ٹھہری نہین
شبکو گردن مین مری جو ہاتھ تھے ڈالے ہوے

اتنا اے صیاد دل مین کچھ خدا کا خوف کر
خون بلبل سے لبالب باغ مین تھالے ہوے

جب عدن کو لیگیا عشق دُر دندان ہیز
بے بہا موتی ہماری پاؤن کے چھالے ہوے

سچ کہو عاشق ملا تمکو جنون سا اور بھی
یون تو لاکھون جھوٹ سچ کے چاہنے والے ہوے

ہم تری یاد مین ہین جان سے جانے والے
حرف شکوے کا زبان پر نہین لانے والے

لاکھ دم دون وہ مری گھر نہین آنے والے
مجھسے بہتون کو ہین یہ راہ بتانے والے

…سبب ہین وہ اگر روٹھ کے جانے والے
گر کے قدمون پہ منا لینگے منانے والے

اسیران چمن کرتے ہین فریاد عبث
داد دل کی وہ گلون سے نہین پانے والے

…علون مین کوئی کرتا نہین اب استقبال
خوب ماضی ہوی یہ چال کے لانے والے

…تش افروزون کی وحشت ہوئی مانع ورنہ
یار کے گھر پہ تھے ہم چھاونی چھانے والے

…رکے دکھلاے ذرا چاند سا مکھڑا اپنا
اودھر سمت سے منھ پھیر کے جانے والے

…ور رندون کا ہو محفل مین ترے او ساقی
ہم نہین صحبت ناجنس مین آنے والے

…ستجوے آب بقا کی ہے سراسر بیجا
ہم نشان اوسکے دہن کا نہین پانے والے

…خل اغیار کا اب خوابگہ یار مین ہے
پیشتر اس سے تھے ہم پاؤن دبانے والے

…یا ہے بحر محبت سے کنارہ اے دل
ڈوب بھی جاتے ہین دریا کے نہانے والے

فرقت یار مین ہے وحشت دل کی شدت
جا کے صحرا کو جنون اب نہین آنے والے

…ل و لالہ چمن مین کیا مقابل ہو سکین تجسے
بگاڑی آپ نے غنچون کی منھ اکثر تبسم سے

…ری باتین مین کم نہین عیسی کی کچھ قم سے
عجب کیا مردے زندہ ہون جو انداز تکلم سے

…روان رہتے ہین ہر دم جا گتے آنکھون سے دو دریا
ہمارے دیدۂ تر کو بھی نسبت ہے قلزم سے

…رہی مشتاق ہے وصلت کے ہم فرقت مین مر جانے
نہ کہنے پائے اے جان جہان کچھ حال ہم تم سے

بلا سے جان نہین ان ہو تو یہان کوئی دنیا مین
تمھاری گیسو و ابرو نہین کم مار و کژدم سے

خدا کیواسطے دیتا ہون یارب رشک مسیحا مین
نظر کر اس دل بیمار پر چشم ترحم سے

کبھی کعبہ کبھی گلستان گاہ کوے یار کو سمجھا
دل دیوانہ نے سو پھیرے کروائے تو ہم سے

نہ ہوگی حور کو نہ انکے بھی مومن کو یہ راحت
ملی راحت ہمارے سر کو جو خشت سر خم سے

اگر دل مین ہوا او حصلت جو بہشتی ہے
بنی آدم کو لازم ہے تنفر نان گندم سے

اثر پیدا کرینگے عاشق صادق کے نالے بھی
گریبان چاک گل کرتے ہین بلبل کے ترنم سے

دیا دلق فقیری اے فلک اچھا کیا تونے
نہ آلودہ ہوا امیر احمد سنجاب و قاقم سے

تمھارے چہرے کو بھی اپنے دیوانون مین لکھیگا
نہایت ملتفت ہے وہ پریرو ای جنون تم سے

باقی اثر روح نہ قالب کا نشان ہے
عبرت کا محل ہے نہ مکین ہے نہ مکان ہے

جویا ہون عبث خانۂ دلدار کہان ہے
کعبہ ہے اگر دل تو یہی اوسکا مکان ہے

لے شوق سے وہ جان اگر طالب جان ہے
اوسکی یہی مرضی ہے تو کیا اپنا زیان ہے

یون متفق اللفظ ہر اک پیر و جوان ہے
اوستاد تر اشاعرون مین سیف زبان ہے

اس عمر مین اچھا نہین ہمکو خفقان ہے
پہلو مین وہ موجود ہے آنکھون سے نہان ہے

آزردہ عبث نالے سے وہ جان جہان ہے
انصاف کرے دل مرا قابو مین کہان ہے

سبزہ وہ پہ رخ یار کے ریحان کا گمان ہے — برگ گل تر اوس لب نازک سا کہان ہے

وہ ولولہ وہ جوش جوانی کا کہان ہے — پیرون کو عبث خواہش معشوق جوان ہے

خاموش ترے سامنے غنچہ کا دہان ہے — حسرت سے ترے انکھون کو نرگس نگران ہے

کیا مستی ہے کیا بیخودی اہل جہان ہے — جو رند ہے اس میکدے مین پیر مغان ہے

حیران ہون دل اوسکا جو کسی سے نہین اوچھلا — پھر کس لیئے ہر دم مجھے جوش خفقان ہے

کرتا نہ کبھی جان کے مین چاہ ذقن مین — سوجھا نہ مجھے چاہ مین اوسکے یہ کنوان ہے

بیدار ہی تو کیا خواب مین بھی سو نہ سکے ہم — سوتے مین بھی دریا مری چشمون سے روان ہے

ہر بار دباتے ہو ہمین ترچھی نگہ سے — کچھ تیز بہت اندنون مژگان کی سنان ہے

کسنے نہین چکھا لب شیرین کے مزے کو — اس ذائقہ سے اک مری محروم زبان ہے

گو حال دل زار زبان سے نہین کہتا — سب جانتے ہین کس سے مرا راز نہان ہے

آگاہ جو کرتا ہون کبھی مطلب دل سے — یون ہنس کے وہ کہتے ہین ترا دھیان کہان ہے

ثابت یہ ہوا گردش افلاک سے ہمکو — اوسکی جو توجہ ہو تو ہر پیر جوان ہے

دل دیتے نہ ہم جان کا دینا تھا گوارا — یہ جانتے گر اوسکا لقب جان جہان ہے

ہر روز نہین گر قلق دل کو ترقی — کیون آج مجھے کل سے زیادہ خفقان ہے

کس طرح سے ممکن ہو رسائی مری اوس تک — وان پیک خرد جا نہین سکتا وہ جہان ہے

مصروف شب و روز ہو دنیا کی طلب میں
عقبی کا بھی اندیشہ کچھ اے اہل جہان ہے

مستی گلگون نہوئی عید کے دن بھی
شوال بھی اپنے لئے ماہ رمضان ہے

نالون سے صدا آتی ہی آواز جرس کی
آنکھون سے مرے قافلہ اشک روان ہے

لشکر میں تمامی کے نشان ساتھ تھے جنکے
ثابت نہیں قبرون کا کہان اونکا نشان ہے

جب فصل بہار آئی جنون کو ہوا سودا
پھر گریہ و زاری ہے وہی آہ و فغان ہے

بیمار کا اپنے جو مداوا نہیں کرتے
یہ یاد رہے تمکو کہ اچھا نہیں کرتے

تیرا سا تو ہم عشق زلیخا نہیں کرتے
ہو جس سے محبت اوسے رسوا نہیں کرتے

کیون آنکھ چراتے ہو کیا قتل جو بے جرم
پھر خون کا ہم آپ سے دعوی نہیں کرتے

ہر چند گدا ہم ترے کوچے کے ہیں لیکن
سایہ کی ہما سے بھی تمنا نہیں کرتے

صورت ہی نہ دکھلائینگے شکل دہن یار
جبتک وہ دہن ڈھونڈ کے پیدا نہیں کرتے

تقریر میں اک آپ کی ہے سحر بیانی
دو باتون میں کس شخص کو شیدا نہیں کرتے

کیون وصل کو ترساتے ہیں ہر لحظہ یہ کافر
کیون رحم یہ بت ہمپہ خدایا نہیں کرتے

بیفائدہ ہی دل سے جو کہیے ستم یار
مجنون سے کبھی شکوہ لیلا نہیں کرتے

گر دیدہ تر سے مرے شرمندہ نہیں ہیں
کیون مجھسے کلام اب لب دریا نہیں کرتے

کب یاد نہیں آتے ہیں ہمو مژہ یار
کب خار یہ دل میں مرے کھٹکا نہیں کرتے

عارض کو ترے دیتے ہیں جو ماہ سے تشبیہ
ہم ناز پر حسن سے یہ بیجا نہیں کرتے

الفت کا سمجھتے ہیں جو انجام برا ہے
ہم اسلئے ہم دل کو لگایا نہیں کرتے

بلبل تجھے کیوں باغ میں صیاد کا ڈر ہے
عاشق تو کبھی جان کا مرنا نہیں کرتے

بت پردہ نشیں ہمسے ہیں قدرت ہے خدا کی
کب دیکھنے کیو اسلئے ترسا نہیں کرتے

کیا ڈر ہے ہمیں شوق سے آئے ملک الموت
خود مرتے ہیں ہم زیست گوارا نہیں کرتے

ان روزوں جو موقوف ہے صیاد کا آنا
مرغان چمن باغ میں کھٹکا نہیں کرتے

انکار مرے گھر ہمیں ہے آنے کا نہ آؤ
بیزار کو ہم آپ بلایا نہیں کرتے

یہ تم سے گلا ہے ہمیں یاران گذشتہ
سوغات سفر کچھ ہمیں بھیجا نہیں کرتے

خود خار مغیلان سے الجھتا ہوں میں جا کر
کانٹے مرے تلووں میں جو کھٹکا نہیں کرتے

اے گلرخو بلبل کی طرح نالوں سے اپنے
ہم باغ جہان میں تمہیں رسوا نہیں کرتے

مجنون کی طرح عشق میں جو خاک نشین ہیں
وہ فرش بجز دامن صحرا نہیں کرتے

جو لوگ تہیدست ہوئے جور فلک سے
کیون ملک قناعت پہ وہ قبضا نہیں کرتے

مکراتے ہیں سچ بات کو وہ ضد سے مگر ہم
چپ رہتے ہیں تکرار نہیں جھگڑا نہیں کرتے

قسمت کا ہے جو رزق وہ پہونچتا ہے رازق
کیون صبر و قناعت سگ دنیا نہیں کرتے

کیون مردم دیدہ کی طرح دیدۂ تر مین
تم بیٹھ کے سیر لب دریا نہین کرتے

شب باش جنون کوچۂ جانان ہی مین ہو تم
صحرا کے جو چلنے کا ارادہ نہین کرتے

جائے حیرت جلوۂ معبود ہے
چشم سے پنہان ہی پھر موجود ہی

زندگی اب ہجر مین بے سود ہی
جان کے نقصان مین بہبود ہی

خود پرستون خود سرون کیو اسطے
جائے عبرت قصۂ نمرود ہے

کس طرح بر آئے دل کا مدعا
جو کہ قسمت مین نہین مقصود ہی

بندگی حق کو اے غافل نہ بھول
عبد تو جسکا ہے وہ معبود ہے

تنگ چشمون سے نہ کر امید خیر
دل دنی کا مطبخ بے دود ہی

جلد آ پھر پھیر قاصد ا
یار کی کب سے خبر مفقود ہے

یاد حق ہے آمد و رفت نفس
ذکر ارہ کی صدا موجود ہے

ساز دل چھپتا نظر آتا نہین
عشق کو پردہ دری مقصود ہے

اونکی محفل مین یہ سر مانند شمع
کٹ چکا سو بار پھر موجود ہی

جوش وحشت مین جنون کے سامنے
کیا رقیب روسیہ موجود ہے

طبیعت فکر سے اپنی لڑھی ہے
نہ اوترے گی یہ وہ ندی چڑھی ہے

یہ کیسی کشمکش پیر مغان ہے
مگر تکرار رندون مین بڑہی ہے

نہین کچھ پاس حسرت دخت رز کو
نہایت منہ لگی ہے سر چڑھی ہے

کھلے ہین گلبدن ہیلی کی کلیان
گلی کی تیرے کیا کرتی گڑھی ہے

اوترتے ہی نہین دم بھر مسیحا
ترے بیمار کو کیا تپ چڑھی ہے

بلا کچھ ہوگی نازل آسمان سے
ستم جوئی تری حد سے بڑہی ہے

خدا دل کو بچائے اوس غمزہ سے
چھری یہ سان کی اوپر چڑھی ہے

نکلنا جان کا ہے سخت مشکل
مکان قلب پتھر کی گڑھی ہے

اگر مجھ سے نہین ہین وہ کشیدہ
تو پھر بھو یہ کیون تیوری چڑھی ہے

یہ غل کرتی ہے کیون حد او آتنا
مگر زنجیر پا کیسی کڑھی ہے

کمر مین ہاتھ ہے پیر مغان کے
یہ کیا بیوقت کی مجکو چڑھی ہے

سنو عشق جوانی کی حکایت
گلستان باب پنجم تک پڑھی ہے

رولاتی ہے ہمین کس سرو کی یاد
کہ ندی شہک کی ہانسون چڑھی ہے

تمہارا نام ارباب وفا کو
حصار امن مستحکم گڑھی ہے

اوتر جائیگا سر دم بھر مین تن سے
فسان پر تیغ قاتل کی چڑھی ہے

جدا کیا احمد و حیدر کو ہم نہین
حدیث لحمک لحمی پڑھی ہے

ہوئی کیا اس طرف آمد جنون کی
جو تپ شیر نیستان کو چڑھی ہے

لبون پر دم اجل سر پر کھڑی ہی
پر اپنی آنکھ قاتل سے لڑی ہے

بیان کیا کیجیے طول شب ہجر
کہین روز قیامت سے بڑی ہی

ق
سحر ہو وصل کی یا صبح محشر
سواری یار کی در پر کھڑی ہی

دلا ہی جان کے جانیکا سامان
مگر سمجھا ہو رخصت کی گھڑی ہی

وہ بدظن خود بخود مجھسے نہین ہین
در اندازون نے کچھ اوسسے جڑی ہی

درازی کیا کہون آہ رسا کی
کہین زلف دوتا سے بھی بڑی ہی

ہم اے ساقی وہ رند بادہ کش ہین
ہمارے گھر مین دختر رز پڑی ہی

ق
اودھر جانے یہ وہ بیٹھے ہین گھر پر
ادھر سینے مین آ کر سانس اڑی ہی

ٹھہرتا ہو نہ دل نہ یار جانی
غضب ہی جان آفت مین پڑی ہی

تمہاری کونسی کڑیان نہ جھیلین
یہ ہجر یار کا ہے کی کڑی ہی

نگاہ پھیر لی ای جان تمہاری
مری نظرون مین مدت سی گڑی ہی

نگہبان زلف ہی چاہ ذقن کے
یہین کیا حسن کی دولت گڑی ہی

ہمارا اودل ڈھرکتا ہی شب وصل / گھر مین اونکے جب بجتی گھڑی ہی

گھٹا چھائی ہی رند میکدے پر / لگاؤ تاک دخت رز کھڑی ہے

فراق یار دیکھین کیا دکھائے / ہمین تو وصل کی عادت پڑی ہی

دیے غیرون کو باسی ہار اوسنے / گلے تازہ مصیبت یہ پڑی ہے

رولاتی ہی یہ کسکی یاد دندان / لڑی تا اشکون کی موتی کی لڑی ہی

گل سوسن بنا ہے غنچۂ گل / لگائے وہ جو مسی کی دھڑی ہی

نہین زنجیر پا اے ناتوانی / ابھی درپیش اک منزل کڑی ہی

یہ کیسا ابر غم چھایا ہی دل پر / یہ آنسو ہین کہ ساون کی جھڑی ہی

وہ دیوانہ ہون سو سوسن کی بہاری / مرے زنجیر کی ہر اک کڑی ہی

جھپکتی ہی نہین جو نزع مین بھی / کہان یہ آنکھ اب جاکر لڑی ہی

مسی ظلمت دہن ہی آب حیوان / بھلا اسمین بھی کچھ دھوکا دھڑی ہی

جنون جو یار سے کہنا ہو کہلو
ابھی تک رات باقی دو گھڑی ہی

ہوائے کبر کیون سر مین بھری ہی / تبون کو کیا خدا سے ہمسری ہی

کیا مالک خدا نے خشک و تر کا / لب اپنے خشک آنکھون مین تری ہی

کمان ابرو ہین عالم سے کشیدہ
عجب خلقت ہین اونکی خودسری ہی

نہ انکھڑی کبھی جھپکی کسی سے
ڈری ہی یہ تو خالق سے ڈری ہی

نہ ابرو ہین وہ چشم سیہ گون
گلابی طاق مسجد پر دھری ہی

جنون مین کچھ نہین بیڑی کی حاجت
مری زنجیر میری لاغری ہے

وہ بدخش ہی مری جنس طبیعت
یہ کھوڑے بھی جب دیکھو کھری ہی

فشار قبر ہے یہ تنگدستی
عذاب جان مفلس بیزری ہی

بشر سیکھے نہ عقرب کا طریقہ
کہ جوہر آدمی کا بے شری ہے

نہو الفت مین سر کٹنے کا دھڑکا
جو وقت امتحان ٹھہری کھری ہی

بجھاونگا اوسے خون جگر سے
دل سوزان یہ جو بجلی بری ہی

ترے ہاتھون کی ہی خود شوخ رنگت
پسے پر بھی تو یہ مہندی ہری ہی

مہ کنعان سے کیا تشبیہ دون مین
زمانہ اوس قمر کا مشتری ہے

رقم وصف قمر کرتا ہون ہر دم
قلم کی نوک ناوک کی سری ہی

سخن کا مرتبہ جانے سخندان
شناسا اس گہر کا جوہری ہی

مرے پر فرق کیا شاہ و گدا مین
نہ گدڑی ہی نہ پوشاک زری ہی

اگر ہے گنجینہ عالم کا دفتر
عجب ترتیب کی بے ابتری ہے

ذرا انصاف سے اہل شریعت
جو دیکھیں بہت گناہوں سے بری ہے

جنون تو جسپہ دیوانہ بنا ہے
وہ آدم زاد کیا رشک پری ہے

کہہ چکے تم برا بھلا تک بھی
ہمنے مانا نہیں برا تک بھی

کی مسیحا کی التجا تک بھی
درد دل کی نہ کی دوا تک بھی

کسکو دور فلک میں ہو راحت
گردشوں میں ہو آسیا تک بھی

تھا یہ اعجاز دست موسی میں
اژدہا بنگیا عصا تک بھی

فخر عیسے نہ کیون علی کو کہیں
تابع حکم ہے قضا تک بھی

ہو مقابل جو خاک پا سے ترے
گرد ہو جاے کیمیا تک بھی

کیا امان اوس سے جانگی مانگیں
دی نہ قاتل جو خون بہا تک بھی

چشم مردم سے اس زمانہ میں
اوٹھ گیا پردۂ حیا تک بھی

کیا گریبان کا ذکر وحشت میں
چاک ہی دامن قبا تک بھی

دیکھکر اوسکے چال کا عالم
دل تو کیا پس گئی حنا تک بھی

نکیا روز حشر قاتل سے
ہمنے دعواے خون بہا تک بھی

شیر قالین وہ نکمے بیٹھے ہیں
جو نہ رکھتے تھے بوریا تک بھی

دل غنی فقر مین رہا ایسا
خاک سمجھا مین کیمیا تک بہی

ضعف مین دست مرتعش کے سبب
زر رہا ہاتھ مین عصا تک بہی

دیکھکر اوسکی چینی رنگت
زرد ہو روے کہربا تک بہی

رہے برسون گلی مین اوس گل کے
نہ صبا کی بندھی ہوا تک بہی

نہ بتون کو ملی ستم کی سزا
تا نشین ہو چکین خدا تک بہی

کیا ہوا چھا مریض عشق جنون
کہ میسر نہین دوا تک بہی

رنج اوٹھاے سہے جفا تک بہی
نہ کیا تجھسے پر گلا تک بہی

کون اپنا ہو کوے یار مین دوست
چشم دشمن ہے نقش پا تک بہی

دل تہا شیشہ سے بہی مرنازک
ٹوٹنے مین نہ دی صدا تک بہی

میرے دل مین نہین کشش ورنہ
جذب رکہتا ہے کہربا تک بہی

وے چکا نذر میرے اشکون کو
آبرو دُر بے بہا تک بہی

جاے قاصد مرا وہان کیونکر
کہ نہ پہونچے جہان دعا تک بہی

دل کو دیسے نہ کیونکر اوسکی چشم
بس گیا جسپہ توتیا تک بہی

بلبل مست کے ترانون پر
زر تو کیا گل نے دی قبا تک بہی

کسکی عناب لب کا ہون بیمار — ناتمہ آتی نہین دوا تک بھی

فقر مین کیا عجب جو غرق رہے — گھر مرا موج بوریا تک بھی

تیرے ہاتھون سے او ستم ایجاد — خون دل پیتی ہے حنا تک بھی

جلوۂ دخت رز اگر دیکھے — لوٹ ہو جاے پارسا تک بھی

یارب آئے وہ شاہ حسن نظر — سلطنت پہونچی مجھہ گدا تک بھی

میرے نالون سے ہوش اوڑ سکے — دم نہین مارتا درا تک بھی

نسبت اعلی سے رکھتے ہین اگر — استخوان پہونچینگے ہما تک بھی

اوڑتے سے میری بے پری کی خبر — پہونچے صیاد بیوفا تک بھی

مشک دیکھا نہ زلف جانان سا — ہم ختن سے گئے خطا تک بھی

ٹھوکرین کھاتے ہرزہ گردی سے — پہونچی ہے مجھہ برہنہ پا تک بھی

حرف التہاب مین ہوا سب خط — لکھنے پائے نہ مدعا تک بھی

اب کہو کیا کہون تو تمکو — شوق مین کہہ چکا خدا تک بھی

کیونکر اوس تک جنون رسائی ہو
جب نہ پہونچے مری دعا تک بھی

جاہ و حشم نہ ملک نہ شوکت نہ شان دے — اک قبر کی نجف مین زمین آسمان دے

صیاد کے ستم سے خدا ہی امان دے
سینے مین مرغ دل یہ تڑپ کر نہ جان دے

لذت بھی دے جو مجکو تو یون آسمان دے
جسطرح تیغ زخم کے منہ مین زبان دے

تا چند کوئی وعدہ خلافی مین جان دے
سچا ہو وہ صنم تو خدا اور پیمان دے

رنگینیان وہ جب کیے اوس گل کو وصف مین
بلبل کو خود نہ اپنی فراد استان دے

سودے مین زلف و رخ کے یہ پھرتا ہو رات دن
ایسی بھی گردشین نہ ہمین آسمان دے

اوسکی مژہ کی تیز چھری سے جو بچ رہے
تیر نگہ نہ طائرِ دل کو امان دے

پامال فوجِ غم ہون یہ ظاہر نہین ہے حال
نکلے جو دل سے آہ علم کا نشان دے

صیاد پر کترتا ہے فصل بہار مین
بلبل کہین پھڑک کے قفس مین نہ جان دے

مین بھی نہالِ باغ جہان مین ہون اے فلک
معشوق سبزہ رنگ کوئی نوجوان دے

قسمت سے وہ غلام ہو گلشن کو باغبان
رہنے نہ شاخِ گل پہ کبھی آشیان دے

قاصد سمجھکے مانگیو اوس سے جوابِ خط
چھٹتے نہ گالیان کہین وہ بد زبان دے

پھولے پھلے چمن کو اُجاڑا بہار مین
گلچین کو کم ہی جتنی سزا باغبان دے

ٹھنڈی ہوا ہی ابر ہے گلشن ہے ساقیا
گاڑھی مری قدح مین ذرا اور چھان دے

وہ بھی پھریگا میری طرح گردِ سر تیری
کھانے ذرا ہما کو مرے استخوان دے

صیاد سے کچھ اپنی کہی اوسکی کچھ سنی
بلبل تجھے وہ گوش خدا وہ زبان دے

مرکر تو ہو قرار دل بیقرار کو
راحت تہ زمین مجھے اے آسمان دے

یارب کسی طرح تو سنون وعدہ وصال
قاتل نہین تو تیغ ہی مجھکو زبان دے

مسی سے آبروے در دندان کی کیا بڑھے
کیا رنگ یار کے لب لعلین پہ پان دے

فریاد مین جو بلبل شیدا کے ہو اثر
اپنی چھری سے آپ نہ صیاد جان دے

خط یار تک پہونچنے کا کیونکر یقین ہو
اوسکی گلی کا تو مجھے قاصد نشان دے

دیکھین نہ چشم کم سے قوی مجھ ضعیف کو
چاہے تو مور کو وہ سلیمان کی شان دے

رنگینیان وہ جیسے اوس گل کی وصف مین
سن لے جو عندلیب تو غیرت سے جان دے

اہل سکون ہین حادثہ دہر سے بری
جگہ زمین کو نہ کبھی آسمان دے

گہر آکے زخم دل مین کرے نشتر قرہ
یارب دہن دیا ہے تو مجھکو زبان دے

شمہ ترے کرم کا بیان ہو محال ہے
گر تو جنون کو ہر بن مو مین زبان دے

گلہ نہین ہی جو اوس بت کا رخ نقاب مین ہے
خدا کا نور بھی تو پردہ حجاب مین ہے

یہ جلیسے اے شہ خوبان ترے عتاب مین ہے
دل غریب ترے خوف و اضطراب مین ہے

دلیل عجز نہین گوشہ گیری کامل
کہ زشت رو نہین یوسف اگر نقاب مین ہے

رہیگا حشر صفت حشر تک یہ گردش مین
شریک خاک مرے ساغر شراب مین ہے

تڑپ گیا ہی یہ دل اوسکی یاد دندان مین چمکتی برق کو دیکھا اگر سحاب مین ہے

نجس سمجھا خرابا تیون کو اے زاہد انھین بھی شوق طہارت خم شراب مین ہے

دماغ جان کو معطر یہ کسکی بو نے کیا عرق یہ کونسے گل کا ملا گلاب مین ہے

عوض جواب کے باتین ہین گالیان صاحب یہ عیب تو مرے معشوق لاجواب مین ہے

گریگا ابلق لیل و نہار کیا جلدی وہ تیز رو ہی تو یان بھی قدم رکاب مین ہے

سنیگا کون تری بکبکے نہ جا واعظ ہر ایک مست ازل نشۂ شراب مین ہے

شفا مریض کو مردی کو قبر مین راحت اثر یہ خاک در ابن بوتراب مین ہے

سمند ناز پہ آتا ہی مہر وش میرا ہلال نکلے مہ چاردہ رکاب مین ہے

نشیلی آنکھون مین ساقی کی ہی جو کیفیت بھلا یہ لطف کہان ساغر شراب مین ہے

حیا کے پردے مین آنکھین جو تم چراتی ہو یہ چشم پوشی تو داخل نہین حجاب مین ہے

مزا جو صبر مین حاصل ہے خاکسارون کو نہ نان گرم مین لذت نہ سرد آب مین ہے

درازی شب فرقت کو عرض کیا کیجے کہ طول روز قیامت کا کس حساب مین ہے

ہوا ہی ابر ہی سبزہ ہی اور ساقی ہے نزول رحمت حق ہو اگر سحاب مین ہے

خوشا وہ پاؤن جو چلتے ہین راہ مین اوسکے خوشا وہ ہاتھ کہ جو یار کی رکاب مین ہے

بجھے گی پیاس بھلا خاک تشنہ کامون کی بجز نمائش آب اور کیا سراب مین ہے

گیا ضعیف یہ اوس نوجوان کی دو رنج — کہ طور پیری کا سب عالم شباب مین ہے

خوشا نصیب جو میخانہ مین گڑھے پس مرگ — حکیم ہوکے فلاطون خم شراب مین ہے

ہمارے تیری بھی اخلاص ہو یوہین اے ترک — کہ ربط عاشق و معشوق جیسے واب مین ہے

فقط شباب کی حسرت مین پیر مرتے ہین — تو اب دھوکے کی ٹٹی مگر خضاب مین ہے

ہنسین جو دانت نہ کیون موتیون کے پانی پر — رقم نہو جو مقابل وہ کس حساب مین ہے

مین شہر علم ہون اور در مرا اور ہے
جنون یہ قول پیمبر علی کے باب مین ہے

گزک کا ذائقہ کچھ نشہ شراب مین ہے — مزہ عجیب نمک مرچ کا کباب مین ہے

یہ کسکی عارض روشن کا عکس آب مین ہے — پری کا جلوہ ہر اک شیشہ حباب مین ہے

خوشا وہ جان کہ جو وحشت عذاب مین ہے — خوشا وہ دل کہ تری دوری سے اضطراب مین ہے

مٹے فساد کہین جلد ہو چکے محشر — یہ جان خوف و رجا سے بڑی عذاب مین ہے

وہ روز حشر بھی کا ہے کو بات پوچھینگے — بھلا یہ بندہ ناچیز کس حساب مین ہے

یہ جانکر اوسے عریان کیا نہ وصل کی شب — کہ بیحجابی سے بڑھکر مزا حجاب مین ہے

ہجوم بلبلون نے آگے گرد و پیش کیا — گلون کو توڑ کے گلچین بڑی عذاب مین ہے

شب وصال مین بھی چونک چونک اٹھتا ہون — یہ روز ہجر کا مجکو خیال خواب مین ہے

اگر گناہ ہے بہتان مین بتا زاہد — تو پھر یہ کس لیے بندش تری خضاب مین ہے

سیاہ وخال جو اوس روے صاف پر دیکھا — گمان ہوا کہ زحل برج آفتاب مین ہے

تڑپ نہ جاتی ہو دل کی نہ موت آتی ہے — شبِ فراق مری جان کس عذاب مین ہے

خدا کی یاد جوانی مین چاہیئے غافل — ثواب بندگی حق بہت شباب مین ہے

قسم ہے تجکو رسالتماب کی قاصد — کوئی حسین مرے یوسف کے بھی جواب مین ہے

بجا ہے کہیے جو انکو شراب کے پتلے — ازل سے رندونکی مٹی گندھی شراب مین ہے

عجب کی جا ہے کہ فتنہ ہو اب تلک بیدار — تمہاری بزم مین محمل تلک تو خواب مین ہے

ہوئی ہو مدحتِ حیدر سے ذوالفقار زبان — فرشتہ خان سے بھی یہ بند کب جواب مین ہے

یہ تجکو بحر مین عکس اوسکا دیکھکر سمجھے — کہ ایک چاند فلک پر ہو ایک آب مین ہے

نہا ہو جام بلورین بھی ساغر یاقوت — وہی ہو مے مین جو تاثیر آفتاب مین ہے

سوال وصل کرو دن اوس سے دل تڑپنے مین — دعا قبول وہی ہو جو اضطراب مین ہے

دل شکستہ مین کر جستجوی جلوۂ دوست — نہان یہ گنج اسی وادی خراب مین ہے

جہان کی سیر جو کرتا تھا جام مین جمشید — وہ میرے پیشِ نظر ساغرِ شراب مین ہے

زبان ناطقہ ہو بند اہل عرفان کی — کلام کسکو ترے حسن لاجواب مین ہے

سر سنگ گرم ہے اور اپنی آہ سوزان سے — زمین بلا مین پڑی ہو فلک عذاب مین ہے

مثال یار کی محرم سے دن آوے کیونکر
مشابہت کے سوا اور کیا حجاب مین ہے

زمانہ پیری کا آیا گئے شباب کے دن
جنون بس آنکھ تو اب کھول کیسی خواب مین ہے

نہ ہر دم بادبان بالائے کشتی ناخدا باندھے
خدا کے کارخانے مین نہ یہ اپنی ہوا باندھے

وہ خود رنگین ہین مثل پنجۂ مرجان کوئی کہدے
نہ ان ہاتھون پہ اپنے رنگ کی تہمت حنا باندھے

نہین وقت معین کوئی اس منزل سے جانیکا
کہ ہے رخت سفر ہر دم نہ کیون شاہ و گدا باندھے

ابھی بیماری غم سے مریض غمکو صحت ہو
بجائے حرز جان لکھکر جو نام دلربا باندھے

تمہاری جبہہ سائی سے شرف ہو مہ جبینون کا
عجب کیا پنجۂ خورشید دست التجا باندھے

لب جانبخش کے آگے بھلا کیا پیش جائیگی
مناسب ہے دم عیسی یہان اپنی ہوا باندھے

دل و جان ہے جو مین مشتاق تھا قاتل کے خنجر کا
بجائے حرز بازو پر مرے آہن ربا باندھے

ہماری تیز رفتاری کا اوسپر حال کھلجائے
اگر دامن کو دامن سے کبھی باد صبا باندھے

گناہ عشق مین تعزیر کا مشتاق ہون یا رب
حسین کوئی رسن مین زلف کے میرا گلا باندھے

نظر سے دیکھتے ہی دیکھتے اک پل مین غائب ہو
کوئی تار نگہ سے کیا ترا دزد حنا باندھے

بہت ہی حسرت نظارۂ وقت قتل ڈرتا ہون
کہین پٹی نہ میری آنکھ پر وہ بیوفا باندھے

ترے کوچے مین لوٹے تو آہ سحر اے گل
گرہ مین پر تری نکہت نہ دامان صبا باندھے

اگر سدِ سکندر ہو تو توڑے جزر و مد اسکا	کوئی دریائے چشمِ تر کا پل باندھے تو کیا باندھے
غضب ہی دل مین رہجائے اگر حسرت تڑپنے کی	کہین ایسا نہو جلاد میرے دست و پا باندھے

یقین مجکو جنون ہی یار کی یہ شوخ چشمی سے
رسن گردن مین آہوئے ختن کے بجھیطا باندھے

آبیاری بہر حسنِ روئے جانان چاہیئے	ایسے گلشن کے لیئے چاہِ زنخدان چاہیئے
مر گئے پر بھی ہوائے زلف پیچان چاہیئے	جس جگہ مدفن ہو اپنا سنبلستان چاہیئے
حسنِ مضمون کی لئی بندش بھی پیچان چاہیئے	ہمدگر دونون ہین دست و گریبان چاہیئے
اوسکی روئے ہی وعدہ آج آنیکا کیا	بزم عشرت کو بھی سامانِ سلیمان چاہیئے
رخنۂ در چشمِ حور اور قصر ہے قصرِ گوہر	گھر ترا جنت ہی دربان اسمین رضوان چاہیئے
دیکھکر کشتی میری دریا تلاطم خیز ہے	ناخدا کیسا خدا میرا نگہبان چاہیئے
ہاتھ وہ آتا نہین اور اس دلِ بیمار کو	سونگھنے کیواسطے سیبِ زنخدان چاہیئے
ملکے مہندی پنجۂ مرجان اتارا آپنے	پھیرنا اب پنجۂ خورشیدِ تابان چاہیئے
جبکہ یوسف سے زلیخا کر چکی گرگ آشتی	یون کہا جھنجھلا کے اسکو بند زندان چاہیئے
فرقۂ عشاق کا ہو تنگ گر ہو طولِ عمر	ڈوب مرنے کو خضر سیان آب حیوان چاہیئے
ایک دل نالان ہوا تو کچھ نہین اسمین کمال	مثل نے عشاق کا ہر بند نالان چاہیئے

وہ پری کہتا ہی یہ مجکو سُنا کر ہر گھڑی
ایک بوسہ کے عوض ملکِ سلیمان چاہیئے

گُل کو بُلبُل سے تکلف ہی جو پہنے ہی قبا
بے تکلف جو کہ ہو معشوق عریان چاہیئے

غنچہ و نرگس ہین کب مثلِ دہان و چشمِ یار
مردمک اوسکو تو اوسکے منہ مین دندان چاہیئے

ہی قناعت جسکو کافی ہی اوسے گھر مور کا
ہی طمع جسکو اوسے ملکِ سلیمان چاہیئے

رنگِ زرد و آہ سرد و اشک گرم و فوج غم
اوس گلی تک مجکو جانے مین یہ سامان چاہیئے

یاد مین اک ماہرو کے جوش وحشت ہی مجھے
مہر کے پنجہ سے ہو ٹکڑے گریبان چاہیئے

وصل کی شب یار عاشق سے حجاب اچھا نہین
معرکہ جسجا ہو اوس جا تیغ عریان چاہیئے

بے گنہ وہ چشمِ جانان کے نظر بندون مین ہی
کیا جنون کے واسطے اب قید زندان چاہیئے

کیا تیغِ برق طور دکھاتی ہی چال کے
انداز اوسمین کب ہین تیری چال ڈھال کے

رُخ بدر ہی تو ابرو نہین خم ہلال کے
شہرے ہین تا فلک تیرے حُسن و جمال کے

گو شمع کو بنائے سانچے مین ڈھال کے
پائے فروغ آگے نہ اوس خوش جمال کے

بادِ خزان سے زور نہ شبنم کا جب چلے
رہ جائے کیون نہ آنکھ سے آنسو نکال کے

منہ کی جھڑی سے لگ گئی ہی ہجر یار مین
مجکو دکھائی آنکھون نے دن برشکال کے

آخر کو الفتِ قد موزون نے جان لی
قسمت مین اپنے تھے نہ ثمر اس نہال کے

مشتاق کسکے دید کے انجم ہین رات بھر
غرفون سے اپنے جہانکتے ہین منہ نکال کے

کب ہوسکیگی دل شکنی مجھ سے باغبان
توڑے کبھی نہ خام ثمر بھی نہال کے

شرم وحیا سے اور بڑھی آبروے حسن
قطرے گہر بنے عرق انفعال کے

ابرو دکھاتے ہین مجھے شمشیر کھینچکر
موے مژہ ڈراتے ہین خنجر نکال کے

ہلّت مین اپنے عار رہی منت بھی یار سے
خواہان ہجر ہین نہین طالب وصال کے

نیسان خجل یہ میرے در اشک سے ہوا
قطرے ٹپک پڑے عرق انفعال کے

نرگس کو سوجھتا نہین شبنم کا حال کیا
رکھے قدم چمن مین ذرا دیکھ بھال کے

اظہار راز عشق کیا طفل اشک نے
نادم ہوا مین آنکھون سے اپنے نکال کے

قدمون سے جو لگے اوسے آنکھو مین دون جگہ
مژگان نہ پاؤن یار سے کانٹے نکال کے

اوس سنگدل کے کوچہ مین ہر ہر قدم پہ مین
چلتا ہون اپنے شیشۂ دل کو سنبھال کے

سنکر جنون غزل یہ کہا مجھ سے یار نے
بے مثل تو نے شعر کہے ہین مثال کے

عجیب عالم غفلت مین اس جہان سے چلے
کہان سے آئے تھے ثابت نہین کہان سے چلے

ادھر نبی شب معراج کو مکان سے چلے
اودھر ملک پئے تعظیم آسمان سے چلے

مقام خوف ہے ابرو سے قرب مژگان کا
ہدف یہ دل ہے اگر تیر اس کمان سے چلے

یہ گردشین ہین دن رات ناتوانی مین
کہ شام کو تھے وہین صبح کو جہانسے چلے

نفس کی آمد و شد پر ہی زندگی کا مدار
جہاز جیسے کہ تحریک بادبان سے چلے

مقام گریہ ہی صیاد حال زار اپنا
کہ چشم بستہ قفس کو ہم آشیان سے چلے

نہین ہی مجھ سا کوئی عندلیب سبز قدم
کہ میرے آتے ہی گل زحمت خزانسے چلے

وہ بادہ کش ہون مین پر گرے جو قطرہ مے
سرشک سرخ میری چشم خونفشانسے چلے

نمود تن نہو کیون زخم تیغ قاتل سے
کہ نام مرد جہانمین اسی نشانسے چلے

اوڑائین خاک نہ صیاد و باغبان بلبل
کہین چمن مین نہ آندھی تیری فغانسے چلے

کدھر توجہ ساقی ہو بزم مین دیکھین
ہمارے حلقہ مین دیکھین قدح کہانسے چلے

وہ پاکباز تھا مین نہ جب اوٹھا تابوت
مشایعت کو ملک گلشن جنانسے چلے

نگاہ پھیرے ہین ناحق کو ساکنان عدم
نظر کی طرح پھر آئے وہین جہانسے چلے

نہ گرد ہی نہ کہین رہروون کے نقش قدم
چلے جو ڈھونڈنے کوئی تو کس نشانسے چلے

مثل ہی دوڑ کے چلتا ہی جو وہ گرتا ہے
سنبھل کے اشک جنون چشم خونفشانسے چلے

خجل زمین سے نہ شرمندہ آسمانسے چلے
وہانسے لائے نہ لیکر کچھ اس جہانسے چلے

حرم کو اوٹھکے صنم تیرے آستانسے چلے
کہان تکا قصد کیا حیف ہم کہانسے چلے

ہم اس طرح ترے اے جو روش مکانسے چلے
کہ جیسے حضرت آدم صفی جنان سے چلے

دکھاؤن جوہر تیغ بیان جو قاتل کو
چھری نہ ٹہر وکے کبھی پھر مری زبانسے چلے

وہ لیچلا ہون مین پشتارۂ عمل اپنا
کہ دو قدم نہین ممکن فرشتہ خانسے چلے

خموش ہو سحر وصل ہے خدا کے لئے
مے سے تو ہوش موذن تری اذان سے چلے

مقام حیف ہے صیاد آنکھ بھی نکھلی
کہ عین بے پر و بالی مین آشیانسے چلے

خدا نے ہمکو بچایا فلک کے احسان سے
کہ جیسے آئے تھے ویسے ہی اس جہانسے چلے

خزان مین کیسے کرے یاضت یہ ہم نہال ہوئے
کہ جب بہارکے دن آئے بوستانسے چلے

حضور داور محشر ابھی نہ لیجاؤ
فرشتو لینے دو دم آہ مین کہانسے چلے

ہزار رنگ کی چالین فلک کو یاد ہین جو
زمین خاک کوئی چال آسمانسے چلے

ہما ہی کھائے جو کھاتا نہین ہے اسگ یار
کسیکا کام تو اس مشت استخوانسے چلے

ہدف بنا ہوا مشتاق زخم ہون کیسے
کوئی تو تیر الٰہی کسی کمان سے چلے

سفر کیا تو بنی ریگ شیشۂ ساعت
کہ رفتہ رفتہ پھرا ہے وہین جہانسے چلے

حلال بلبلین کرنے چلا ہے گلشن مین
خدا کرے کہین صیاد و باغبانسے چلے

تری گلی سے ارادہ کرین جو اوٹھنے کا
تو جانیو یہی دل مین جنون جہانسے چلے

جب سے کہ عاشقِ بُتِ عیّار ہو گئے
ہم لاغری سے رشتۂ زنّار ہو گئے

کس گلبدن کے طالبِ دیدار ہو گئے
بیمار مثلِ نرگسِ بیمار ہو گئے

دیکھا جو ہنستے یار سے غیروں کو خواب مین
رویا مین روئے ایسے کہ بیدار ہو گئے

صیّاد نے قفس مین بہت تنگ جب کیا
ہم مثلِ روح اوڑنے کو تیّار ہو گئے

ہر دم ہی بیقراری و بدخوابی و قلق
اک ہجر سے ترے کئی آزار ہو گئے

مانندِ اشک کب نہ ہوے ہم شریکِ درد
کھا کھا کے رنج غیر کے غمخوار ہو گئے

موسیٰ کو تابِ دیدِ تجلّی اگر نہ تھی
پھر کیا سمجھ کے طالبِ دیدار ہو گئے

مانندِ سایہ ضعف سے جنبش محال ہی
جیسے سبک تھے ویسے گرانبار ہو گئے

ملتی ہی آنکھ جذبۂ دل نے کیا اثر
چھٹتی ہی اون سے ملنے کی اقرار ہو گئے

رویا یہ مین لہو کہ بہا اون سے بھی لہو
مانندِ زخم روزنِ دیوار ہو گئے

رنگِ چمن خزان مین جو نوعِ دگر ہوا
مرغانِ باغ اوڑنے پہ تیّار ہو گئے

وہ مست ہین نہین ہمین ساغر کی احتیاج
مستِ شرابِ الفت خمّار ہو گئے

کی کسنے سوئے میکدہ یارب نگاہِ مست
خالی سبو شراب سے سرشار ہو گئے

کانٹا بنے جو سوکھ کے اوس گلکی یاد مین
اپنے گلے کے آپ ہی ہم ہار ہو گئے

جاگے نہ بختِ خفتہ ہمارے کسی طرح
خوابیدگانِ خاک بھی بیدار ہو گئے

جنبش کی ہے نہ تاب طاقت کلام کی ہم اوسکے در پہ صورت دیوار ہوگئے

اوس تک سے کیئے دہن زخم نے کلام حیرت سے بند گو لب اظہار ہوگئے

محشر کے دن ہوئے مرے اعضا گواہ جرم اپنے جو تھے وہ اوسکے طرفدار ہوگئے

دیوانے سوئے دشت چلے جب بہار مین ہم بھی کمر کو باندھ کے تیار ہوگئے

کہتے ہین اندنون لب جان بخش یار کے عیسی ہمارے عہد مین بیکار ہوگئے

مدت سے بخت خفتہ جو اپنے تھے خواب مین سنکر صدائے پا ترے بیدار ہوگئے

سوز درون کے فیض سے محفل مین مثل شمع ہم آپ اپنی گرمی بازار ہوگئے

قاتل کو اپنے دیکھکے ہم اوٹھ کھڑے ہوئے گو زار تھے پہ مرنے پہ تیار ہوگئے

دلکے مکان مین کون ہوا ہی یہ اب مکین مصروف وجد جو در و دیوار ہوگئے

ہر اک قدم کے ساتھ ہی عمر روان دوان ہم جب سے تیرے رفتہ رفتار ہوگئے

قاتل سے میرے کہنے کو حال دل حزین گویا تمام تیرون کے سوفار ہوگئے

بستر سے ہجر یار مین اوٹھنا محال ہی زار ایسے ہین کہ جینے سے بیزار ہوگئے

آنکھونمین اشک ہین نہ جگر مین رہے ہین تیر دولت لٹائی عشق مین نادار ہوگئے

محشر کے روز خاک سے اوٹھنا ہو محال بار عمل سے ہم یہ گرانبار ہوگئے

عبرت ہوئی گئے جو کبھی ہم قبور پر سوتونکو دیکھ کے بیدار ہوگئے

آئی پسند دل کو تری چشم سرمہ گین | کاجل کی کوٹھری مین گرفتار ہو گئے
بوسہ لیا جو مصحفِ رُخ کا خفا ہوئے | کارِ ثواب کرکے گنہگار ہو گئے

رویا کبھی جو شرمِ گنہ سے مین اے جنون
تارِ آنسوؤن کے سبحۂ ابرار ہو گئے

ذات سے اوسکی توقع ہمین امداد کی ہی | واسطے جسکے بنا گلشنِ ایجاد کی ہی
روح کی عالمِ ارواح مین کی جسنے مدد | اوسی حامی سے توقع ہمین امداد کی ہی
زلفِ پرپیچ کا کیا خاک کھچے گا نقشہ | عقل چکر مین یہان مانی و بہزاد کی ہی
عمر بھر آپ نہ پہلو سے جدا ہون اک دم | یہ خوشی جان ہماری دلِ ناشاد کی ہی
خاک اوسے باغ لگانے کا ثمر حاصل ہو | لوٹنا آگ پہ تقدیر مین شدّاد کی ہی
غمِ فرقت نے کیا صورتِ نی خشک مگر | دل مین سوراخ ہین خوناله و فریاد کی ہی
لیگیا کون مرے دلکو مرے پہلو سے | خبر اتنی نہین صورت یہ مرے یاد کی ہی
راست بازون سے یہ ابرو کی کجی پھر کیون ہی | قدِ بالا مین تری شان تو شمشاد کی ہی
پسِ دیوار جو سنتے ہین وہ فریاد مری | ہنسکے کہتے ہین صدا یہ کسی ناشاد کی ہی
کلکِ قدرت سے کھنچی ہی تری تصویر صنم | نہ یہ مانی کی بنائی نہ یہ بہزاد کی ہی
باڑھ وہ ہی تری مژگانکی چھری پر قاتل | جس سے شرمندہ برشِ خنجرِ فولاد کی ہی

لوح دل پر ہی وہ تصویر خیالی اوسکی
روح بیچین ہی جسے دیکھکے بہزاد کی ہی

قصۂ بیر الم دل سے کہا کرتے ہین
چاہ جن لوگونکو اوس شوخ پریزاد کی ہی

اے پری زلف مسلسل کی ہی کافی زنجیر
تیرے دیوانے کو حاجت نہین حداد کی ہی

وصل کی شب جو خوشی ہو تری آیا رکہون
یاد مجھکو جو کہانی دل ناشاد کی ہی

تجھ سے اے ترک فلک مہر کی امید ہو کیا
رحم آجائے یہ عادت نہین جلاد کی ہی

سنتے ہی اشک جو شبنم کے ٹپک پڑتے ہین
کتنی پُر درد صدا بلبل ناشاد کی ہی

آب و دانہ کسے کہتے ہین رہائی کیسی
خوش ہین ہم اوسمین رضا جس مین کہ صیاد کی ہی

ہنسکے وہ مہر و محبت سے کبھی بات کرین
ایسی تقدیر کہان عاشق ناشاد کی ہی

سلسلہ اس سے اگر رکھے تو کڑیان جھیلے
زلف پیچان نہین زنجیر یہ فولاد کی ہی

اس لیئے مین نے جنون اسمین رقم کین بیتین
شامل ملک زمین یہہ مرے اوستاد کی ہی

یاد گلشن مین جو اوسکی قد آزاد کی ہی
سہل تقطیع مجھے مصرعۂ شمشاد کی ہی

تیغ ابرو جو ہی اوس ستم ایجاد کی ہی
جان لو موت کسی عاشق ناشاد کی ہی

اٹھکے سینے سے لبونتک کبھی نہین آسکتی
ناتوانی سے یہ حالت مری فریاد کی ہی

ہم تو مانینگے نہ دعوا تری یکتائی کا
سنتے ہین تیری سی صورت ترے ہمزاد کی ہی

دونو عالم کو فراموش کیا ہے ہمنے
ایک اُدنا سی یہ تاثیر تری یاد کی ہے

کوہ و صحرا پہ کرے قبضہ جو دیوانہ ہو
قیس کے ملک نہ جاگیر یہ فرہاد کی ہے

باغ مین کیون نہ ہین بلبل و قمری نالان
عشق گل اوسکو محبت سے اُسے شمشاد کی ہے

کہین غنچون کا چٹکنا کہین تیتونکی صدا
سارے گلشن مین دوہائی مرے صیاد کی ہے

نشتر خار سے کھلتی ہی ہر اک پاؤنکی فصد
دشت غربت مین جنون ترکسے فصاد کی ہے

مثل وصلی یہ دو عالم کا دو ورقہ ہی سیاہ
گر یہی مشق مجھے نالہ و فریاد کی ہے

کیسی پھولی ہوئی بیٹھی ہین خوشی سے بلبل
آمد آمد جو سنی باغ مین صیاد کی ہے

کیا عجب ہمکو میسر ہو اگر وصل پری
قدرت اللہ کو جمعیت اضداد کی ہے

باغ مین سرو و صنوبر جو قلم ہوتے ہین
آمد آمد مگر اوس غیرت شمشاد کی ہے

شہر ہستی سے پہنچ جاتے ہین دم مین ہر دم
راہ نزدیک نہایت عدم آباد کی ہے

ذبح فرمائے کہ پر کترے وہ بیمہری سے
ہر طرح دلسے محبت مجھے صیاد کی ہے

لاکھ خسرو کی زبان تیز ہو سنتا ہی کون
گوش شیرین مین صدا تیشۂ فرہاد کی ہے

دیکھکر آئنہ مین عکس وہ فرماتے ہین
کسنے تصویر یہ کھینچی مرے بہزاد کی ہے

کوہ و صحرا مین بھلا خاک غلط غم ہو مرا
یاد مجنون کی کبھی ہے کبھی فرہاد کی ہے

غنچۂ دل ہی شگفتہ کبھی پژمردہ ہی
نئی ہر دم روش اس گلشن ایجاد کی ہے

روبرو داورِ محشر کے شکایت کیسی
بلکہ منظور سفارش مجھے جلاد کی ہی

کاٹتا راہ کو چلتا ہی وہ شمشیر کی طرح
چال دنیا سے نئی اوس ستم ایجاد کی ہی

صدمۂ دام کی پروا ہی کسے بسم اللہ
منحصر اپہ جو روزی ہی مرے صیاد کی ہی

دشت وحشت مین وہ دیوانہ بنے پھرتے ہین
جستجو دل سے جنون جنکو پریزاد کی ہی

ٹھہرے نادان ہین جنکو زندگی کی ہی ہوس باقی
فنا ہی ساری دنیا ایکدن اللہ بس باقی

مین کہون پائے قاتل پر سر اپنی ہی ہوس باقی
دمِ بسمل یہی سجدہ مجھے کرنا ہی بس باقی

ارادہ ہی کہ لائین دخترِ رز کو عقد مین اپنے
کیا قاضی کو راضی رہ گیا ہی اک عسس باقی

رہائی کا نہ لونگا نام اے صیاد مین ہرگز
رہین گے جبتک اس گلزار مین دام و قفس باقی

پرِ طاؤس کی صورت فقط ہین یہ دکھانیکو
نہین گرمی ترے داغون مین کچھ اے بوالہوس باقی

رہے آنسو لبالب دیدۂ نمناک مین اپنے
رہا جبتک رسیلی آنکھ مین اوس گل کے رس باقی

بڑھا وعدہ خلافی سے کسیکے انتظار ایسا
کہ ہر اک روز وعدہ کا ہی گویا اک برس باقی

تری توسنکے شوخی سے مصور بسکہ ڈرتا ہے
بنانے مین وہ رکھ جاتا ہی کچھ شکلِ فرس باقی

گران گوشی سے گل نے کب سنی آواز بلبل کی
رہے نالے کو اوسکی حسرتِ فریادرس باقی

ستم سے اپنے او صیاد اب بھی باز آئے گا
اسیرانِ قفس کل مرگئے ہین مین دس باقی

خلش گر شوق ہے تو نیش عقرب کی طرح ہمسے
نہ ہجا ترے دل مین ہوس اے بلہوس باقی

یہ کسکی چشم میگون کا تصور دل مین ہے جس سے
نہ دہشت محتسب کی نہ رہی خوف عسس باقی

جو سیر باغ عالم کی تو دیکھا صاف یہ ہمنے
کہ جو دست گلچین ہے رہے ہین خار و خس باقی

یہ مفلس ہنگئے شیرین ادا اوس لب کی دعوت مین
گرہ مین نیشکر کے بھی رہا مطلق نہ رس باقی

خدا کی ذات ہے اور ہم فقط ہین کنج مرقد مین
کہان خویش و اقربا سے رہی کوئی پیش و پس باقی

نہین ہونیکی موقوف آمد و رفت اوسکے کوچے کی
رہیگی تمنین جبتک آمد و رفت نفس باقی

طمع جاتی نہین دولت کی دلسے اہل دنیا کے
ہزارون نعمتین کہاتا پہ ہے حرص مگس باقی

ہماری عمر گذری گو کہ شغل آہ و زاری مین
ہزارون نالے اپنے بھی ہین یہان مثل جرس باقی

نکلجائیگی حسرت دلسے اپنے زخم کہانے کی
رہیگا بازوئے شمشیر قاتل مین جو کس باقی

کیا ہے یار نے وعدہ ٹھہر کرلے اجل آنا
رہین ہین کچھ کشاکش مین مرے تار نفس باقی

خیال یار نے چھوڑا جنون کب ساتھ صحرا مین
دل دیوانہ کا ہمدرد ہے یہ ایک بس باقی

ابھی کم سن ہین شوخی نہ ادا آتی ہے
نام عاشق سے اونہین شرم و حیا آتی ہے

پاؤن کو سر سے تری زلف دوتا آتی ہے
یا فلک سے یہ کوئی تازہ بلا آتی ہے

بسکہ کوچے سے کسی گل کی صبا آتی ہے
جامۂ گل کو گلستان مین بسا آتی ہے

یاد ہستی مین مجھے راہ فنا آتی ہے — پائے رہرو سے لب وارد کی صدا آتی ہے

شوخیونکا تری شہرا جو نہین گلشن مین — کس لیئے باغ سے پسنے کو حنا آتی ہے

بڑہگیا قافلہ احباب کا حسرت مین ہین ہم — دور سے کان مین آواز درا آتی ہے

ہون تو مین کاہ پہ چاہون تو کرون کوہ کو جذب — کشش ایسی مجھے اے کاہ ربا آتی ہے

نالے کرتا نہین اس سینۂ پر داغ مین دل — باغ سے بلبل نالان کی صدا آتی ہے

تیغ ابرو سے جو اک ہوگئے دل زخمی ہے — ہر در زخم سے جنت کی ہوا آتی ہے

تیرے کوچے کی ہے کیا راہ رو ملک عدم — وہی جاتا ہے وہان جسکی قضا آتی ہے

پہ چمن دہر مین دیدار سے محروم نہین — ہمکو نرگس کی طرح آنکھ لڑا آتی ہے

دل عشاق سر دست چرا لیتا ہے تو — کتنی چوری تجھے اے دزد حنا آتی ہے

اوسکے گھر خائف و ترسان مین سنجا ہون کیونکر — جسکے کوچے سے اجل رو بقضا آتی ہے

ہے محفوظ بہار اسکی خزان سے یارب — گلشن زخم سے کیا بوئے وفا آتی ہے

قافلے جاتے ہین ہستی سے عدم کو دم نزع — ہچکیان لینے مین آواز درا آتی ہے

چاندنی آگ لگاتی ہے ترے دور رہین — گھر جلانے کو یہ اے ماہ لقا آتی ہے

آنکھین نیچی رہین کیونکہ مری مثل حباب — ایسی ہستی سے مجھے شرم و حیا آتی ہے

کیا تماشا ہے کہ ہم مرتے ہین جن ہونٹونپر — مرض الموت کی بہی اون کو دوا آتی ہے

گو کہ باقی نہین اب آہ مین اگلا سا اثر
اس پہ بھی کنگرہ عرش ہلا آتی ہی

جیتے جی مونس و ہمدم جو رہی ہی میری
میرے مرقد کی زیارت کو وفا آتی ہی

گرچہ مردہ سا جنون غش مین پڑا رہتا ہی
ہر گھڑی حسرت دل اوس کو ستا آتی ہی

تمہاری وصل کے ایجان پھر خیال ہوئے
پسند دل کو پھر اندیشہ محال ہوئے

وہ بدر سے بھی سوا صاحب کمال ہوئے
لیئے جو ہاتھ کے ناخن تو وہ ہلال ہوئے

یہ عقل مین تری دوری سے اختلال ہوئے
کہ دشمنون پہ محبون کے احتمال ہوئے

مزہ ہی عشق مین کیا جب سفید بال ہوئے
کہ ولولہ جو ہین وہ دودھ کے اُبال ہوئے

طلسم حسن سے ہم عاشق جمال ہوئے
ستارے دانت مسی شب تو لب ہلال ہوئے

نمو بدن پہ ہی یہ آب تیغ قاتل سے
کہ زخم لگتے ہی بس رو بہ اندمال ہوئے

جمال آپ کا مدت کے بعد جب دیکھا
پری دوچار کے کیا کیا نہ احتمال ہوئے

نہ شب تمہارے مریضان عشق پر گذری
ہزار شمع نمط اونکے رخ بحال ہوئے

کیا نہ ذہن نے کچھ اسمین انتقال کبھی
گئے کدھر کو وہ جن جن کے انتقال ہوئے

تمہاری آنکھون کے عاشق ہوئے ہو ضعیف ایسے
پڑی نظر جو کسی کی تو پائمال ہوئے

تمہارے خال کے جو نقطہ مقابل ہو
حسین ایسے زمانے مین خال خال ہوئے

وبالِ جان یہ ہوا قربِ مہ جبینون کا | کہ ہم بھی زلف کی صورت شکستہ بال ہوئے
نظر نہ آئے جو شے اوسکو کیا کرین ثابت | دہن کے ذکر مین کیا کیا نہ قیل و قال ہوئے
نہونگے وہ کبھی کم قدر صورتِ خورشید | کمال اوج مین جو طالبِ زوال ہوئے
تری جدائی مین کرنا بسر قیامت ہے | جو گذرا ایک بھی دن سمجھے لاکھ سال ہوئے
تری طلب سے نہ باز آئے بعدِ قتل بھی ہم | ہمارے زخمون کے گویا لبِ سوال ہوئے
ازل کے روز ملا عیش سارے عالم کو | ہمارے نام پہ تحریر سب ملال ہوئے
جھجک کے ہم وہین بس سوتے سوتے چونک اوٹھے | تری فراق کے جب خواب مین خیال ہوئے
ہزار من کی ہے زنجیر اوسکی زلفِ رسا | وبالِ جان یہ نزاکت سے سر کے بال ہوئے
دریغ تمسے نہ ہے مال نہ عزیز ہے جان | تمہارے سر کے تصدق یہ جان و مال ہوئے
شہِ جنون کے ملازم ہمیشہ ہین بیکار | نہوئے برطرفی چہرے کب بحال ہوئے
ڈرو نہ مجرمون تم بازپرس کے دن سے | خطِ جبین یہ نہین دستخط سوال ہوئے
ترے مریض کرین کیا بسے سمجھکے نقل مکان | کہ اس مرض سے ہزارون کے انتقال ہوئے
فقط نہ تجھسے ہوئی چشمِ باغبان روشن | نہال دیکھکے گلشن کے سب نہال ہوئے
ہمیشہ دیدۂ تر کا جو فیض جاری ہے | تو اس لیئے لبِ دریا لبِ سوال ہوئے
ہماری آنکھون مین آتا تہا خوابِ جنت دن | فسانے اون شبون کے خوابِ خیال ہوئے

ہمارے قبل بھی گذرے ہیں سانحہ ایسے
یہ حسن و عشق کے قصۂ کُل بقصّال ہوئے

کہوں میں شور مثالی تمہارے عشق میں کیا
ازل کے روز سے خلق آپ بے مثال ہوئے

ہمارے اور تمہارے وصال مشکل ہے
کہ تم جوان ہوئے ہم اور پیر سال ہوئے

خرامِ یار کا لکھا جو وصف خامہ نے
حروف صفحۂ کاغذ پہ پائمال ہوئے

ہزار حیف کرے رم اگر وہ آہو چشم
جنون سے رام تو سب دشت کے غزال ہوئے

ناتوان کس درجہ چشمِ یار ہے
ضعف سے سرمہ بھی اوسپر بار ہے

گر سلامت آہِ آتش بار ہے
اک دکانِ شیشہ گر کہسار ہے

لب ترے قندِ مکرر گر نہیں
پھر یہ کیون ہر بات پر تکرار ہے

حسن کو کیا کام ہے افلاس سے
جو حسین ہے مثلِ گُل زردار ہے

زلفِ مشکین ہے رخِ شفاف پر
کیا حلب سے متصل تاتار ہے

کون رشکِ حور آیا سیر کو
غیرتِ خلد بریں گلزار ہے

اپنے اپنے حال میں سب مست ہیں
دارِ ہستی خانۂ خمّار ہے

آگیا سارے جہان کو خواب مرگ
فتنہ تیرے عہد میں بیدار ہے

شیشہ سے ہے صاف گر ساقی کا تن
اوسکی گردن بھی صراحی دار ہے

بُت پرستی خود پرستی سے ہے خوب
کفر مذہب مین مری پندار ہے

سوکھ کر کانٹا ہوا ہے ہر شجر
زار ہجر یار مین گلزار ہے

آج سے قسمت کا کچھ رونا نہین
یہہ ہمیشہ سے مجھے آزار ہے

دیدۂ نرگس نہین ہوتا جو بند
کس کی اس کو حسرت دیدار ہے

ہے برہمن عشق مین کس بت کے شمع
رشتہ اوسکا رشتۂ زنار ہے

مجھکو کیا درکار مرغ نامہ بر
طائر دل اوڑنے پر طیار ہے

اس لطافت پر بھی دیتا ہے گزند
چہرہ تیرا نور ہے یا نار ہے

دیکھکر کس گل کو بیخود ہو گئے
سکتے مین جو نرگس بیمار ہے

ذات ہے اوسکی مبرا شرک سے
اوس کی یکتائی مین کیا تکرار ہے

اوس ستمگر سے کڑا پن ہے عبث
نرم کو کم کاٹتی تلوار ہے

بنگئے ہین اشک موتی کی لڑی
گریہ کیا میرے گلے کا ہار ہے

ہے جواب پیش تصور زلف یار
میرے دل کا آئنہ مودار ہے

روتے ہین مجھپر جو منہ کو ڈہانک ڈہانک
اس لیئے ہر زخم دامن دار ہے

دل ہوا مجمع ہوا و حرص کا
گھر جسے سمجھے تھے اب بازار ہے

آسیا کی طرح ہون بے اختیار
اور کے ہاتھون مری رفتار ہے

کھاؤن دنیا کا جنون مین کیا فریب
روبرو میرے یہہ کیا مردار ہے

یا علی کی آپ نے جو ترک لذت آپ سے	بس تلافی ہو گئی آدم کی حضرت آپ سے
جاتے ہین ملک عدم کو ہمکو رخصت دیجیے	ہم کہان صحبت کہان اب تا قیامت آپ سے
کیکے دو بیتین ثنائے شبّر و شبیر مین	مانگتا ہون یا علی اک قصر جنت آپ سے
پھر گئین آنکھین مگر پھر دم نظارہ ہے	مرتے مرتے بھی نہ نکلی دلکی حسرت آپ سے
ایک دم مین سیکڑون بیمار اچھے کر دیے	کیا مسیحائی بھی سیکھی تھی حذاقت آپ سے
سامنا بھی اب جو ہوتا ہے تو ہاتھ اوٹھتا نہین	وہ بھی کیا دن تھے جو تھی صاحب سلامت آپ سے
ہون زنا سے تن تنہا مقابل کس طرح	امر آسان کچھ نہین اظہار الفت آپ سے
باغبان نے موسم گل مین اوجاڑا آشیان	ہمنے کب برباد کی اپنی یاضت آپ سے
کیا کرین کیونکر مداوائے تپ فرقت کرین	کسطرح عناب لب کا پائین شربت آپ سے
عاشقی کرکے ہماری جان آفت مین پڑی	کیا سمجھکر ہائے دل نے کی محبت آپ سے
ایک بوسہ بے طلب ہمکو اگر دے دیجیے	پھر تو حاتم کی بھی شرما جائے ہمت آپ سے
حضرت دل کسطرح مانین تمھاری مرشدی	جبتلک ظاہر نہو کوئی کرامت آپ سے
ہے روان چشمون سے سوتے جاگتے دریائے اشک	کیا کرون اظہار اپنا حال رقت آپ سے

خاک تک چھوڑی نہ یون لوٹا ایسے اک ترک نے — کشورِ دل کب بچا اپنا یہ غارت آپ سے

کلمۂ حق یہ کہون گا مین خدا کے سامنے — کب بتانِ سنگدل نے کی شرارت آپ سے

شکلِ موسیٰ آپ کے جلوے نے بیخود کر دیا — دیدہ و دانستہ کب کی ہمنے غفلت آپ سے

اب کسے لوٹوگے کچھ رکھتے نہین اشیاء حسن — نذر کر کے جان و دل پائی فراغت آپ سے

تمنے بھیجا خط اودھر عارض پہ نکلا خط ادھر — کس طرح کیئے نہین خط و کتابت آپ سے

یون ہوئے بیمار آیا وہ مسیحا دیکھنے — حضرت دل سیکھلی ہمنے یہ حکمت آپ سے

سارے عالم کو خوشی انکو ازل سے غم ملا — حال قسمت کیا کہین برگشتہ قسمت آپ سے

رشک سے خورشید جلتا ہی قمر کھاتا ہی داغ — کیا کوئی اب ہو مقابل خوبصورت آپ سے

ہون اگر اکدم جدا نالے سے برپا حشر ہو — ہو گئی مجھکو محبت کچھ قیامت آپ سے

قتل ہو کر مالک گنجِ شہیدان ہو گیا — جان دیکر ہاتھ آئی ہی یہ دولت آپ سے

پہلے کر لون صبحِ محشر کیطرح سے چاک جیب — پھر کرون شبہائے ہجران کی شکایت آپ سے

خنجرِ بیداد سے بھی ہون جدا اعضا اگر — یہ نہین ممکن کرون مین قطعِ الفت آپ سے

ساری دنیا ترک کر دی حضرتِ دل آپ نے — ایک بوسہ پر نہین ہوتی قناعت آپ سے

مثل اخگر تن پہ ہوتی ہے قبا خاکستری — کیا کہون اس جسمِ سوزانکی حرارت آپ سے

کلمۂ حق ہی سنا اوس سے خلافِ حق ہوا — یا علی جب لے کے جبراً لی خلافت آپ سے

یا حسین ابن علی روضہ پہ بلوا لو اوسے
عرض مدت سے جنون کی ہے یہ حضرت آپ سے

خیر گذری ترک کی مہر و محبت آپ سے
جان اپنی بچ گئی حضرت سلامت آپ سے

بند آنکھین ہین مگر لب پر تمہارا نام ہے
عین غفلت مین نہین ہے ہمکو غفلت آپ سے

اپنی شب خوابی کا دوپٹہ کا دیا تمنے کفن
مرتے مرتے لیچلے آخر یہ خلعت آپ سے

حضرت دل تم تو ہر صورت سے ایسے صاف ہو
آئینہ رو رکھتے ہین دل مین کدورت آپ سے

گلبدن یہ رنگ و بو چنپا کی پھولون مین کہان
کیا مقابل ہوسکین یہ رنگ و صورت آپ سے

جب گنہ ہونکی گواہی خود مرے اعضا نے دی
کیا قیامت کی ہوئی اوسدم خجالت آپ سے

آتشین نالون سے سینے مین لگا دیتا ہے آگ
اس دل سوزان کی کیا کہیے شرارت آپ سے

جان بچ جائیگی ہماری شاید اس امید پر
ہجر کی کچھ بھی اگر ہو جائے مدت آپ سے

اوس پری تک جو گیا قاصد گیا وہ جان سے
حضرت دل ہو سکے گی یہ سفارت آپ سے

دونو عالم ایک جلوہ سے تجلی گاہ ہین
کون ہے دنیا مین بڑھکر خوبصورت آپ سے

دو جو بوسہ مصحف رخسار کا اخلاص سے
یہ کسی صورت نہین ممکن ہے ہمت آپ سے

ہمکو آتے دیکھکر پھرتے ہین اولٹے پاؤن اب
ٹوک کر کرتے تھے جو صاحب سلامت آپ سے

سیم و زر کو اے شہ خوبان بھلا کیا مال ہین
دیکھیے دل بھی کب ہے امید فراغت آپ سے

سانس کے لیتے ہی تبخالے زبان پر پڑ گئے
کیا تپِ فرقت کی مین کہتا حرارت آپ سے

پوچھتے ہو کیا دہانِ تنگ کا مجھ سے نشان
اس معمہ کی کرون کیا مین جراحت آپ سے

اب تصور بھی ہمارا آپ تک جاتا نہین
کیا کہین ہم ناتوان حالِ نقاہت آپ سے

کون سا مجکو مرض ہے مجکو خود ثابت نہین
اے مسیحا کیا کہون اپنی حقیقت آپ سے

شانِ خط دیکھی جو ہمنے مصحفِ رخسار کی
یک قلم موقوف کی خط و کتابت آپ سے

جسم مین مُردون کے جنبش ہے لبِ اعجاز بخش سے
کب مسیحا کو زیادہ تھی حذاقت آپ سے

کر دیا خوابِ زلیخا تمنے بس خواب و خیال
کس طرح یوسف کو کہئیے خوبصورت آپ سے

جسقدر غم تھا تمہارا اسکی گنجایش ہوئی
اس سے بڑھکر کیا کہون مین دلکی وسعت آپ سے

رات تھوڑی ور کہانی ہے بہت طول و طویل
وصل کی شب کیا کہون مین رنجِ فرقت آپ سے

میرے آگے آئنہ مین منہ نہ دیکھا کیجیے
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جائے رقابت آپ سے

آپ کی چالون سے مہر و ماہ چکر مین رہے
لیگئے کب دلبری مین گوئے سبقت آپ سے

دل تو دیتے ہین تمھین اے جان لیکن عاریت
ہم ضرورت پر لیے لینگے امانت آپ سے

بڑھ گیا ہے اِن دنون سودا جنون کا کس قدر
حضرتِ دل اب تو یہ کرتا ہے وحشت آپ سے

کہہ چکے آپ بدچلن تک بھی
لب پہ لائے نہ ہم سخن تک بھی

درِ گلشن پہ مل گیا صیاد
نہ گذر ہو سکا چمن تک بھی

بت برہمن سے رام کیا ہونگے
نہین ہوتے وہ ہم سخن تک بھی

صاف دل ہم ہین شکل آئینہ
کہ جبین پر نہین شکن تک بھی

مثل گل مفلسی مین ہین خندان
گو کہ ہے چاک پیرہن تک بھی

اوسکی آنکھون سے دل بچے کیونکر
شیر بن جائین جب ہرن تک بھی

مہ و خورشید کی پہنچ نہوے
مہروش تیرے انجمن تک بھی

جوش وحشت مین تنگ کرتا ہے
اب گریبان پیرہن تک بھی

خرچ مہمانی جنون مین کیا
بیچکر جامۂ بدن تک بھی

رخ پہ نکلا عروجِ حسن مین خط
چاند مین لگ چکا گہن تک بھی

بوئے گیسو مشک مین دیکھی
ہم خطا سے گئے ختن تک بھی

نہ ملا ہجر مین ہمین لے جان
ڈوبنے کو چہِ ذقن تک بھی

کیا عجب ہے جو اوسکے وحشی سے
رام صحرا کے ہون ہرن تک بھی

زار ایسا جنون ہون کہ مجھے
تنگ زندان ہے پیرہن تک بھی

یار تیرے عقیقِ لب سا نگین
نہین کمتا چ سی یمن تک بھی

کیا کرین ہم سوال بوسی کا
جب دکھائی نہ دے دہن تک بھی

دُرِ دندان سا ایک گھر نہ ملا
ڈھونڈنے کو گئے عدن تک بھی

بعد مرنے کے خاکسار دن کے
ہوئے خاکستر ے کفن تک بھی

آنکھ اوس شوخ نے جو دکھلائی
بس چکاری ہوئے ہرن تک بھی

نہ سنا مژدۂ وصال کبھی
موتیون سے بھرے دہن تک بھی

بدزبانی کا یہہ نتیجہ ہے
تنگ ہے آپ سے دہن تک بھی

شکل پروانہ گرمیون سے ترے
جل گئے شمع انجمن تک بھی

عشق مین ہین بتون کے لا مذہب
شیخ کیا بلکہ برہمن تک بھی

چین پایا یہہ دشت غربت مین
یاد ہمکو نہین وطن تک بھی

عمر بھر اپنے دل سے باتین کین
نملا اور ہمسخن تک بھی

قید کاکل سے ہم رہا نہوئے
چھٹ گئے بستۂ رسن تک بھی

کچھ جنون قیس ہی نتھا مجنون
بلکہ وحشی تھا کوہکن تک بھی

لب سوال کو اپنے اگر رفو کرتے
تو بے نیازی مین عالم سے گفتگو کرتے

جو کچھ بھی کعبہ نشین پاس آبرو کرتے
بتون کے پاؤنپہ کیون سر کو ہم فرو کرتے

فراق یار مین پھولون کو ہم جو بو کرتے
صبا کے ہاتھ سے برباد آبرو کرتے

نشان پاتے جو قرآن مین اسم اعظم کا ترے دہن کے سراپا مین جستجو کرتے

قضا کے کارکنون سے ہمین گلا آرہا لب سوال بنایا تھا تو رفو کرتے

رہے گا صبح قیامت بھی شوق ساقی کا اوٹھین گے گور سے میکش سبو سبو کرتے

کنارہ کش رہے کانٹے بھی اپنے دامن سے گلون کے دید کی کیا خاک آرزو کرتے

گلی مین یار کے دریائے خون بہا دیتے جو مشق زخم روان چشم سے لہو کرتے

عیوب دل کے بھلا کیا زبان پر لاتے ضرور کیا تھا کہ اک دوست کو عدو کرتے

وہ سرو ناز جو کرتا ادھر قدم رنجہ ہم ایسے روتے کہ آنکھونکو آبجو کرتے

ابھی فلک ہمین پروانہ سان جلا دیتا جو شمع رویون کے ملنے کی آرزو کرتے

جو بیخودی مین تھا منظور سجدہ ساقی تو پہلے چاہیئے تھا مے سے ہم وضو کرتے

ذرا نہ روز قیامت کا دغدغہ رہتا شب فراق کے صدمونکی ہم جو خو کرتے

رہے خزان مین بھی جن وحشیونکے دامن چاک بہار مین وہ گریبان کو کیا رفو کرتے

جو ہاتھ آنیکا کچھ اوسکے وہم تک ہوتا تو اوس کمر کی ہم البتہ جستجو کرتے

جو دیکھ لیتے کبھی اک نظر مرے گل کو چمن مین دیدۂ نرگس روان لہو کرتے

ہمارے عیبون سے آگاہ ہمکو کر دیتا اگر ہم اپنے کسی دوست کو عدو کرتے

فراق یار مین راحت کی جستجو کیسی لہو دماغ سے گرتا جو گل کو بو کرتے

ازل سے ہوتا جو طالع مین مہر حسن قبول
تو میرے عشق کی معشوق آرزو کرتے

مژہ کے تیر جو چلتے کمان ابرو سے
تو ہم ہدف کی طرح دل کو روبرو کرتے

ہمارے اشک کو کیا خاک مین ملاتا تھا
گہر کا کچھ تو بھلا پاس آبرو کرتے

فغان میرے ہمہ تن گوش ہوکے سنتے گل
مجھے بھی صوت بلبل جو خوش گلو کرتے

عدم کی راہ مین ملتا جو چشمۂ حیوان
کمر کے ساتھ دہن کی بھی جستجو کرتے

نہین نماز جنازہ مین احتیاج وضو
وگرنہ وہ تو مرے خون سے وضو کرتے

علاج تھا نہ ہمارے خمار کا مشکل
صلاح ملکے اگر ساغر و سبو کرتے

جنون کے نالون سے بیچین یون جہان ہوتا
جو خط و خال ترے سرمہ درگلو کرتے

نہ پوچھو جو فقیری مین مزا ہے
سراپا نیشکر کا بوریا ہے

بدن سے زرد تنکے چن رہا ہو
ترا وحشی بھی شاید کہربا ہے

خدا سے شکوۂ جور بتان ہین
زبان ہی گنگ شل دست دعا ہے

عدم کو قافلہ ہی دل کا راہی
یہ نالہ ہے کہ آواز درا ہے

چھری ایسی تری شوخی کی ہی تیز
کہ بسمل طائر رنگ حنا ہے

نکر اے چرخ اتنے ظلم ہم پر
خدنگ آہ تیر بیخطا ہے

بجا ہوا ان تمون کا خواب غفلت　　شکستِ شیشۂ دل بے صدا ہے
ہوا شل بازوئے قاتل گری تیغ　　مجھے یہ سخت جانی سے گلا ہے
ستارے اشک کے ٹوٹین نہ کیونکر　　تصوّر مین ترے اک مہ لقا ہے
فلک سے مدعا کیا اپنا چاہین　　یہان مقصود ترکِ مدعا ہے
رہائی دل کی ہے دشوار اس سے　　کمندِ زلفِ پیچان بد بلا ہے
جو آنکھین یاد دندان مین ہون گریان　　تو پھر ہر اشک دُرِّ بے بہا ہے
نہین ہے ضعف دلسے تابِ نالہ　　یہ نے بے طاقتی سے بے صدا ہے
خط اوسکا پڑھکے آئی جان مین جان　　سیاہی مین مگر آبِ بقا ہے
نہ رؤون ابر سان کیونکر مین اے برق　　کہ میری عمر تجھ سے کم بقا ہے
خطِ رُخ مین ہے مضمونِ جدائی　　یہ بندہ اسقدر حرف آشنا ہے
دل وجان اک نگہ پر لئے ہین　　ہمارے اوسکے بیع و شرا ہے
جہان ہے قیدخانہ اہلِ دین کو　　قفس مین طائرِ قبلہ نما ہے
وہ فرماتے ہین لیکر ہاتھ مین دل　　یہ آئینہ تو صورت آشنا ہے

جنون جسمین لکھا ہو وصفِ گلگرد
وہ کاغذ صاف پھولون سے بنا ہے

بیقراری کے سوا زیست مین کیا کام کرے — کہین مر جائے تو عاشق ترا آرام کرے

کام وہ کیا ہی کہ عاشق نہ سرانجام کرے — تو نہ لے کام تو کیا کام یہ ناکام کرے

قصد رونے کا اگر ساقی گلفام کرے — شیشہ رونے لگے فریاد لب جام کرے

زلف و ابرو کی تو جائیگی نہ الفت دلسے — ذبح فرمائے کہ صیاد تہ دام کرے

ہوش رم کرتے ہین بس دیکھکے شوخی تیری — اے صنم کون ہے ایسا جو تجھے رام کرے

آہ بلبل سے ہو ناقوس کی پیدا آواز — جلوہ گلشن مین اگر وہ بت گلفام کرے

چھو کے اوس سیب ذقن کو یہ بڑھے فیض نسیم — باغ مین آتے ہی پختہ ثمر خام کرے

میری آنکھونمین تصور ہے تری آنکھونکا — سامنا اشک کا کیا روغن بادام کرے

اے فلک ایک ہی عالم پہ ہین ایام فراق — رنگ تبدیل کہین گردش ایام کرے

ڈبڈبائی بھی ہین اور جلتی بھی ہین یہ آنکھین — گرم حمام ہے وہ شوق سے حمام کرے

تو الفت نہ مروت نہ محبت نہ کرم — مفت مین کون گوارا تری دشنام کرے

تو وہ بت ہی کہ برہمن پہ نہین کچھ موقوف — دیکھکر سجدہ تجھے فرقۂ اسلام کرے

جسقدر ہو سکے اوتنی وہ اوسے ایذا دے — کیسے قاصد سے اگر وعدۂ انعام کرے

نام عنقا کا لیا کرتا ہے شیدائے دہن — ساتھ اپنے کہین اوسکو بھی نہ گمنام کرے

جنس دل لی ہے مگر یار کی رغبت معلوم — سر بازار یقین ہے کہ وہ نیلام کرے

خانۂ دل کو کیا حرص وہوا سے خالی
خواب راحت ہی یہان تا وہ دل آرام کرے

شور نالون کا نہین صور سرافیل سے کم
صبح محشر نہ کرے ہجر کی جو شام کرے

لاکھہ نادار ہو دل پر ابھی دس سے جو کہون
لاکھہ نالے ابھی اک دم مین سرانجام کرے

نقد جان کشور دشمن سے مرے چھوڑ یگانہ عشق
کیجئے عامل اوسے بیباق جو تادام کرے

عشق مین چاہ زنخدان کے مین ڈوبون ایسا
پانی پانی ہو جہانتک کہ نظر کام کرے

دم نکلتے ہوئے نکلے نہ دہن سے نالہ
مرتے مرتے کہین ایسا نہو بدنام کرے

قیس و فرہاد کی ہے یاد جنون کو ہر دم
کوہ و صحرا مین نہ کیون نالون سے کہرام کرے

جو تیغ ترک فلک ہمپہ بیگناہ چلے
عجب نہین جو ادھر سے بھی تیر آہ چلے

علی کے وصف مین کرتا ہون جسطرح ہر دم
زبان یونہین دم نزع یا الہ چلے

قدم نہ کوچۂ استاد سے ہوا باہر
گلی مین غیر کے بھولے سے بھی نہ راہ چلے

غریق بحر فنا ہو گئے ہم آخر کار
جو انتہا تھی محبت کی اونکو چاہ چلے

ہزار شکر ہوئے کشتۂ جفا و ستم
جہان مین رکھکے سر غیر پر گناہ چلے

زمین پہ خضر فلک پر مسیح بیدم ہون
ترے نظر کی اگر تیغ بے پناہ چلے

تری تلاش نہین کسکو وہ حسین ہے تو
کہ منزلون تری فرقت مین مہر و ماہ چلے

گیا جنازۂ عاشق جو اونکے کوچے سے | وہ گھر سے دیکھنے در تک نہ اک نگاہ چلے

رقیب سے جو بڑھی راہ و رسم آمد و رفت | وہ بھول کے بھی نہ پھر گھر کی میرے راہ چلے

کہیں نہ چاہ ذقن میں غریق رحمت ہوں | کہو کہ حضرت دل کیوں ہیں سوے چاہ چلے

جو خط شوق میں اوس شک ماہ کو لکھوں | فلک سے نامہ رسانیکو کبک ماہ چلے

ذرا نہ جھجھکے لگا گل کو ہاتھ لے گلچیں | چھری گلے پہ نہ بلبل کے بیگناہ چلے

لکھی ہمارے مقدر میں عیش وصل صنم | کبھی تو یوں قلم قدرت آلہ چلے

وہ عید گاہ کو جاتے ہیں بہر قربانی | حلال ہو جو خوشی سے وہ قتل گاہ چلے

طریق عشق میں بھٹکے ہزار جا رستہ | جو دو قدم بھی کے ساتھ خضر راہ چلے

فسردگی سے ہوں اثر مردہ برگ ہشت بہشت | جو چار روز بھی مرے مرِ گناہ چلے

یہ لاغری کا ہے احسان کہ اوسکے کوچہ کو | نسیم آہ سے ہم اوڑ کے مثل کاہ چلے

یہ تیز دست جنوں ہے کہ چاک دامن جیب | حضور داور محشر میں داد خواہ چلے

عجیب بازی شطرنج عشق کی ہے چال | پیادے سے نہ یہاں زور بادشاہ چلے

طریق قیس کیا اختیار صحرا میں | گئے جو کوہ پہ ہم کوہ کن کی راہ چلے

وہ زار ہوں کہ مرے حال کو نہ دیکھ سکے | مسیح آنے جو بالیں پہ کر کے آہ چلے

مزار قیس پہ صحرا کو کیا عجب لیلی | لباس بر میں پہنکر اگر سیاہ چلے

زمین اپنے عہد کے صحرا مین بادشاہ جنون
غم و الم کے جلو مین نہ کیون سپاہ چلے

جو شوق دید مین کوئی صنم کی راہ چلے
تو عین ضعف مین بھی صورتِ نگاہ چلے

قمر کی چال حسینان رشکِ ماہ چلے
کہ شام آئی مرے گھر دمِ پگاہ چلے

زمینِ شعر مین پست و بلند ہی سوجا
قدم قدم پہ بشر دیکھتا یہ راہ چلے

خدا کے سامنے کیا خاک سرخرو ہونگے
جہان سے لیکے جو فردِ عمل سیاہ چلے

ہوا جو جلوہ ترا عام تیرے کوچہ کو
گدا کے بھیس مین ملکونسے بادشاہ چلے

ہوئے جہانسے تہیدست نیستی کو روان
سفر سے گھر کی طرف ہو کے ہم تباہ چلے

کبھی جو بیٹھے تو بیٹھے جگر پہ تیغ کی طرح
چلے تو صورتِ شمشیر بے پناہ چلے

بتون کے عشق مین کیا کیا نہ سختیان جھیلین
پہاڑ کاٹنے کو ہم جبل کی راہ چلے

وہ تیری ہیر کی چوٹیکے چاند سورج ہین
کہ جنکو دیکھکے مغرب کو مہر و ماہ چلے

ہوئے شمار شہیدانِ ناز مین اوسکے
ہزار شکر کہ دنیا سے بے گناہ چلے

پری کا تخت کوئی اوڑ کے قاف سے آئے
کبھی تو ایسی ہوا بھی مرے اللہ چلے

حرم کو جاتے تھے یادھر کو ہوئے راہی
کہان کا قصد کیا تھا کدھر کی راہ چلے

سیاہ چہرہ زنگی سے ہو سوا خورشید
فلک کی سمت ہمارا جو دود آہ چلے

جو ایک دانا بھی دیتا ہے مجکو چرخِ دنی
تو چاہتا ہے کہ اوقات چند ماہ چلے

دل اپنا چاہِ زنخدان کی چاہ مین ڈوبا
جہاز غرق ہوا جب تری کی راہ چلے

گناہِ دید کو افشا کرین گے دیدۂ تر
کہ اپنے ساتھہ یہہ محشر مین دو گواہ چلے

دکھا کے چاہِ ذقن ناز سے وہ کہتے ہین
کمال پیاس جسے ہو وہ سوئے چاہ چلے

چلے جو کوچۂ قاتل کو ناتوانی مین
تو گاہ بیٹھہ گئے تھک کے اور گاہ چلے

نشانہ ہونیکا مشتاق دیر سے ہے یہ دل
خدا کرے کہ ترا ناوکِ نگاہ چلے

خدا نے ہمکو کیا بادشاہِ ملکِ جنون
جلو مین ریگِ روان کے کہو سپاہ چلے

گلے پہ تیغ چلی تو بھی دم بھرا تیرا
زبان سے اپنے جو نکلا تھا وہ نباہ چلے

عجب نہین دلِ عاشق کھچے جو یار کی سمت
کشش وہ ہے کہ طرف کہربا کے کاہ چلے

اوٹھائی دشتِ شریعت مین ہمنے کب تکلیف
کہ پائے غیر سے مانند سایہ راہ چلے

سوِ صراط کی دہشت اونھین جنون نہ رہی
جو سوئے روضۂ سلطان دین پناہ چلے

جنت کی کرین سیر یہی دل سے لگی ہے
آنکھہ اپنی جو اک حور شمائل سے لگی ہے

فرقت کی خلش وصل مین بھی لیسے لگی ہے
باقی کی طرح کاغذِ عاطل سے لگی ہے

کوسون نظر آتا ہے کھلا پھولونکا تختہ
یہہ آگ مگر آہِ عنادل سے لگی ہے

قدغن ہو کہ وابستہ گیسو نکرے دل — یہ ایک کڑی اور سلاسل سے لگی ہے

سونے دی نہ پہلو مین تڑپ اے دل ناداں — آنکھ اپنی ابھی ہجر مین مشکل سے لگی ہے

پائی ہے جو بوسہ مین خط سبز کی لذت — نیت مری اس زہر ہلاہل سے لگی ہے

سرتابی کی ثابت نکرے مجھپہ خطائین — دہشت یہ پسِ مرگ بھی قاتل سے لگی ہے

اس راہ خطرناک مین ہشیار مسافر — لغزش قدمِ رہروِ منزل سے لگی ہے

اے لیلی اگر قیس کے مشتاق نہین تو — کیون آنکھ تری پردۂ محمل سے لگی ہے

اک جلوہ دکھا دے انھین اے شمع تجلی — پروانون کو جل جانے کی لو دل سے لگی ہے

واقف تھا وہ کھلنے سے نہ پھولون کی چمن مین — گلچین کو خبر شورِ عنادل سے لگی ہے

قبضہ مین ہے تا روزِ جزا گنج شہیدان — کیا ہاتھ یہ دولت ہمین قاتل سے لگی ہے

جدا جدا اگر نہ مرے پاؤن سے زنجیر — گیسو کی طرح ہاتھ یہ مشکل سے لگی ہے

مانند کتان سینے مین صد چاک جو دل ہے — کیا آنکھ مری اوس مہ کامل سے لگی ہے

دنیا مین حوادث بھی ہین ہمراہ حفاظت — کشتی کی طرح موج بھی ساحل سے لگی ہے

کیونکر نہ کہون گور کو ہستی کا کنارا — سرحد عدم آباد کی منزل سے لگی ہے

بیدار کیا ہے دل نالان نے فغان سے — فرقت مین کبھی آنکھ جو مشکل سے لگی ہے

قاصد بھی در دروازۂ جانان کا پتا ہے — زنجیر وہان میری سلاسل سے لگی ہے

سچ کہتے ہیں راج طرفِ اجل ہی ہر شمع
خاکِ درِ قاتل تنِ بسمل سے لگی ہے

سوزِ غمِ فرقت سے ہی پرکالۂ آتش
آگ اپنی بدن میں تپشِ دل سے لگی ہی

کس گوہرِ یکتا کی ہی آمد لبِ دریا
جو آنکھ صدف کی لبِ ساحل سے لگی ہی

رکھنے کو قدم راہِ محبت میں تو رکھا
وحشت بھی مگر سختیِ منزل سے لگی ہی

کیا کیا متبسم دہنِ زخم ہوے ہیں
تلوار جو اوچھی کفِ قاتل سے لگی ہی

سو جان سے جنون نام پہ حیدر کے فدا ہی
مرجائے اوسی در پہ یہی دل سے لگی ہی

ترے کوچہ سے گر اہی جو روش ہو کر ملک نکلے
تو جیتے جی نہیں ممکن ہمارے دل ہو شک نکلے

تری گردش نے کی مطلب براری سارے عالم کی
ہمارے دل کی حسرت بھی تو کوئی ہو فلک نکلے

پس از مردن بھی الفت شعلہ رویوں کی جلاتی ہی
یقین ہی دودِ دل مرقد سے میرے حشر تک نکلے

ترے شوقِ تماشا میں نہ بس بیتاب ہیں مردم
عجب کیا چشم سے گر اشک ہمراہِ مردمک نکلے

ترا وش کرتی ہی ساقی کی الفت انکی باتوں سے
دہن سے بادہ خواروں کے نہ کیوں مے کی مہک نکلے

ملا زر اہلِ دنیا کو تو جامے سے ہوے باہر
پہنکر ہیں یہ پوشاکِ زری کیا کیا چمک نکلے

جو اوسکی پشت پر ہر دم ہیں نیا بارِ غم [illegible]
کمر سے کسطرح گاوزمیں کے پھر کسک نکلے

غضب کے وقت اوسکا حسن دونا ہوتا ہی
تپاتے ہیں آگ میں تو اور کندن کی دمک نکلے

تصور ہو نہ شاعر کو اگر تیری ملاحت کا
فروغ دل نہ کیونکر ہو حسین جب پرتو افگن ہو
پری پیکر تو وہ زہرہ جبین ہی گر تجھے دیکھے
اوسے جاتی جو دیکھون غیر کے گھر اسقدر روون
زمین پر کب سکون ہمکو ہو اطالع کی گردش سے
دلا لیتا سمجھکر سانس کرنا رحم عالم پر
یہ ہی پابند کسکی پاس جاتی ہی ہزارون کے
تری امداد سے جاہی فلک یہ پھیر قسمت کا

طبیعت سے جو اوسکے شعر نکلے بی نمک نکلے
عیار سیم و زر سے رنگ رخسار محک نکلے
تو زندان فلک سے بنکے دیوانہ ملک نکلے
یقین ہی چشم تر سے گو متی کیسی اٹک نکلے
نہین ممکن کوئی ہمسر ہمارا جز فلک نکلے
کہین منھ سے نہ تیر ہو آتش غم کی لپک نکلے
عجب کیا ہو زن دنیا کے بھی گر آتشک نکلے
مرے گھر سے مکان یار تک سیدھی سڑک نکلے

جنون کو خواب مین بھی دیکھکر جو چونک اوٹھتا ہی
اوس آہو چشم کی کسطرح سے دیکھون جھجک نکلے

تبون کا کچھ بھی خدا سے اگر گلا کرتے
تمام عمر ہم اونکی رہے ثنا کرتے
ہم اپنی جان نہ اہو دل اگر فدا کرتے
دعا وصال صنم کی نہ مستجاب ہوئی
مسیح کی نہ خطا ہی نہ کچھ طبیبون کی

یقین تھا کہ ستم اور وہ سوا کرتے
بھلا نہ کہتے تو اپنے سے کیا برا کرتے
فراق یار مین تبلا تو جی کے کیا کرتے
زبان گھس گئی اپنی خدا خدا کرتے
جو لا دوا تھا مرض اوسکی کیا دوا کرتے

زمین مین سرو وصنوبر حیا سے گڑ جاتے
خرامِ ناز جو گلشن مین خوش ادا کرتے

بتون سے کچھ بھی جو امید مغفرت ہوتی
نہ بندگان خدا سجدہ خدا کرتے

برا مرض تھا مجھے فرقتِ مسیحا کا
بھلا طبیبون سے اسکا علاج کیا کرتے

وصال ہو کے تو جاتا فراق کا دھڑکا
جو تیغ ناز سے وہ سر مرا جدا کرتے

بتون کے در سے نہ گردون اگر اوٹھا دیتا
وہین پہ بیٹھکے دو دن خدا خدا کرتے

زبان کاٹتے اپنے ہم اپنی دانتون سے
جو بھول کر بھی ترا شکوہ جفا کرتے

مرے فرشتون کی کیون ہو تو سو رو لعنت
نہ غیر اونسے اگر کچھ کہا سُنا کرتے

ہزار شکر نہ کی التجا طبیبون کے
شفا نہوتی اگر لاکھ ہم دوا کرتے

بتون کے بولنے کا دل مین اشتیاق رہا
ہمین وہ کہتے جو بیجا بھی تو بجا کرتے

بڑا تو اب تھا صیاد ہم اسیرون کو
قفس سے موسمِ گل مین اگر رہا کرتے

وہ قتل کرکے عبث خلق مین ہوے بدنام
جو دل دیا تھا تو خود جان ہم فدا کرتے

یقین ہو تو سہی وہ نہین مرے ہزار سا پرتے
شہید ناز اگر ذکر خون بہا کرتے

بھلا مرے سے یہ تو اپنی نجات ہو جاتے
معاف تم جو ہمارا کہا سنا کرتے

نگاہ بھر کے کوئی اونکو دیکھ سکتا تھا
وہ اپنا جلوہ دکھاتے مین کیون حیا کرتے

جگہ قیام کی ملتی جو دیر و کعبہ مین
کہین پہ جا پہ کہین پر خدا خدا کرتے

یقین ہو دل کی طرح جان زار بھی جاتی
جنون جو سینے سے دم بھر تمھین جدا کرتے

طہارت کر کے آیا ہون لال آب کوثر سے
چھکا ساقی مجھے جام شراب حب حیدر سے

وہی پہونچے نبی تک ہو توسل جسکو حیدر سے
کہ داخل گھر مین ہونا ہو تو آنا چاہیے در سے

زمین کیا آسمان تک بھی مطیع حکم حیدر ہو
ہوا روشن یہ ہم پر رجعت خورشید خاور سے

اذان کعبہ مین دی اس شد و مد سے شیر یزدان نے
زمین پر گر پڑے بت نعرۂ اللہ اکبر سے

نصیری تو نہین لیکن علی کا دل سے بندہ ہون
امید اس بندگی مین ہو رضاے رب اکبر سے

در خیبر کو خندق پر کرے پل کس مین طاقت تھی
ہوی نام خدا قوت یہ ظاہر دست حیدر سے

جبین پر کیون نہ مانند قمر ہو داغ سجدہ کا
کہ دعوی ہو غلامی کا مجھے مولا کے قنبر سے

سوال نان پر جو دی قطار اونٹونکی سائل کو
یہ ادنا سے سخاوت ہو فیوض شیر داور سے

خدا کا ہاتھ جو ہو کیون نہ ہر غالب پہ غالب ہو
علی تنہا لڑے بیرالعلم مین جنکے لشکر سے

کیا کرار نے دو ہاتھ مین جو زنگ دونون کو
سر مرحب کو کاٹا خون بہایا جسم اژدر سے

ولادت سے علی کے اختر شرع مبین چمکا
جہان دین ہوا روشن ضیاے روی انور سے

قرین زہرہ نکلا مہر جب بنت اسد نکلین
علی کو لیکے اپنی گود مین کعبہ کے اندر سے

بڑھا یہ مرتبہ قنبر کا مولا کی غلامی سے
خراج بندگی حاصل کیا فغفور و قیصر سے

ہماری دستگیری کو وہی پہونچیگا محشر مین
شب معراج نکلا ہاتھ جو پردہ کے اندر سے

لقب ہو شیر حق معراج کی شب سے نہ کیون انکا
انگوٹھی شیر بنکر جنسے لی اپنے پیمبر سے

خدا کے گھر مین جب وہ خانہ زاد حق ہوا پیدا
صدائے تہنیت آنے لگی محراب و منبر سے

عجب دست ید اللہ تھا عجب صمصام حضرت کے
صفت اس ضرب کی پوچھے کوئی جبریل کے پر سے

مقر ہین جانور تک شاہ مردان کی عدالت کے
جسے باور نہو وہ پوچھ لے باز و کبوتر سے

علی نے رجعت خورشید کی دو بار گردون پر
ہوا شق القمر یکبار اعجاز پیمبر سے

ہوئے کعبہ مین جب پیدا عبادت انکو کہتے ہین
جھکایا سر کو سجدے مین نکلکر بطن مادر سے

دہان شہ کا مضمون ہاتھ آتا کسطرح ہمکو
نہان تھا چشمہ آب بقا چشم سکندر سے

جنون کی ہے دعا ہر دم یہی درگاہ خالق مین
مشرف جلد ہون اب روضہ سبط پیمبر سے

اے خازن علم خدا صمصام دست حیدری
بیشک تری تلوار ہے مفتاح باب خیبری

اے ہادی دنیا و دین زیبا ہے تجھکو سروری
خرم تعالی وہ کون ہے تجھسے کرے جو ہمسری

اے ضیغم شیر خدا ہے ختم تجھپر صفدری
کونین مین یکتا ہے تو ممکن نہین تجھسا جری

بخشا ہمین اللہ نے وہ اعتقاد بوذری
جعفر کی خاک پا کو ہم سمجھے طلائے جعفری

تیرے لب جان بخش کی پرتو کا اللہ رے اثر
ہے چشمہ آب بقا آئینہ اسکندری

ای نائب خیر الوریٰ ای وارث علم خدا
مشہور ہی آفاق مین تیری عدالت گستری

ورکی تری کیا شان ہی روح الامین ہی بار آزمے
ایوان ہی تیری پست ہی رتبہ مین چرخ اخضری

میدان جرأت مین قدم ٹھہرے نہ ہرگز ایک دم
پس پا ہو رستم بھی اگر دیکھے شکوہ صفدری

مانی نہ تیری حلم کو جن مین کہان یہ جان ہے
تو وہ سلیمان قدر ہی تابع ہین سب دیو و پری

گر نام پر تیرے قلم کرتا نہ دیوانے رقم
اس دفتر آفاق مین رہتی ہمیشہ ابتری

تو ثانی الیاس ہی تو خضر ہی سو اس ہی
حقا نہین تیرے سوا سلطان خشکی و تری

ای عیسی معجز بیان تو ہی امام انس و جان
رد ہی ترے اعجاز سے اک دم مین سحر سامری

ای مہر وش یوسف لقا محبوب حق کے دلربا
پوچھے کوئی یعقوب کے دل سے یہ طرز دلبری

رتبہ ترا کیا ہو بیان سب ہی نبی کی عز و شان ز
تجھپر امامت ختم ہی وہان ختم تھی پیغمبری

سرسبز ہین جو یہ شجر ہی تیری الفت کا ثمر
تیری سحاب فیض سے پھولی ہوئی ہی جعفری

از بس ہی حب علی ہی شیشہ دل مین بھری
لہرا رہی ہی سامنے آنکھون کی نہر کوثری

وہ چہرہ پہ نور ہی قدرت خدا کی ای جنون
کیا دیکھکر حیران ہے آئینہ اسکندری

ای نخل گلزار نبی فصل بہار حیدری
ریحان باغ جعفری سرو ریاض عسکری

تاج سر افلاک تم ابن شہ لولاک تم
سہو و خطا سے پاک تم غوث عاصی ہی پری

عالمِ حکومت کا مگر شاہی ہی تجھپہ منحصر
عامل ہین الیاس و خضر تم شاہ خشکی و تری

کر کے شریعت کی یہان کھینچا عجب خطِ امان
یاجوج و ماجوج اب کہان باندھی ہی سدِ اسکندری

شرعِ نبی کے مرحلے سب حل کیے اعدا جلے
اعجازِ موسیٰ سے چلے کیونکر فسونِ سامری

جلوہ کہین حضرت کرین رونق ہو باغِ دہر تر
غنچے چٹک کر صاف دین آواز رنگِ حیدری

وہ نور و آتش جلوہ گر لگنے ہین جسکے یہ اثر
ہین دوار شمس و قمر نقطے سہا و مشتری

نورِ چراغِ احمدا شمعِ حریمِ کبریا
رنگِ ریاضِ مصطفےٰ بوے گلِ پیغمبری

اللہ کہ تم ہو ولی تمکو مکان کی کیا کمی
رہنے کو بارہ برج کی گردون پہ ہی بارہ دری

ڈر سے تری اے مقتدا زہرہ ہوئی ہی پارہا
لائی ہی پردہ ساز کا بہرہ اے مشتری

اے قوتِ دستِ خدا اے جانِ جانِ مصطفےٰ
مشکل کشا مشکل کشا تجھ مین ہی زورِ حیدری

اے قائمِ آلِ عبا اے دافعِ رنج و بلا
منشیٔ فرمانِ قضا تجھ مین ہی شانِ داوری

اے عیسیٔ گردون نشین اے موسیٔ طورِ یقین
اے آفتابِ داد و دین ہی ختم تجھپر رہبری

مشکل کا غم ہی دلکو کیا قائم ہی جب مشکل کشا
مہدی ہادی رہ نما ابنِ امامِ عسکری

یہ عرض ہی تمسے شہا مقبول ہو بہرِ خدا
پہونچے جنون بھی کربلا فرماؤ ایسی رہبری

نہین رہنے کے اک دن یہ زمین و آسمان باقی
رہیگی بس فقط ذاتِ خدا اے دو جہان باقی

رہا چندے جو یونہی جسم میں سوز نہان باقی — تو پھر رہجائینگے جلنے سے کیونکر استخوان باقی

فنا ہونگے مکین جسدم رہینگے کب مکان باقی — کہان بام و در و دیوار و سقف و سائبان باقی

نہین تکیون مین یہ کہنہ مزارون کے نشان باقی — رہی ہین خاک پر کچھ نقش پاے رفتگان باقی

دلا رخصت ہوئی صبر و حواس و ہوش فرقت مین — فقط اب رہگیا ہی اک فراق روح و جان باقی

سگ جانان کی دعوت کا رہیگا حوصلہ دل مین — ہمارے جسم مین جبتک رہینگی استخوان باقی

نہ دم بھر چین ہا مین وصل کی شب اس تصور مین — سحر ہو جاے اور رہجاے دل کی داستان باقی

ہوا معلوم ساقی کی جواب صاف دینے سے — گلابی مین نہین درد شراب ارغوان باقی

نہ غافل ہو مسافر منزل دنیا ہی فانی ہین — ابھی ملک عدم کی راہ کی ہین سختیان باقی

سر شوریدہ ای قاتل وبال دوش و گردن ہی — ترا ہو وا ہی سر مین جبتلک ہی تن مین جان باقی

ہوے ممتاز سب جانباز دولت سے شہادت کے — رہا جاتا ہی ای قاتل فقط یہ نیم جان باقی

دیا جب تمکو دل ہمنے رہا پھر پاس کیا اپنے — مگر ہان داغ فرقت رہگیا ای جان جان باقی

ترا ورد جفا ہی کسقدر مشتاق جوری ہین — نرکھا دل تلک پہلو مین جسنے دلستان باقی

یہ رہ گم کردہ کیونکر منزل مقصود تک پہونچے — نشان پاے رہبر وہی نہ گرد کاروان باقی

نہین پیری مین دندان پر سخن کی ہو وہی تیزی — گئی جوہر مگر ہی برش تیغ زبان باقی

پس مردن تو ای سوز دروں کچھ اوج حاصل ہو — ہما کو واسطے رہنے دے میری استخوان باقی

بہار چند روزہ پر عبث مغرور ہے اتنا
رہیگا باغ کا جوبن نہ یہ اے باغبان باقی

زنِ دنیا نے کس کس سے نہ منہ کالا کیا اپنا
نہ اس قحبہ نے رکھا ایک بھی پیر و جوان باقی

ستم یہ کیا کیا پھیرا کہاں سے ناقۂ لیلے
رہا جب دشتِ مجنون دو قدم اے ساربان باقی

ہمارا قصۂ غم طول ہے اور رات تھوڑی ہے
کہی آج اسقدر اب کل کہینگے داستان باقی

مرا دل نکلے قاصد یار کی خدمت میں جاتا ہے
رہے کوئی نہ پیغامِ زبانی اے زبان باقی

کرینگے آسمان کی پیروی صحرا نوردی میں
رہیگا خطِ پیشانی جو تحکل کہکشان باقی

ضعیف و ناتوان گو ہو گئے ہیں عشقِ ابرو میں
پر اپنے بازوؤں میں ہے ابھی زورِ کمان باقی

ہماری اوج میں بھی گردشِ قسمت نہ جائیگی
جو اے اہلِ زمین یوں ہیں ہے دورِ آسمان باقی

بنے گا جھک کے قد محرابِ کعبہ عہدِ پیری میں
اگر سر میں رہا سودا اے ابروے بتان باقی

فلک پر دیکھکر بادل جوانی یاد آئی گی
ضعیفی میں رہی گر شفقتِ پیرِ مغان باقی

کیا ہے فرقتِ جانان نے ایسا ناتوان مجھکو
کہ جسمِ زار میں اب پوست ہے یا استخوان باقی

وہ ترک آتا ہے پھر کھینچے ہوے شمشیر ابرو کو
اگر ہے سر فروشوں میں کسیکا امتحان باقی

ضعیفی میں یہ دل کی ولولوں کا حال ہے جیسے
بجھے پر آگ کی کچھ دیر رہتا ہے دھوان باقی

فقیرِ عشق ہوں اور ہے یہی ہر دم صدا میری
پری رویو تمہیں رکھے خدا اے انس و جان باقی

نہ رکھنا میان میں شمشیر ابھی بہرِ خدا قاتل
طلبگارِ شہادت اور ہے اک نیم جان باقی

گئے باغ جہان سے میرزا و مصحفی آتش　　مرا اوستاد ہی اک بلبل ہندوستان باقی

جنون دشت و جبل فرہاد و مجنون سے ہوے خالی
اوٹھانے کو رہے تم عشق کا کوہِ گران باقی

الفت اوس زلفِ مشکبو کی رہی　　تن مین نکہت سیہ لہو کی رہی

ہجرِ جانان مین دونون آنکھون سے　　ایک ندی روان لہو کی رہی

حسرتین دل کی سب بر آئین مگر　　آرزو ترکِ آرزو کی رہی

عمر بھر حق سے بحرِ ہستی مین　　التجا حفظِ آبرو کی رہی

میکشی جب سے ترک کی ہمنے　　کچھ نہ قیمت خم و سبو کی رہی

سنبلستان مین جا کے دل اولجھا　　یاد جو زلفِ مشکبو کی رہی

چشمِ گریان نہ سرخرو ہو گی　　تن مین اک بوند گر لہو کی رہی

جب ہوا دل سا دوست دشمن جان　　کیا شکایت کسی عدو کی رہی

چشمِ تر تیرے آگے گلشن مین　　آبرو خاک آب جو کی رہی

پھر چکے ہم تمام عالم مین　　ایک منزل مقام ہو کی رہی

دلتین کھینچین گالیان کھائین　　کونسی بات آبرو کی رہی

ہو گیا تن یہ سوکھ کر کانٹا　　نہ کہین چھینٹ تک لہو کی رہی

کھل گیا لاجواب ہی وہ دہن
کیا جگہہ اسمین گفتگو کی رہی

اثر زہدِ خشک زاہد سے
نہ تری ایک دم وضو کی رہی

کتنی بے آب تیغِ قاتل تھی
خشک ہر رگ مرے گلو کی رہی

موسمِ گل مین چار دن شہرت
عندلیبان خوش گلو کی رہی

میان مین تیغ تیری اَی قاتل
برسون پیاسی مرے لہو کی رہی

یون گریبان جنون نے چاک کیا
نہ جگہہ بخیہ و رفو کی رہی

دل مین کسکا صفتِ عکس گذر رہتا ہے
شکل آئینہ مصفا جو یہ گھر رہتا ہے

پوچھتا دل سے ہی کیا وحشیان کدھر رہتا ہی
بیخبر یہ ترا خواہان خبر رہتا ہے

جلوہ گر داغِ دل و داغِ جگر رہتا ہی
دور خورشید کبھی دور قمر رہتا ہے

دیر کو چھان چکے دیکھ چکے کعبہ کو
نہین معلوم وہ کس جا ہی کدھر رہتا ہے

گو کہ ہین پانے تصور مین ہزارون چھالے
کوچۂ یار مین سرگرم خبر رہتا ہے

بحرِ ہستی سے جو کرتا ہی کنارہ اَی دل
ڈوب جانے کا تجھے خوف مگر رہتا ہے

بے جلے اَی یار ترے گیسو و رخ دیکھے ہین
کہ جہان دونون کا مجھے شام و سحر رہتا ہی

کیا نہین ہی اسی اقرار کا رازق کے یقین
کس لیے فکر معیشت مین بشر رہتا ہے

کب رولاتا نہین ان برق وشون کا غم ہجر
ابر کی طرح سے وان مرا تر رہتا ہے

دولت فقر وقناعت پہ گدا نازان ہے
زر پہ مغرور اگر صاحب زر رہتا ہے

غوطہ زن بحر سخن مین ہی جو غواص خرد
صدف فکر مین مضمون کا گہر رہتا ہے

چشم دل پر ہی عیان عالم بالا کی خبر
فرش سے عرش تلک تار نظر رہتا ہے

ضعف پیری سے ہین اعضا مری بیکار مگر
شغل تیاری سامان سفر رہتا ہے

حال اچھا نہین بیمار محبت کا ترے
درد دل درد گلو درد جگر رہتا ہے

سچ مثل ہی کہ زمانہ یہ نہین نیکی کا
سرخ رو تیغ سیہ روے سپر رہتا ہے

گور کیونکر مرے مردے کو اذیت دیگی
مان کی آغوش مین راحت سے پسر رہتا ہی

ہوس دولت دنیا نہین رکہتے مومن
ہی وہ مشرک جو بشر طالب زر رہتا ہے

ایک دم منزل عقبےٰ سے نہین ہم غافل
دوش پر رخت سفر آٹھ پہر رہتا ہے

چشم گریان جو لگاتی ہی جہڑی اشکون کی
خانہ دل کی خرابی کا خطر رہتا ہے

نخل ماتم کے زمانے سے نرالی ہی بہار
کہ ہرا فصل خزان مین یہ شجر رہتا ہے

دل مجروح کو رکہتا ہون نہان پہلو مین
میرے گہر مین جو کسی شب وہ قمر رہتا ہے

جوش وحشت مین ہی کب نیند جنون کو آتی
وہ گہڑی زیر شجر دشت مین مر رہتا ہی

ہر جگہ تن مین غمِ عشق کا گھر رہتا ہے
زخمِ پہلو کبھی نا سورِ جگر رہتا ہے

عشق مین جان کا کب خوف و خطر رہتا ہی
زیست سے تنگ ہین ہم ہاتھ پہ سر رہتا ہی

مہرِ رخسار ترا پیشِ نظر رہتا ہے
ہے بجا دیدۂ آئینہ جو تر رہتا ہے

غم نہین گو کہ ان آنکھون سے ہی پردہ اوسکو
دیدۂ دل کی تو وہ پیشِ نظر رہتا ہے

حسنِ مضمون سے ہو مشہور نہ کیونکر شاعر
نیک فرزند جو ہو نامِ پدر رہتا ہے

تیرِ مژگان سے جگر چھد گیا ہوتا کب کا
روکنے کے لیے دل سینہ سپر رہتا ہے

شکوہ تم کونسا وعدہ نہین کرتے ہمسے
کچھ نہین یاد مگر وقتِ سحر رہتا ہے

کیا عجب رخنے جو پیدا ہون ہزارون اسمے
ان دنون آپ کا وا روزنِ در رہتا ہی

کہتے ہین بیٹھ کے پہلو مین وہ مجھسے شبِ وصل
سچ بتا ابتو نہین دردِ جگر رہتا ہے

قدِ خم گشتہ مرا حلقۂ خلخال بنا
یار کے پاؤن پہ صد شکر کہ سر رہتا ہے

بھاگتا سایہ سے لازم ہی پریزادون کے
دلِ سودا زدہ کو اسمین خطر رہتا ہے

اونکو فرصت نہین ملتی کبھی آرائش سے
اُنہ دیکھے جب پیش نظر رہتا ہے

دیر آتے مین نکر فصلِ بہاری اتنو
خشک کانٹے کی طرح ہر گل تر رہتا ہے

باغِ عالم مین حسین ہوگئے مفلس ایسے
بلبلِ زار سے گل طالبِ زر رہتا ہے

بوسے وہ صبحِ شبِ وصل جو روکا مین نے
کہ قمر بھی کہین ہنگامِ سحر رہتا ہے

بارِ عصیان سے مین پیری مین دبا جاتا ہون
یہ سبب ہی جو خمیدہ مرا سر رہتا ہے

ہو تنِ خشک کو اپنی ہوس قطع حیات
یہ ثمر وہ ہی جو مشتاق تبر رہتا ہے

داہنے بائین ہی ایسے رہی ہشیار بشر
اک فرشتہ ادھر اور ایک ادھر رہتا ہی

جوش وحشت مین غضب ہوتی ہی الجھن دلکو
ایک بھی تار گریبان مین اگر رہتا ہے

میرے انکھون کے ترازو مین جسمین تل بیٹھین
جلوہ خورشید کا میزان مین اگر رہتا ہے

ایک دم کو تو جدا ہو کمرِ قاتل سے
سر مین سودا ترا اے تیغ دو سر رہتا ہے

لب شیرین کی ہی کیا بات کہ جسکے آگے
نیشکر باندھے ہوے اپنی کمر رہتا ہے

اے جنون فیض یہ جاری ہی ترے چشمون کا
بے سبب دامن صحرا نہین تر رہتا ہے

کیا کہون کم قدی ہو در پردہ برائی کیسی
دل مکدر رہا تو ظاہر کی صفائی کیسی

رت بدلتی ہی ہوا باغ مین آئی کیسی
منہ پہ اوڑنے لگے ہر گل کی ہوائی کیسی

اتنو ہر دم ہین ترے پاس جدائی کیسی
ہمسے بگڑی تو رقیبون کی بن آئی کیسی

شور نغمون [illegible] ہی گلستان کے ہوا خواہونمین
اے صبا تو یہ خبر باغ مین لائی کیسی

دل سودا زدہ خود اوسکی طرف کھنچتا ہی
کی ہی پیدا ترے زلفون نے رسائی کیسی

اوسکے عارض کے جو پرتو سے منور نہوا
پھر ترے آئینۂ دل پہ صفائی کیسی

آخرکار محبت مین پڑا اودن سے
دشمنِ جان ہوئی ہے ساری خدائی کیسی

بھول کر بھی جو نہین نام زبان پر آتا
یاد ای جان مری دل سے بھلائی کیسی

حال دونون ہے تری گوشہ نشین کا ہے جدا
پادشاہی کسے کہتے ہین گدائی کیسی

بلبلین بھول گئین نغمہ سرائی اپنی
دہن غنچہ سے آواز یہ آئی [illegible] کیسی

لکھکے خط اس لیے قاصد کو روانہ کیا
غیر کی صحبت جانان مین رسائی کیسی

ہمکو تہمت تو رقیبون کو مری صاف ہی
ساقیا تجھسے ہوئی تھی یہ صفائی کیسی

ایک مضمون بھی تو اوس زلف رسا کا نہ بندھا
شاعر و طبع رسا کی ہے رسائی کیسی

صاف کھلتا نہین یہ حال کہو آزادو
چار ابرو کی ہے چہرہ پہ صفائی کیسی

کون جامہ ہے سوا جامۂ عریانی سے
کیا رضائی کی حقیقت ہے دولائی کیسی

شکل موسی نہ رہی ہوش و حواس اپنے بجا
تمنے آنکھون کو تجلی یہ دکھائی کیسی

ہمسری تجکو جو اوس زلف رسا سے نہوئی
تیری اے طبع رسا پھر یہ رسائی کیسی

چار آنکھین نہین کرتے ہو جو کچھ کہتے ہو
بات یہ تمکو حیا نے ہے سکھائی کیسی

رخ کا بوسہ جو کبھی اوس سے طلب کرتا ہون
بیرخی سے وہ بدلتے ہین رکھائی کیسی

تمام عشاق کا باقی نہ رہا عالم مین
کی تری تیغ نے دم بھر مین صفائی کیسی

وہ بھی کیا دن تھے کہ دن رات تھے ہم پہلو تو
جانتی بھی نہ تھے ہوتی ہے جدائی کیسی

نیم بسمل ہین ہوا نصف گلا کٹنے سے
تیغ قاتل نے فسان پر یہ لگائی کیسی

دیکھو اے مرغ گرفتار قفس ہین نہ پھڑک
عالم یاس ہے امید رہائی کیسی

برہمن ہوتے ہین مصروف پرستش ناحق
بندہ پرور نہین بت انکی خدائی کیسی

ہمتو قائل تری آنکھون کے نہونگے ای بت
سحر ہے سحر ہے اعجاز نمائی کیسی

ہو اگر کشور خوبی ہین حکومت تیری
دشت وحشت ہین جنون کی ہو دہائی کیسی

امیرالمومنین حلال مشکل ہین دو عالم کے
اثر کیا نام ہین نام خدا ہین اسم اعظم کے

دل سوزان ہوا او بجھتے ہین جو شعلہ آتش غم کے
تو فوراً دم کلی جلتے ہین اپنی چشم پرنم کے

ہوی سامان عشرت ہجر ہین سامان ماتم کے
یہ دو دن زندگی کے ہو گئی دس دن محرم کے

فرشتون نے کہا جب پنجتن کا مرتبہ دیکھا
کہ آدم سے بھی افضل ہین کئی فرزند آدم کے

گدا جو بوترابی ہین اونہین کیا کام دولت سے
کہ تیلی خاکساری سے ہین خود اکسیر اعظم کے

چہارم آسمان پر پھر دماغ اونکا نہ کیونکر ہو
لب جان بخش یار ہین ہین معجزے عیسی مریم کے

سخاوت تا قیامت نام انسان کا زندہ رکھتی ہی
جدھر دیکھو جہان ہین تذکرے ہین جود حاتم کے

اگر دیو فراق یار کی پنجے سے نکلے گا
کریگا یہ دل بزار ایک دن پھر کام رستم کے

گدا تیرے حقیقت سیم و زر کی کیا سمجھتے ہین
کہ خاک پا ہین رکھتے ہین اثر اکسیر اعظم کے

ہمارے زخم دل ایسے پھٹ گئے قاتل تری تیغ سے
نہ اب بخیہ کے قابل ہیں نہ اب لائق ہیں مرہم کے

بھلا پریاں تو کیا ہوتی ہیں حوریں بھی خجل اونسے
حسین کیا کیا ہیں نسل مردمہ فرزند آدم کے

تمنا ہے دل مجروح کی ٹکڑے نہ ضائع ہوں
نگین ہوا ہے وہ رشک سلیمان کاش خاتم کے

تمہیں تا کب ہو ملنے میں ہماری خوف رسوائی
گوارا عشق میں ہمنے کیے الزام عالم کے

کوئی بہر خدا اتنا کہے اوس رشک عیسی سے
ترے بیمار فرقت اب تو مہمان ہیں کوئی دم کے

برابر جان کے اوس زخم دل سمجھا کیے تجکو
نہ بھولے کبھی طالب ہوے عیسی سے مرہم کے

دل اپنے دام میں لیتے ہیں سودائی بنا نیکو
غضب کے پیچ ہیں پھندے ہیں قیامت زلف پرخم کے

چمن میں دوسرا بلبل نہیں ہے اور حزیں مجھسا
کہ میرے حال پہ آنسو ٹپک پڑتی ہیں شبنم کے

جنون اک دن تری آہیں رقیبون کو جلا دینگی
خدا کے قہر ہیں شعلہ ہیں یہ نار جہنم کے

اوتارے وصل میں بھی ایک دن کپڑے نہ ماتم کے
ہمارے مردم دیدہ یہ پتلی بن گئے غم کے

رہیں جاری نہ کیونکر فیض اپنی چشم پرنم کے
بجا ہے آب پیتے تھے پرندے اشک آدم کے

نکلتے ہیں جو تہانی سے طفل اشک وقت ہجر
نہیں کم بچہ مژگان بھی کچھ بچے سے مریم کے

سخاوت کافرون کی بھی نہیں بیسود اے ممسک
اسیری میں وہ آخر کام آئی دخت حاتم کے

عطا کی ہے خدا نے انکو دولت خاکساری کے
فقیر عشق خواہان خاک ہوں اکسیر اعظم کے

ہجومِ ابرِ غم دل پر نظر آیا جو فرقت میں — تو دریا جوش میں آئے ہماری چشمِ پُرنم کے

مصفا قلب خاصانِ خدا ہیں خاک ہونے پر — قدِ آدم ہیں آئینے بگولے خاکِ آدم کے

خیالِ عارضِ جاناں میں آنکھیں اپنی روتی ہیں — نظر آتے ہیں قطرے چہرۂ گل پر جو شبنم کے

ہماری طبع کرتی ہے جو مضموں خود بخود پیدا — مقابل ہے مگر یہ پاک دامانی میں مریم کے

جنوں میں خواہشِ دل ہے یہی ہم ناتوانوں کی — بجائے طوق ہوں گردن میں حلقے اونکی خاتم کے

چراغِ گل کو روغن نکہتِ گلشن میں جلاتی ہے — حقیقت میں یہ احساں عندلیبوں پر ہیں شبنم کے

گریباں پھاڑ کر جا بیٹھتا ہوں سنبلستاں میں — الجھتا ہے جو دل سودے میں تیری زلفِ پرخم کے

خیالِ کعبۂ ابرو میں ہر دم شہک جاری ہے — مری چشموں میں سوتے پھوٹ نکلے چاہِ زمزم کے

وہ شوخی ہے عجب انکھیلیوں کی چال چلتے ہیں — جوانی میں نکلتے ہیں فرو طفلی کے عالم کے

مگر روتی ہیں دریا میں بھی حالِ بختِ خفتہ پر — جو سوتی ہیں ہیں دو چشمے رواں چشمانِ پرنم کے

کشیدہ ہے جو وہ گردن پہ تو بھی رک کے چلتی ہے — نہیں اچھے یہ اتنے تیغِ قاتل ناز ہر دم کے

یہاں تک اب وہ اپنی پاک دامانی پہ نازاں ہیں — کہ سنتے ہیں کہانی کی طرح قصہ کو مریم کے

قدحِ جامِ جہاں ہے جوشِ مستی عشرتِ شاہی
مہیا ہیں جنوں کے واسطے ساماں سب جم کے

حاکم ہوا کا شاہ سلیمان سریر ہے — تختِ حکومت آپ کا ابرِ مطیر ہے

لکھتا جو مدح دست خدا ای قدیر ہی
ہاتف کی ہی صدا کہ قلم کی صریر ہی

حیدر کا نام قوت برنا و پیر ہی
جوشن یہ بہر حفظ صغیر و کبیر ہی

پوچھا جو مین نے کون ترا دستگیر ہی
دل نے کہا وہ دست خدا ای قدیر ہی

ہر شعر مین جو وصف جناب امیر ہی
اپنی غزل بھی خطبۂ عید غدیر ہی

دونون جہان کا شاہ نبی کا وزیر ہی
مختار کارخانۂ رب قدیر ہی

غیرون کو مصطفے کی خلافت خدا کی شان
حق تو یہ ہی کہ حق جناب امیر ہی

اک جرعہ ہی وہان خمخانۂ طہور
جس جا کہ دور بادۂ خم غدیر ہی

ظاہر ہی دو جہان مین دونون ہین لاجواب
سایہ نبی کا ہی نہ علی کا نظیر ہی

سارا جہان ہی دست نگر یا علی ترا
جو بادشاہ ہی تیرے در کا فقیر ہی

کہدونگا مین کرینگے نکیرین جب سوال
احمد نبی امام جناب امیر ہی

قرآن کو دیکھکر یہ ہوا ہمپہ آشکار
مداح خود علی کا خداے قدیر ہی

سر پاؤن پر جھکا کی ابوذر نے یہ کہا
اکسیر خاک پاے جناب امیر ہی

خیبر کا در اوکھاڑ کے خندق پہ پل کیا
مشہور زور دست شہ قلعہ گیر ہی

ہو کسطرح نہ ملک شریعت کا انتظام
احمد سا بادشاہ علی سا وزیر ہی

اے چرخ جو گدا ہی در بوتراب کا
جامہ گزی کا اوسکو قبائے حریر ہی

بامِ حرم سے منبرِ پالان کو ہو شہرت
زمزم سے آبرو مین زیادہ عذیر ہو

دیکھی کتاب حق کی جو ابواب چار دہ
اک آیہ مین جزو اول جزو اخیر ہو

ظاہر ہوا اس سے آپ کی سکین نوازیان
قرآن مین جو ذکر یتیم و اسیر ہو

کیونکر عیان نہ ہو جسے ہون اسرار لامکان
وہ راز دار واقف ما فی الضمیر ہو

لغزش کبھی قدم کو نہوگی صراط پر
دستِ خدا ہے پاک مرا دستگیر ہو

ہو اک نگاہ مہر تو دونون ہون جوان
دنیا ہو پیر زال فلک گو کہ پیر ہو

بہر خدا رہا کرو مشکل کشا علے
زندانِ غم مین یہ دلِ محزون اسیر ہو

حصہ مین دیکو روز غدیر ہو مے طہور
جسکو کہ نشۂ مے خم عذیر ہو

کیسی زمین تابع فرمان ہین اہلِ چرخ
اسپر دلیل رجعتِ مہرِ منیر ہو

انگشتری کبھی کبھی ناقون کی دی قطار
سائل گدا ہو در پہ سلیمان فقیر ہو

اچھے نہین ہین گوشہ نشینو پہ یہ ستم
اے چرخ تیرِ راہ بھی آفت کا تیر ہو

بندی چھپا کی کرتے ہین خالق سے کیون گناہ
سنتا ہو دیکھتا ہو سمیع و بصیر ہو

مشکل کشا ہو خلق مدد کا یہ وقت ہو
محشر بپا ہو غلغلۂ دار و گیر ہو

حاجت جنون نہین تجھے کچھ عرض حال کی
مولا ترا امام ہو روشن ضمیر ہے

شکایت کیجیے اب کیا کسی کی
کہ دل سے دوست نے بھی دشمنی کی

جو تم زلفوں کے سلجھانے پہ اوجھے
بھلا یہ بات کیا تھی برہمی کی

فلک ہے سوگ مین اہل زمین کے
پسند اس سے قبائے ماتمی کی

مصیبت مین نہ جب ہمدم ہو دوست
عجب کیا غیر نے گر دشمنی کی

مناسب ہے بشر کو خاکساری
ازل سے ہے یہ طینت آدمی کی

پریشان دل جو دو دن سے ہوا ہے
مگر زلف دوتا نے برہمی کی

مٹی کس من زن دنیا کی خواہش
مگر امساک دولت تھی دنی کی

بنایا بیخطا آدم کو جسنے
خطا وہ بخش دے گا آدمی کی

درازی دیکھتی فرقت کی شب کی
مگر عمر دو روزہ نے کمی کی

کہ اہون مین در آل عبا کا
نہین خواہش قبائے خسروی کی

وہان لائی ہے ہمکو وحشت دل
جہان آتی نہین بو آدمی کی

گیا وابستۂ زنجیر الفت
جنون اک دوست نے یہ دشمنی کی

پھنسے ہین دام الفت مین کسی مہرو شمائل کے
جگر اور دل نہین ہین یہ فرشتے چاہ بابل کے

مجھے پہونچا دے یارب در پہ اوس حلال مشکل کے
کہ جسنے دم مین عقدے سیکڑون وا کر دیے دل کے

علی ساکون ہے یا دل خدا کی ہے خدائی مین　　کہ وہ ہین موتیون سے بھر دی قطرہ مے کے سائل کے

نکلین وہ شوق سے مہندی ہمارا خون کرنیکو　　بجز رنگ حنا پھر ہاتھ کیا آئیگا قاتل کے

دہراتی ہے عبث دکھلا کے تم زلف مسلسل کو　　کوئی ڈرتی ہین کڑیون سے جو ہین قیدی سلاسل کے

دلِ ناداں کا کیا شور [illegible] وہ بھلا تقلید کیا اسکی　　کہین بھی معتبر ہوتے ہین قول و فعل جاہل کے

ہوے ہین ناتوان لیکن یہ دلکو ہے توانائی　　کہ ہم نالون سے اکثر ہوش اوڑاتے ہین عنادل کے

بلا کی سختیان ہین کشورِ الفت کی راہون مین　　نہین گیسوے جانان ہین یہ کالے کوس منزل کے

فلک سے مانگ کر روزی ہے مہرِ آسیا بنتا　　کہ گردش کے سوا آتا نہین ہے ہاتھ سائل کے

فراقِ یار مین پہلو تہی کی حضرتِ دل نے　　نہین آسان شریکِ حال ہونا وقت مشکل کے

کرینگے نقدِ دل حاضر تو اونسے جان چھوٹیگی　　کہین بے زر دیے چھٹتے ہین باقیدار عامل کے

ہوئی محفل خوشی کی صحبتِ غم ہجرِ ساقی مین　　نہین ہین جام مے یہ ہین قدح زہرِ ہلاہل کے

صفائی پر ہے بسکہ وہ اپنی رخسارون کے نازان ہین　　طلب سے ڈھونڈ لاتی ہین ہم آئینہ مقابل کے

مری مرقد پہ بوسہ دیکے قاتل نے یہ فرمایا　　کہ اتبو آپ کے ارمان سب پورے ہوے دل کے

محبت خالِ ہندو کی کسیکو مصحفِ رخ کی　　یہی ونزاعات جھگڑے ہین جہان مین حق و باطل کے

زبس اوس غیرتِ لیلیٰ کی جا ہے چشمِ مردم مین　　نہین آنکھون کے پردے قنات پردے ہین یہ محمل کے

پھنسایا دلکو ناحق حلقہاے زلف پیچان مین

جنون خود سلسلہ جنبان ہوے قید سلاسل ہوکے

ہوا جوش جنون پھر ہمکو غل سُنکر سلاسل کے — جوان پھر ہو گئے پیری مین اپنے ولولے دل کے

وہ ظالم آج دیکھے گا تماشہ رقص بسمل کے — ہمین بھی حضرت دل لیچلو کوچے مین قاتل کے

ہوا غم دور رونے سے نہ یاد چشم جانان مین — نہ پھوٹے ایک دن خار مژہ سے آبلے دل کے

خط نورس کا سبزہ شان ہالے کی دکھاتا ہے — رخ روشن مین اونکے طور ہین سب ماہ کامل کے

جمال یار سے روشن ہمارا خانہ دل ہو — الٰہی رونق افزا ہو پری شیشے مین عامل کے

شرف ہے اختر طالع کا برج قوس مین رہنا — کہ عاشق ابرو تیر ہون کسی زہرہ شمائل کے

غم و درد و الم سے دل کو فرقت مین علاقہ ہے — مقرر اپنی کشت دل پہ یہ تینے ہین عامل کے

جگر کے ساتھ ہر دم لو لگی ہے دل کو جلنے کے — نہین معلوم پروانے ہین ہم کس شمع محفل کے

دل زخمی کا سینے مین مداوا غیر ممکن ہے — بھلا ٹانکے لگاؤن کس طرح زخمون مین بسمل کے

پری ہو حور ہو غلمان ہو یا کوئی ملک ہو تم — نہین دیکھے کبھی انسان اس شکل و شمائل کے

محاصل کشت دل کا جیسے چاہین شیخ و ملا لین — تردد کچھ نہین دینے مین ہمکو حال حاصل کے

خدا جانے وہ کیا سمجھے ہین اپنے ذہن ناقص مین — نہین آگاہ ہین جو مرتبے سے عشق کامل کے

خبر سُنکر چلی ہے نجد کو کیا مرگ مجنون کی — جو دو دو آہ لیلی ہے سیہ پردے ہین محمل کے

چکورون کو ذرا اپنا رخ پرنور دکھلا دو — بہت نازان ہین حسن عارضی پر ماہ کامل کے

نہ دریا دل کرے حاتم کا ہمسایہ بخیلوں کو
کبھی پانی کے قطرے ہون نہ ذرے ریگ ساحل کے

بہار آئی ہے تو بھی تازہ ہوا ہے طبع پژمردہ
کھلا ہے غنچۂ دل چہچہے سنکر عنادل کے

بہت نازان ہین وہ جادو پہ اپنی چشم فتان کے
جنون تم بھی دکھاؤ شعبدہ کچھ وحشت دل کے

عدم سے ہم تلاش ساقی گلفام مین آئے
بہ شکل جام ہم خود گردش ایام مین آئے

مروت کچھ جو چشم ساقی گلفام مین آئے
شراب روح پرور میکشون کے جام مین آئے

قفس مین رات کو چپ رہ ذرا اے بلبل نالان
خلل ایسا نہو صیاد کی آرام مین آئے

عجب کیا شعبدہ پردازی چشم فسونگر سے
کہ بوے عطر نرگس روغن بادام مین آئے

وہ رند بادہ کش ہین منہ نہ بھولے سے کبھی موڑین
اگر دن رات دختر رز ہماری کام مین آئے

مجھے صیاد کی ہے جستجو صیاد کو میری
مین اوسکے دم مین یارب وہ میرے دام مین آئے

الٰہی میکشون کے ظرف کو دے اسقدر وسعت
کہ سو سو خم شراب ناب کے اک جام مین آئے

عدم مین عیش دنیا کی نہ ہمنے پختگی کر لی
بڑا دھوکا ہوا کیون اس خیال خام مین آئے

کہین کیا حال دل کا اب ہے دم کی کشاکش مین
عبث تکلیف کی کیون نزع کے ہنگام مین آئے

نہین یہ دار دنیا خانۂ زندان ہے مومن کو
یہان ناحق ہم امید راحت و آرام مین آئے

الٰہی وصل ہو حاصل ہمین اوس مہ طلعت کا
کوئی ایسا بھی دن اس گردش ایام مین آئے

نہیں معلوم کیا گنجِ قفس میں استراحت تھی
کہ اپنا آشیانہ چھوڑ کے ہم دام میں آئے

بھلایا الفتِ گیسو کو عشقِ مصحفِ رخ نے
نکلکر کفر کی ظلمت سے ہم اسلام میں آئے

کہاں ہنگامۂ محشر میں عرضِ حال کا موقع
ہم اونکے سامنے آئے تو کس ہنگام میں آئے

سمجھ او دیکھا جو ٹھنک گرم ہے آنکھوں کے جھونکو
نہانے صورتِ مردم وہ اس حمام میں آئے

اونہیں لازم نہیں ہے انکھڑی کی بو ہے یہ گرو ہو
کہ شمہ بوئے قرنفل اگر بادام میں آئے

گزک کیو اسطے سامان کبابوں کا بھی ہو جائے
بطِ مے اوڑ کے یارب میکشوں کے دام میں آئے

میں یہ سمجھوں نہیں یہ آسمان سے آفتاب اترا
مہِ رخشاں جو شیشے سے نکلکر جام میں آئے

رہی بولی ہماری سب پہ بالا فضلِ باری سے
خریداری کو جب ہم حسن کے نیلام میں آئے

خوشی سے جامہ میں پھولے سمائیں کیا ترے عاشق
جو بوئے الفت کی دہر پردہ ترے دشنام میں آئے

دلِ مشتاق کو دیدار کی مدت سے حسرت ہے
کوئی کہدے کہ وہ اب تو نزع کے ہنگام میں آئے

یہی ہر جائیوں سے دل لگانیکا نتیجہ ہے
خوشی آغاز میں ہو اور ملال انجام میں آئے

جو گرمِ سیر ہو وہ غیرتِ شمشاد گلشن میں
صنوبر دست بستہ حلقۂ خدام میں آئے

ملے دستِ حنائی سے اگر وہ شوخ آنکھوں کو
حنا کے پھول کی خوشبو گلِ بادام میں آئے

یقیں ہے عمر بھر پلٹے نہ پھر آسمان اوس سے
جو وصلِ یار کی حسرت دلِ ناکام میں آئے

بلا سے دم نکل جائے نہ نکلے آہ سینہ سے
خلل ایسا نہو کچھ عاشقی کے نام میں آئے

دکھاتے ہیں وہ ہمکو خال رخ گیسو کے حلقہ
یقین ہی مرغ دل دانا سمجھکر دام میں آئے

ہوئی روز قیامت پرسش عشق بتان الٹی
خطا میں دل نے کین ہم ہی سبب الزام میں آئے

بدن میں دیدہ گریان سے ڈرکر دل یہ کہتا ہی
کہ اس برسات میں ہم کس مکان خام میں آئے

قرین آئینہ رخ کے جو وہ زلف سیہ دیکھی
حلب سے کوچ کرکے حضرت دل شام میں آئے

آئی پھر پیمبر ادھر سے نامہ بر میرا
جواب نامہ لیکر خواہش انعام میں آئے

ہم اوسکی زلف چھوکر کیون نہ آئی میں بلا سر پر
کوئی بیوجہ کیون اس کشمکش کے دام میں آئے

تعلق کرتے نہیں معشوق جان زار عاشق پر
بلا ہی گل کے بلبل ذبح ہو یا دام میں آئے

یہ شکل آئینہ عادت ہوئی عزلت نشینی کی
نہ نکلے گھر سے باہر گو ہجوم عام میں آئے

نہ نکلی ایک بھی حسرت دل غمگین و محزون کی
جنون بیفائدہ اس دہر نا فرجام میں آئے

یہ سچ ہی عشق میں فرقت کی آفت آہی جاتی ہی
مگر انسان کی انسان پر طبیعت آہی جاتی ہی

اوسیکو دیدیا جس بیوفا کی طلب دل کی
وفاداروں کی آنکھوں میں مروت آہی جاتی ہی

کوئی روکے سے رکتی ہی جو آفت آنیوالی ہو
خیال قد بالا سے قیامت آہی جاتی ہی

خوشی سی شمع سان یہ تو نہیں ہیں اوسکی محفل میں
جلاتا ہی وہ ہنس ہنسکر تو رقت آہی جاتی ہی

تہی دستوں کو منعم دیکھتے ہیں کیوں حقارت سے
زمانہ میں شریفوں پر مصیبت آہی جاتی ہی

شب فرقت مین حال زار میرا دیکھکر اکثر
فلک پر چشم انجم کو بھی رقت آ ہی جاتی ہو

بیان پہلی مصیبت کا ہو گو صیاد سے ناحق
مگر لب تک کبھی غم کی حکایت آ ہی جاتی ہو

بدون مین بیٹھکر جو نیک ہو وہ بد نہین ہوتا
مگر پھر کچھ نہ کچھ تاثیر صحبت آ ہی جاتی ہو

وہ عاشق ہی نہین فرقت کی صدمون سے جو گھبرائے
کہ انسان پر فراغت مین مصیبت آ ہی جاتی ہو

نہین صیاد ہمسا خوش گلو بلبل گلستان مین
لب گل پر ہماری بھی حکایت آ ہی جاتی ہو

نہ پھڑکے کس طرح سینہ مین ڈر کر مرغ دل میرا
کہ تیرے نام سے صیاد وحشت آ ہی جاتی ہو

تجھے اے دل گمان غیرون پہ خنجر کا نہ کر بیجا
دلون مین شعلہ رویون کے شرارت آ ہی جاتی ہو

وہین لے اے حور تیرا چشمۂ کوثر سے ہو بہتر
ذقن سے تیرے ہووے سیب غبغب آ ہی جاتی ہو

چمن مین عندلیبون کے غضب مین پر اترتا ہے
کہ سن سنکر حزین شبنم کو رقت آ ہی جاتی ہو

تری جلوہ کی آنکھون کو کہان ہو تاب نظارہ
کہین کیا عین ہشیاری مین غفلت آ ہی جاتی ہو

کرین فکر صفائی دل کہو صورت پرستون سے
کہ آئینہ مین بے صیقل کدورت آ ہی جاتی ہو

تجھے میٹھے مسیحا دیکھکر غیرون کے پہلو مین
دل بیمار کو میرے حرارت آ ہی جاتی ہو

ضعیفی مال دارون کی نہین کچھ کم جوانی سے
کہ دل مین خود بخود دولت سے طاقت آ ہی جاتی ہو

رسائی یار کی در تک ہوئی دربان کی سفارش سے
کسی صورت کام یہ صاحب سلامت آ ہی جاتی ہو

نہ ہو فیض سخن نا منصفون کے بھی زبانون پر
ولا بیساختہ مدح فصاحت آ ہی جاتی ہو

مسلمان پر نہ کچھ موقوف ہی یہ اور نہ کافر پر	کسی دن کام انسان کی سخاوت آ ہی جاتی ہی

جنون دیکھو ذرا تاثیر نام حیدر صفدر
کہ جس سے ناتوانون کو بھی طاقت آ ہی جاتی ہی

لایا تھکا کے کہان سے کہان مجھے	کچھ دن تو چین لینے دے اے آسمان مجھے
حسرت نہین کہ کوئی شاہ جہان مجھے	درکار سلطنت ہی نہ طبل و نشان مجھے
لے چل خدا کیواسطے اے آسمان مجھے	کرنے ہین کچھ زمین نجف پر نشان مجھے
درکار ہی نہ خام نہ پختہ مکان مجھے	کافی ہی آسمان کا فقط سائبان مجھے
ساقی نے دیکے جام مے ارغوان مجھے	پیری مین کر دیا ہے سرے سے جوان مجھے
قاتل سے کیا رہیگی سوال و جواب مین	دی مثل تیغ تیز خدا نے زبان مجھے
لاؤن کہان سے تاب اقامت مین ناتوان	بس بس موذنو نہ سناؤ اذان مجھے
قدرت خدا کی باغ مین بلبل ہو باغ باغ	اوس گل کے رنگ نے زمرے وار بان مجھے
اوس باغبان سے چرخ نے ڈالا ہی سابقہ	گلشن مین جو بنانے نہ دی آشیان مجھے
پیر فلک کے فیض سے کیسا نہال ہون	معشوق سبز رنگ جو دی نوجوان مجھے
صیاد کیون نہو ہمہ تن گوش مثل گل	بلبل سے بڑھ کے دی ہی خدا نے زبان مجھے
پہلے تھا کاہ اب غم عالم سے کوہ ہون	گردش نہ دے سکیگا کبھی آسمان مجھے

دوڑا رہا ہی کیون دلِ مشتاق چار سو — یوسف کا اب ملیگا کہان کاروان مجھے

رہنے دی اوس قمر کی گلی مین برنگِ کاہ — کھینچے نہ کہربا کی طرح کہکشان مجھے

پیری سے گو کبادہ قدِ راست ہو گیا — بخشا ہے پر کریم نے زورِ کمان مجھے

نازک دلی سے مجکو یہ قاتل کے خوف ہے — جانے نہ چھوڑ کر وہ کہین نیم جان مجھے

اوسکو زبان دراز بنایا برنگِ شمع — پروانے کی طرح سے کیا بے زبان مجھے

کیون روکتا ہے دور سے مجنون نہین ہون مین — محمل کے پاس آنے تو دے ساربان مجھے

کشتی مری تباہ ہی دریاے عشق مین — فضلِ خدا کا چاہیئے ہو بادبان مجھے

رونے لگا مین دیکھکے ابرِ بہار کو — یاد آ گئی وہ شفقتِ پیرِ مغان مجھے

بیٹھا ہون مثلِ نقشِ قدم کوے یار مین — دیکھو بھلا اوٹھائے تو یہ آسمان مجھے

آنکھون سے سر سے راہ مین اکدم مین طے کرون — ملجاے کوے یار کا جسدن نشان مجھے

ہین یاد مجکو اپنی ہزارون حکایتین — اے بلبلو سکھاؤ نہ تم داستان مجھے

یار آئے فاتحہ کو جسدن تو قبر پر — راحت زمین کے نیچے ہوا ہو آسمان مجھے

دل آسمان کی سیر کو دوڑے نہ کس طرح — سیدھی سڑک سے کم نہین یہ کہکشان مجھے

سوزِ درون نے سخت ہما سے خجل کیا — کہتا ہی دیکھون کھا گو وہ کیا استخوان مجھے

حال اپنے دل کا مجھ سے چھپاتی ہین وہ عبث — کھل جائینگے وصال مین ازِ نہان مجھے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
ڈر ہی وہ چھوٹتے ہی نہ ہوگا کیان مجھے

اتنا ٹھکانہ منزل ہستی مین ہو فلک
راہ عدم کی جھیلنا ہین سختیان مجھے

کانٹا سمجھ کے دور نکر مجھ نحیف کو
کرنے دے سیر باغ کی اے باغبان مجھے

بیوجہ پیستے جو ہین مانند آسیا
دانا مگر سمجھتے ہین یہ آسمان مجھے

وحشت جو پھیلی ہی بیابان سے کوہ پر
دکھلائیگی یہ پست و بلند جہان مجھے

بس بس خدا کے واسطے چپ بلبلو رہو
اپنی نہ بھول جاے کہین داستان مجھے

کعبہ ہو بتکدہ ہو کہ ہو یار کی گلی
بیٹھونگا جا کے چین ملے گا جہان مجھے

اٹھو پہر یہی ہے جنون کی زبان پر
پہونچاے کربلا مین خداے جہان مجھے

فقط نہ دیدہ گریان سے آبجو کم ہی
کوئین کی ابر کی دریا کی آبرو کم ہی

بہت محال ہی آسان نہین ترا ملنا
کرے ہزار کوئی تیری جستجو کم ہے

مین دشمنون کی عداوت کا کیا کرون شکوہ
کہ دل سا دوست مری جان کا عدو کم ہی

وہ نغمہ سنج ریاض بیان رنگین ہون
ہزار مین بھی کوئی مجھسا خوش گلو کم ہی

دکھا نہ جام مے سرخ دور سے ساقی
ہماری دیدہ گریان مین کیا لہو کم ہی

خداے آپ کو کیا دولت فصاحت دی
کہیگا یہ لب و لہجہ یہ گفتگو کم ہی

رہا نہ لال شہیدوں کے خون سے کسی دم
جہان میں خنجر قاتل سا سرخ رو کم ہی

نہ تھا ان بہر خدا ایک جام پر ساقی
مری نگاہ میں ظرف خم و سبو کم ہی

صدف کو دیدۂ گریان سے کون نسبت ہی
ہمارے اشک سے موتی کی آبرو کم ہی

کبھی مقابل اعلی نہو سکے اسفل
کہیں کوئیں کی سمندر سے آبرو کم ہی

پری وشون کو ہی زیبا تناسب اعضا
کہ خوش نما نہیں شیشہ اگر گلو کم ہی

جہان کے زہرہ جبینوں پہ کچھ نہیں موقوف
فلک کے بزم میں بھی تجھسا ماہرو کم ہی

فضائے باغ میں اب ہی نہ بلبلوں میں وفا
مزا یہ ہی کہ گلوں میں بھی رنگ و بو کم ہی

ہوے ہیں آپ عبث میری جان کی دشمن
مقام غور ہی کیا دل مرا عدو کم ہی

وہ تیغ خون کی پیاسی ہی اور غضب یہ ہے
تن نزار میں میرے بہت لہو کم ہی

میں ہاتھ کھینچ کے کیونکر نہ پاؤں پھیلاؤں
غنی ہوں اس سے کہ دینے کو میری تو کم ہی

کہیں ہوا تو نہیں آج محتسب کا گذر
جو میکدے میں صداے شبو شبو کم ہی

عیاں زبسکہ تیمم سے خاکساری ہے
اسی سبب سے مجھے عادت وضو کم ہی

دوئی رہے نہ ہمارے ترے یہ وحدت ہو
جو سوچتے ہیں تو پھر یہ بھی آرزو کم ہی

ہزار جان سے جنون ہم علی کے بندے ہیں
ہمارے دل کو نصیری سے کب غلو کم ہے

اوس رخ پر نور کا جلوہ ہمارے دل مین ہی / یا پری اوتری ہوئی یہ شیشۂ عامل مین ہی

ای جنون خجل دیکھنی کا حوصلہ گر دل مین ہی / رقص بسمل کا تماشا کوچۂ قاتل مین ہی

دیکھکر جور بتان یاد آئے خالق کے کرم / صاف ظاہر ہوگیا اثبات حق باطل مین ہی

وصل کے وعدے پہ قسمین جھوٹ کھائی ہو عبث / خوب ہون ہی جان واقف جو تمہارے دل مین ہی

عمر بھر ہمسے نہ چھوٹیگا کبھی ای ناصحو / گریہ کرنا خاک اوڑانا اپنی آب و گل مین ہی

چاہ مین زہرہ جبینون کے ہر اک محبوس ہی / فرق کیا چاہ زنخدان و چہ بابل مین ہی

عیب وان ایسا کیا قلب مصفا نے مجھے / صاف روشن ہی جو اوس آئینہ رو کے دل مین ہی

خون مرا ہو اوسپہ ثابت یہ تہمت ناروا ہی / کھل گیا مجھپر کہ پردہ دامن قاتل مین ہی

ہاتھ کے بدلے گدا کیون پاؤن پھیلاتے نہین / بے طلب ملتا ہی جو کچھ قسمت سائل مین ہی

عشق اوس ظالم کا بیشک لیگا نقد جان مرا / یہ رقم باقی کی داخل دفتر عامل مین ہی

کعبہ کی صورت پرستش تک دہو کی کفر ہے / کچھ تو لازم فرق انسان کو حق و باطل مین ہی

غمکدہ ہی رنج فرقت مین سیہ خانہ مرا / عیش کا سامان مہیا یار کی محفل مین ہی

وہ تڑپ آفت کی ہی اپنے دل بیتاب مین / ماہی بے آب مین ہی نہ یہ بسمل مین ہی

سوچکر کچھ دل مین چپ رہتے ہین اہل آبرو / دیکھا ہو جا ہی جنبش کب لب ساحل مین ہی

جو شہید اوسکا ہی بیشک زندۂ جاوید ہی / کیون ولا آب بقا کیا خنجر قاتل مین ہی

آنکھ کی پتلی پہ اوسکی صاف ہوتا ہے یقین
ہے پری شیشہ مین یا لیلی سیہ محمل مین ہے

بوسہ کے لینے پہ وہ روکھا ہوا ہے کس قدر
ہمتو سمجھے تھے کہ روغن اوسکے رخ کے تل مین ہے

خالِ ہندو کا ہے قائل مصحفِ رخ کا کوئی
جس جگہ پر دیکھیے جھگڑا حق و باطل مین ہے

اے جنون رنج و الم مین تو نگھبرانا کبھی
دستگیرِ دو جہان حامی ترا مشکل مین ہے

حوصلہ یہان تو خریداری کا کیسے دل مین ہے
اور وہان جنسِ شہادت قبضۂ قاتل مین ہے

کشتِ دل پھر سبز ہوگی خاکِ آبِ اشک سے
گریۂ شام و سحر تحصیل لاحاصل مین ہے

رخ سے دون تشبیہ ناقص ماہ کی مین کسطرح
روشنی جو رخ مین ہے وہ کب مہ کامل مین ہے

کونسا عقدہ وہ ایسا ہے کہ دم مین وا نہو
نام حیدر کا مجھے وردِ زبان مشکل مین ہے

سبکو جو دیتا ہے کیون اوس سے طلب کرتا نہین
مانگنا ہر ایک سے کیا عادتِ سائل مین ہے

فرقتِ جانان مین گو رونے سے اندھے ہو گئے
روشنی آنکھون سے بڑھکر اپنی چشمِ دل مین ہے

ہوگا عالم پرسشِ اعمال تاریکی فشار
سامنا ان آفتون کا گور کی منزل مین ہے

سرنگون یہ غول جانبازون کو جاتے ہین کہان
امتحان کیا عاشقون کا کوچۂ قاتل مین ہے

آنکھ کی پھرتی ہے پتلی ناقۂ لیلے کے ساتھ
چشمِ مجنون کا کوئی پردہ مگر محمل مین ہے

ظلم سے باز آ جو دعوی ہے خدائی کا صنم
اک عدالت کی صفت بھی خالقِ عادل مین ہے

خنجرِ عریان ہمارے خون مین آلودہ نہین
صاف یہ محضرِ شہادت کا کفِ قاتل مین ہی

کیون دلِ ناداں کی باتون پر خفا ہوتا ہی تو
ضد ہی خلقت مین جہالت عادت جاہل مین ہی

بیگناہ و بیخطا چُن چُن کے کرتا ہی وہ قتل
عادت جور و جفا کتنی مرے قاتل مین ہی

آبروداروں کی صحبت فیض سے خالی نہین
قرب دریا سے ترے پانی کی ہر ساحل مین ہی

رشک سے وہ رات بھر جلتی ہی پژمردہ ہی یہ
شمع و گل کی یہ حقیقت یار کی محفل مین ہی

کل کی ہی کسکو خبر چھٹ جائے یا باقی رہے
آج تو دھبا لہو کا دامنِ قاتل مین ہی

ہی تفاوت میری وحشت اور جنونِ قیس مین
فرق جیسا ای جنون دیوانہ و عاقل مین ہی

صفحۂ ہستی پہ ہم وہ ناتوان پیدا ہوے
تارِ ستر نکلے جب استخوان پیدا ہوے

خاک مین اونکو ملایا گردشِ افلاک نے
واسطے جنکے زمین و آسمان پیدا ہوے

عمر بھر خاکِ رہِ ملکِ عدم چھانا کیے
کب نشانِ نقشِ پائے رفتگان پیدا ہوے

جب حیا کی اوٹھ گئی آنکھون سے پردے وصل مین
شاہدِ مستور کے رازِ نہان پیدا ہوے

نامہ بر لایا جو پیغامِ زبانی یار کا
کیا کہون کیا بدگمانی سے گمان پیدا ہوے

مرتے دم تک بھی طبیبون پر نہ جو ظاہر ہوے
وقتِ عیسیٰ مین وہ دردِ نہان پیدا ہوے

پھر فلک سے خاک کرتے سرکشی اہلِ زمین
یہ ازل سے زیرِ دستِ آسمان پیدا ہوے

منہ سے کہتے یہ مسلمانون کو کیا کیا سخت سست
بت مگر فضلِ خدا سے بے زبان پیدا ہوئے

اے زمین پیرِ فلک سے زیر کیونکر ہو گئی
تجھپہ کیا کیا پہلوان کیا کیا جوان پیدا ہوئے

یا الٰہی حشر تک آباد یہ مہوش رہین
رونقِ میخانۂ پیرِ مغان پیدا ہوئے

غنچۂ سربستہ سمجھا کہ گلِ خندان ہوا ہے
اوس دہن پر کیا کہون کیا کیا گمان پیدا ہوئے

جب صفائی سے دُرِ دندان کو مضمون بندھ گئے
ہمنے جانا جوہرِ تیغِ زبان پیدا ہوئے

کیا فلک سے ہون بشر خواہانِ حفظ آبرو
خود زمین پر صورتِ آبِ روان پیدا ہوئے

کیا کہون مین اوس پری رو کے گلے مین دیکھکر
اپنے سایہ پر مجھے جسکے گمان پیدا ہوئے

تل جو نکلی روئے خندانِ مخطط پر ترے
ہمنے یہ جانا کہ تخمِ زعفران پیدا ہوئے

گھر نہ کرتے کسطرح اے دل دلِ صیاد مین
باغِ عالم مین تو ہم بے آشیان پیدا ہوئے

جنکے رہتے تھے جلو مین لشکر و طبل و نشان
اونکو جب ڈھونڈا تو قبرون کے نشان پیدا ہوئے

فرش سے جائے دعا اہلِ زمین کی عرش تک
اس لیئے افلاک شکلِ نردبان پیدا ہوئے

یار کے ابرو و مژگان دیکھکر ثابت ہوا
دل ہدف کرنے کو یہ تیر و کمان پیدا ہوئے

آئے ہستی پر عدم سے شوق مین صیاد کے
مرغِ بسمل کیطرح ہم نیم جان پیدا ہوئے

سیر کرنے کو وہ گل آیا گلستان جانکر
دل کی داغون کی جو سینہ پر نشان پیدا ہوئے

انکی الفت مین نہ کیا کیا سختیان سہتے ہین
سنگ دل کیا کیا بتِ ہندوستان پیدا ہوئے

سونگھکر منھ پھیر لیتا ہی سگ جانان اگر
کس لیے تن مین مری سر استخوان پیدا ہوے

باغ عالم مین مگر نیکی کا ثمرہ ہی بدی
جن پہ ہم مرتے ہین وہ خواہان جان پیدا ہوے

حال پرسی سے دل بیمار اچھا ہو گیا
وہ لب جان بخش کیا معجز بیان پیدا ہوے

بحر ہستی مین دُر دندان کے لائے جستجو
ماہی بے آب کی صورت تپان پیدا ہوے

اپنی خاموشی نے آخر کو دکھایا یہ اثر
رونگٹے تک جسم پر شکل زبان پیدا ہوے

گلشن ہستی مین گو آئے بشکل بو تو گل
اسپہ بھی اوس طبع نازک پر گران پیدا ہوے

جسکے دل مین ہی دوئی مشرک ہی وہ کافر ہی وہ
ایک کن کے ساتھ یہ نو آسمان پیدا ہوے

بادیہ پیما جو عشق ہوے فرگان مین ہوا
خار صحرا ہی جنون شکل سنان پیدا ہوے

عیان کیا سنگ اسود سے بھی ہوئی توقیر پتھر کی
کہ محبوب خدا چومین خوشا تقدیر پتھر کی

نہ اتنی بھی کرو اے واعظو تحقیر پتھر کی
سنا ہی ہمنے جنت مین بھی ہی تعمیر پتھر کی

مقدر مین ہی پوجون عمر بھر تصویر پتھر کی
خط تقدیر سے میر اگر تحریر پتھر کی

کلام سخت سے جو شیشۂ دل چور کرتے ہین
بتان سنگدل کی ہی مگر تقریر پتھر کی

کبھی مت یار کو یہ دو رہو نازک حنائی سے
مقابل نازنینون کے ہی کب تصویر پتھر کی

بتون کے پوجنے والے ہین ثابت ساز بین کافر
مگر ثابت کسی صورت نہین تکفیر پتھر کی

حرم مین جا تھم پیغمبر کے جب دست خدا اُٹھے
زمین پر گر پڑی طاقون سے ہر تصویر پتھر کی

بشر مغرور ہو گیا خاک اپنی جسم خاکی پر
عمارت خام ہو سکتی نہین تعمیر پتھر کی

مسلسل مجھکو آہن مین نکرتا وہ بت کافر
مگر مجبور ہے بنتے نہین زنجیر پتھر کی

کسیکے بتکدے مین جا سکی جا ہو کعبہ مین
نہین انسان کی صورت ایک سی تقدیر پتھر کی

حسینؑ ابن علیؑ کے جانشین ہین خلق ہین عابد
حرم مین جا جیون ذریۂ حسنی تقریر پتھر کی

بت آئینہ رو نے نامہ لکھا لوح سنگین پر
نہ کیونکر فرط حیرت سے بنون تصویر پتھر کی

صنم دعوی خدائی کا کرین کیا شان خالق ہے
کہان وہ طور کا جلوہ کہان تنویر پتھر کی

ہوئی جو تیغ کی تیزی سوا اوسپر لگانے سے
تو اے صیاد تھی کیا گردن نخچیر پتھر کی

ولاے نجف نے کیا زمین ہند کو پائی ہے
تری ہے جا کے دیکھو تو کہان تقدیر پتھر کی

سر اوسکا کاٹ کر توڑ گیا کیون تیغ کی صورت
نہ تھی کچھ شمع موی بزم مین گلگیر پتھر کی

دل سنگین بتون کا نرم ہونا سخت مشکل ہے
مسلمانون سے کیونکر رام ہو تصویر پتھر کی

خزان جاتی ہے ون عشاق کے سو دیکھ آتے ہین
ہوس لڑکون کو یہ ہوتی ہے دامنگیر پتھر کی

کہان یاقوت اور الماس ہے مثل لب و دندان
کہان وہ حسن مضمونگو کہان تنویر پتھر کی

کیا ہے شیشۂ دل چور جو سنگ جفا اوس نے
بتا اے چرخ کیا ہمسے ہوئی تقصیر پتھر کی

بندھی ہے ٹکٹکی اوس بت کی جانب ایک مدت سے
ہمارے آنکھ کی پتلی ہے یا تصویر پتھر کی

جو بت باتین کبھی کرتے ہین تو گویا نہین کرتے
سنائی دیتی ہو کانون کو کب تقریر پتھر کی

ابھی مسجد ہو زاہد بوریا بدہنا اوٹھاتا ہو
جو دیکھی برہمن سے رام ہو تصویر پتھر کی

خدا الگن بٹھے روزی بھیجتا ہو گوشہ گیرون کو
بتا جو آسیا گردش مین تھی تقدیر پتھر کی

جنون ہشیار رہو اک غیرت شیرین کی الفت مین
تجھے کرنی ہے جلکر کوہ پر تعمیر پتھر کی

کس سے کہین ہماری جو اوقات رہگئی
رستے گلی کی اونسے ملاقات رہگئی

جلکر مکان یار کی ہین اور بین ناتوان
جور فلک سے یہ مری اوقات رہگئی

عسرت مین دوستون نے نہ پوچھا تو کیا ہوا
وہ دن گذر گئے فقط اک بات رہگئی

ہو حسن مین وفا نہ صداقت ہو عشق مین
الفت مین جا نہین ہے اب گھات رہگئی

دل کی زبان پہ ہی صفت خط و خال و رخ
قاری سے کب تلاوت آیات رہگئی

آتے بھی ہین وہ گھر پہ مرے تو کھڑے کھڑے
اتنی گرے پڑے کی ملاقات رہگئی

رخصت ہوے فراق مین ہمسے دل و جگر
اک جان تن مین مورد آفات رہگئی

بوسے سے اوسکے خال کی ہوتی ہو سیر طبع
کتنی قلیل اب مری اوقات رہگئی

دنیا نہ ایک دو یہ نحوس جس پہ ہے بند
کس کسکے پاس یہ زن بدذات رہگئی

منعم نے گر کسیکو دیا مول لے لیا
اتنی بھی زمانے مین خیرات رہگئی

ملجاؤ آتو جنگ کہان تک شب وصال ۔ یہ بھلا ہوا ہی چار گھڑی ذات رہ گئی

نایاب ہوگئی ہی زمانے سے راستی ۔ کج طینتون کی جھوٹ پہ اوقات رہ گئی

اقرار تھا نہ جینے کا فرقت مین یار سے ۔ جان حزین گئی تو گئی بات رہگئی

کرتا تھا پیشکش شب وصلت مین جان کو
تجھسے جنون یہ اونکی مدارات رہگئی

اب صفائی کی تہون ہی کون صورت رہگئی ۔ دل کے آئینہ مین جب گردِ کدورت رہگئی

بعد مردن روح نے پائی جو راحت رہگئی ۔ کوے جانان کو سمجھکر باغ جنت رہگئی

کنج تنہائی مین کوئی پاس تک آتا نہین ۔ ہٹ گئے وہ کثرتِ احباب وحدت رہگئی

خط نکلتے ہی کنارہ صاف عاشق کر گئے ۔ عارضی اتنو حسینون سے بھی الفت رہگئی

دیکھکر بسمل مجھے وہ دوڑکے پیچھے ہٹ گیا ۔ پاؤن تک قاتل کے سر جانیکی حسرت رہگئی

فصلِ گل جاتی ہی میرا جوشِ سودا تو گیا ۔ رخ پہ کچھ زردی تو کچھ آنکھون پہ وحشت رہگئی

فرضِ خالق شوق ہی اوٹھکر کرونگا مین ادا ۔ کچھ جو ہنگامِ قضا تا بہ اقامت رہگئی

جب وہ شیرین لب جدا پہلو سے میری ہوگیا ۔ جانِ شیرین جسم مین گویا بہ حلاوت رہگئی

بادہ کش مستی کے عالم مین لگائی تاک تھی ۔ دختِ رز کی آج میخانہ مین حرمت رہگئی

اے خوشا وہ چشم جو مشتاق روے یار ہے ۔ اے خوشا وہ دل کہ جسمین اوسکی الفت رہگئی

چہرہ مجھ حیران کا ہی اوسکو بجای آئینہ
ہر سحر منھ دیکھنے کی اب یہ صورت رہگئی

شربت عناب لب سے مجکو صحت تو ہوئی
آتش غم کی مگر تلمس مین حدت رہگئی

دست بستہ عذر عصیان مین زبان کہولونگا مین
سامنے اوسکے جو گویائی کی طاقت رہگئی

اوس دہن کا کب معما آج تک حل ہوسکا
تجھسے ای دہن یہ سا یہ ایک وقت رہگئی

لکھتے لکھتے حال دل دفتر ہوا ہی خط شوق
اسپہ بھی ای نامہ بر باقی حقیقت رہگئی

حکم میرے قتل کا قاضی نے اوسکو دیدیا
ثبت کرے خون مسلمان پہ شریعت رہگئی

نقد دل تک بلبل مسکین کا گل نے لیلیا
باغ عالم مین یہ زردارون کی ہمت رہگئی

خانۂ دل تھا ہمارا کیا کرائی کا مکان
گاہ راحت رہگئی گاہے مصیبت رہگئی

شل ہوا بازوی قاتل تیغ مین بل پڑ گئے
سخت جانی سے دم آخر ندامت رہگئی

جسم خاکی کی مرمت مرتے دم تک کی مگر
ایک دم مین گر گئے یہ ساری عمارت رہگئی

کیا کڑی منزل تھی کیا آفت کی گھاٹی کوس تھے
کوچۂ گیسو مین اوسکے تھک کی ہمت رہگئی

ای جنون آیا تو ہی محبوب کا نامہ مگر
تھی جو مطلب کی وہی باقی عبارت رہگئی

رحمت حق سے بڑی ایمان کی حرمت رہگئی
آتے آتے آج اک بت پر طبیعت رہگئی

دل مین اب تھوڑی حسینون کی محبت رہگئی
جاتے تھے جسمین کثرت اوسمین قلت رہگئی

رہ گئے تکیہ و ریحان سو یا کیے وہ رات بھر
وصل مین باقی وہی یذاء فرقت رہگئی

رہگئے پہلو مین پھنسا یا دل نے وہم ریت مین
آج کل دنیا مین یہ کیسی شرافت رہگئی

جاتے جاتے وہ سوے گور غریبان رہگیا
آتے آتے آج تو بار قیامت رہگئی

ہے یہ باقی شعلہ رویون کی محبت کا اثر
کچھ جو پیری مین جوانی کی حرارت رہگئی

کوچۂ جانان کے پھیرے رات دن کرتا ہون میں
گردش قسمت سے یہ ناحق کی زحمت رہگئی

عشق مین جب دوست دل سا دشمن جانی ہوا
دشمنون سے کیا بھلا جا ئے شکایت رہگئی

اوس پری کی سرد مہری نے جلایا اسقدر
نبض مین آخر تپ غم کی حرارت رہگئی

وہ مسیحا ایک دم کو بھی نہ آیا نزع مین
حسرت دیدار دل مین تا قیامت رہگئی

دفن کرنا اپنے کوچہ مین ہماری لاش کو
مرتے دم قاتل سے بس اتنی وصیت رہگئی

منعمون کے پاس کیا اسباب دنیا ہے رہا
ہان فقط دولت کی الفت وقت رحلت رہگئی

اوس رخ شفاف پہ ٹھہری نہ مردم کی نظر
آئنہ ساں ساری محفل محو حسرت رہگئی

وصل مین بھی دست و پا قابو مین ہی کی نہیں
ہجر کی باقی اگر کچھ دل مین دہشت رہگئی

دیکھے دم گھر پر مسیحا کو بلانا تھا اونہین
کیا غضب ہے حضرت دل سی یہ حکمت رہگئی

بادشاہون کو بھی گردون نے ملایا خاک مین
کسکی دولت رہگئی کسکی حکومت رہگئی

حشر تک آنکھین رہینگی وا ہمارے گور مین
مرتے دم دیدار کی باقی جو حسرت رہگئی

کسقدر دود دن ہین بدلا شعلہ رویون کا مزاج
اوڑ گئی مہر و وفا باقی شرارت رہگئی

نزع ہین دکہانہ آ کر اب جنازہ دیکھکر
کہتے ہین سب سے بڑی انسی ندامت رہگئی

جانبِ صحرا جو مجکو لیگیا جوشِ جنون
دل کے بہلانے کو تنہائی ہین وحشت رہگئی

سورہ اخلاص ہے روے مخلص یار کا
سارے قرآن سے فقط باقی یہ صورت رہگئی

یار کو لکہا ہے مین نے خط ہین یہ بعدِ سلام
اب تو تمسے دور کی صاحب سلامت رہگئی

ہو سکی سر سبز جب تجھسے نہ کشتِ آرزو
خاک تیری آبرو اے ابرِ رحمت رہگئی

بھاگتے ہو تم جو انسانون سے اتنا اے جنون
وحشیون کی تم ہین کیا تاثیرِ صحبت رہگئی

اوس سہی قد کو اگر گل کے مقابل کرتے
پیروی باغ ہین قمری کی عنادل کرتے

بیتِ ابروے ہو دیوان ہین جو شامل کرتے
صاف سرقہ کا گمان شاعرِ کامل کرتے

اوسکے یکتائی کے دعوی کو جو باطل کرتے
دل کے آئینہ کو ہم اوسکے مقابل کرتے

ہمسے بڑہکر وہ رقیبون کو سمجھتے نہ کبھی
کچھ بھی گر دل ہین تمیزِ حق و باطل کرتے

شمع رویون نے رولایا تو بہت خوب کیا
کسطرح ہم اونھین گریان سرِ محفل کرتے

مصحفِ رخ کا جو حافظ ہمین کرتا وہ صنم
مثلِ قرآن بجد اوسکو حمائل کرتے

درِ دولت پہ جو آتی شہِ خوبان کے اجل
ہمکو بھی گنجِ شہیدان ہین وہ داخل کرتے

بیخودی مین بھی تری یاد فراموش نہ کی
کس خطا پر ترے دیوانے کو قائل کرتے

اونکو برپا جو قیامت کا نہ کرنا ہوتا
سورۂ حشر کبھی پھر نہ وہ نازل کرتے

طوقِ گرداب جو بنتا تو سلاسل ہو جبیں
قید دیوانے کو گر وہ لبِ ساحل کرتے

حضرتِ عشق صد افسوس محبتم نہوے
اونسے تحقیق محبت کے مسائل کرتے

دردِ ہمکو تو مئے ناب ملے غیرون کو
خاک ساقی کی شکایت سرِ محفل کرتے

تیغِ ابرو سے شبِ وصل وہ اوس کے عوض
کاش مژگان کی چھری سے ہمین بسمل کرتے

خطِ غلامی کا وہ لیتا ہو خریدارون سے
کسطرح ہم اوسے یوسف سے مقابل کرتے

شمع رو صورتِ پروانہ جلاتے بیشک
ہم ذرا بھی جو علاجِ تپشِ دل کرتے

شوق سے عاشقِ بیتاب گلے کٹواتے
تیغ ابرو کو جو معشوق حمائل کرتے

جان انسانون کی آفت مین بلا مین پھنستی
گر نہ تسخیر پریزادون کو عامل کرتے

جھاڑتے وادیٔ پرخار کو ہم پلکون سے
عشقِ مژگان مین اگر ہمسے منازل کرتے

ضد سے دیتا ہمین پینے کے لیے آبِ بقا
ہم فلک سے جو طلب زہر ہلاہل کرتے

زلفین بڑھکر جو کبھی پاؤن تک اونکی آتین
کیا بلا سر پہ خدا جانے وہ نازل کرتے

ای جنون باغ جنان گلشن دنیا تھا ہمین
کوئی معشوق اگر خوش شمائل کرتے

یہ دلِ پر داغ تازہ گل کھلائے تو سہی — پھر مرا نخلِ تمنا بار لائے تو سہی

عاشقِ صادق سمجھکر رحم کھائے تو سہی — شکل سوتی مجھکو وہ جلوہ دکھائے تو سہی

نیند بے میرے کسی ساعت نہ آئے تو سہی — خواب کی حسرت اوسے برسون جگائے تو سہی

چشمِ گریان آبرو قلزم کی پائے تو سہی — نوح کا طوفان یہ رو رو کر اوٹھائے تو سہی

یار کا دزدِ حنا شوخی سے ہاتھ آتا نہین — چشمِ تر تارِ نظر سے باندھ لائے تو سہی

اوس بتِ کافر کو نفرت میرے گھر آنے سے ہے — جذبِ دل فضلِ خدا سے کھینچ لائے تو سہی

کھل کھلا کر میرے رونے پر وہ گل ہنستا تو ہے — مثلِ شبنم یہ ہنسی اوسکو رولائے تو سہی

ہاتھ قاتل کا ذرا خون سے مرے رنگین تو ہو — پھر نہ بھولے سے کبھی مہندی لگائے تو سہی

ایک دم کو خانۂ دل مین مرے آئے تو وہ — حسرتِ دل کی طرح باہر نکالے تو سہی

اتنو اپنے در سے وہ ظالم اوٹھاتا ہی مجھے — منتون سے گھر مین لیجا کر بٹھائے تو سہی

صورتِ اخلاص جسکی عمر بھر دیکھی نہین — آرسی مصحف مین وہ صورت دکھائے تو سہی

جسکی فرقت نے اوڑائی ہو مری آنکھون سے نیند — منتون سے ساتھ اپنے خود سلائے تو سہی

طوق نے اس ارکا زندان مین گھونٹا ہو گلا — خود مری زنجیرِ پا یہ غل مچائے تو سہی

مار ڈالا ہے اجل جسکے لبِ جان بخش نے — غیرتِ عیسیٰ وہی مجکو جلائے تو سہی

حشر ہو نالون سے میرے خانۂ اغیار مین — آہِ سوزان گھر رقیبون کا جلائے تو سہی

تنگ ہو اپنی دہن سے آپ وہ غنچہ دہن
عشق اوس گل کا گل تازہ کھلائے تو سہی

اوس کمان ابرو کے اوٹھ جانیکا دلکو غم نہیں
تیر مژگان کا جگر پر بیٹھ جائے تو سہی

مجکو روتے دیکھکر مردم کو آتی ہی ہنسی
اشک کا دریا سیکے گھر کو ڈھائے تو سہی

شوق تو ہو اوس سہی قد کو گلوں کے دید کا
دل مرادوں کا گلدستہ بنائے تو سہی

خون رولایا پاؤں کی مہدی نے ہر ایدل تجھے
دست رنگین کا تصور گدگدائے تو سہی

تیغ ابرو دل پہ وہ قاتل لگائے شوق سے
خال رخ اوسکا سپر ہو کر بچائے تو سہی

ڈھونڈ کر پیدا کروں معشوق وہ غنچہ دہن
دیکھکر جسکو وہ گلرو خار کھائے تو سہی

فصل گل آئی تو دو طوق و سلاسل توڑ کر
جوش وحشت میں جنون صحرا کو جائے تو سہی

فرقت کی شب نہ آنکھ ذرا تا سحر لگی
یہ اشتیاق یار میں تھی سوے در لگی

کیا جانیے کس طرف مری پہلو سے دل گیا
برسوں رہی تلاش نہ مطلق خبر لگی

فرقت جو اوس پری سے ہوئی عین وصل میں
یہ کس بلا کی چشم زدن میں نظر لگی

تارے فلک سے گر گئے سبکی نگاہ سے
افشان تری جبین پہ جو رشک قمر لگی

سینہ سے دود آہ نکلتا ہے ہر نفس
دل کی مرے بجھائیگی خیر البشر لگی

کہتے ہیں شاہ حسن جہاں کے حسین تجھے
دولت کہاں ہے ہاتھ یہ اے سیمبر لگی

محوِ جمالِ نازہین موسی کی طرح ہم
دیکھو تو آنکھ جا کے ہماری کدھر لگی

اُو ترک کیا غضب تری ترچھی نگاہ ہی
بس ہو گئی وہ وار یہ برچھی جدھر لگی

صیاد نے جو شب کو سُنی داستان مری
یہ نیند اوڑی کہ آنکھ نہ پھر تا سحر لگی

اوس سیم بر سے وصل ہوا بعد ہجر کے
دولت ہمارے ہاتھ یہ بارِ دگر لگی

قاصد جواب نامہ جو لیکر پھرا نہین
رہتی ہی آنکھ اپنی سوے رہ گذر لگی

تشبیہ اوسکی دانتون سے اللہ کی ہی شان
کیا ہاتھ آبرو تجھے سلکِ گہر لگی

برسات کو ہے یار ہین رہتی ہی سال بھر
کیسی جھڑی یہ اشکون کی اِی چشمِ تر لگی

بس دیکھتے ہی ہو گئے زخمی دل و جگر
اوس ترک کی کمر سے جو تیغِ دو سر لگی

دیکھی نہ خواب مین بھی جنون شکل خیر کی
اوس غیرتِ پری سے جو چشمِ بشر لگی

یگانے ہجر مین خواہانِ آبرو نکلے
دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے

خوشا وہ دل نہ تری جس سے آرزو نکلے
خوشا وہ جان کہ جو تیرے روبرو نکلے

سواے عجز زبان سے نہ گفتگو نکلے
حضورِ یار ولا کبر کی نہ بو نکلے

دلا ثنائے علیؑ مین ہمے خیال اسکا
وہ مدح ہو کہ نہ جسمین ذرا غلو نکلے

ابو تراب کے صدقہ سے حشر مین یا رب
یہ خاکسار بھی مرقد سے سرخ رو نکلے

خدا کی شان کہے ہمسے وہ بت کافر
زبان سے نام ہمارا نہ بے وضو نکلے

مکان جم مین نشان جام کا ملا نہ کہین
تلاش کی تو شکستہ کئی سبو نکلے

ہوس یہ ہے کہ دہن اوس صنم کا پیدا ہو
خدا کے فضل سے پھر راہ گفتگو نکلے

پھر اوسکو دیکھکے دل کسطرح نہ ڈھال ہو
جو تیغ باندھ کے گھر سے وہ جنگجو نکلے

کبھی تو فاتحہ پڑھنے مزار پر آ تو
کہ ہمسے مردہ دلون کی بھی آرزو نکلے

وہ ناتوان ہون جو لون فصد جوش وحشت مین
نہ ایک بوند بدن سے مرے لہو نکلے

تلاش خانۂ دلبر نے خاک چھنوائی
ہم اوس گلی کے تجسس مین کو بکو نکلے

جو ڈوبنے کے لیے جاؤن بحر ہجران مین
وہ بدنصیب ہون دریا بھی تا گلو نکلے

ابھی تو چاک ہو دست جنون سے تا دامن
ذرا بھی میرے گریبان مین گر رفو نکلے

طمانچے مار کے خود اپنے منہ کو لال کرون
مری زبان سے سگ یار کو جو تو نکلے

چمن مین دھوم ہی باد خزان کے آمد کی
بہار باغ سے پھولون سے رنگ و بو نکلے

مقابل اوس در دندان کی آب آب ہوئے
گہر صدف سے عبث لیکے آبرو نکلے

فراق یار مین برگشتہ ہو گیا عالم
جنھین مین دوست سمجھتا تھا وہ عدو نکلے

چمن بنے جو دل داغدار فرقت مین
تو کیون نہ دیدہ گریان سے آبجو نکلے

تپ فراق سے جل جائین ہڈیان جو مری
بخار دل کا ترے پھر تو اے عدو نکلے

ہین جوشِ گریہ مین طفلانِ اشک کو سمجھا
کہ لخت دل مری آنکھون کے روبرو نکلے

یقین ہی بلبلِ شیدا کا دم نکل جائے
ذرا سا بھی رگِ گل سے اگر لہو نکلے

نکالا ہمنے رقیبون کو اور ہمین اوسنے
ہزار شکر نہ غیرون کے روبرو نکلے

پکارتے ہین یہ ساقی چلو چلو رندو
زکات میکدہ ہین سیکڑون سبو نکلے

مکان دل مین ہی سوجو ایک مدت سے
جنون تلاش مین تم جسکے چارسو نکلے

لب تشنہ ہین جو ساقیِ کوثر کے جام کے
وہ مفت لین جو ہو نہ مےِ لالہ فام کے

مولیٰ مرے علی ہین فدا اونکے نام کے
شاہون سے بڑھکے رتبے ہین اونکی غلام کے

پھندے نہین یہ گیسوی شبگون کی دام کے
حجرے سیاہ و تنگ ہین زندانِ شام کے

واقف ہوی نہ لطف سے وصلت کی شام کے
شب گذری شوق مین کسی ماہِ تمام کے

لائق نہ تھے جو بزم صنم مین کلام کے
قدرت خدا کی ہمسے ہین طالب سلام کے

بارہ مہینے سال کے ہوتے ہین جسطرح
بارہ وصی ہین حضرت خیر الانام کے

رغبت دلا نہ مے پہ مجھے پیر میکدہ
واقف ہون مسئلہ سے حلال و حرام کے

پہلو سے صبحدم جو وہ آرامِ جان اوٹھا
نالون سے رہگیا مین کلیجے کو تھام کے

طاؤس و کبک ناز سے چلتے نہ اسطرح
پیرو اگر نہوتے مرے خوش خرام کے

مجھ پوچھتا بتا دہن لاجواب کا | ہوتی زبان بتون کی جو لائق کلام کے

نادان ہین سو طرح کی ہو شوخی مزاج مین | لائق ابھی نہین وہ کسی اور کام کے

صیاد ماجرا اے چمن تجھسے کیا کہین | پروردۂ قفس ہین گرفتار دام کے

ہم روز حشر حضرت کے صدقے ہین بچ گئے | لائق یہ جسم زار تھا انتقام کے

شیشہ کے بدلے خاک تھی کنترا کی طاق مین | ٹکڑے مکان جم مین نظر آئے جام کے

ابرو کے نیچے مردم دیدہ نہین صنم | روشن ہو صاف بت ہین بیت الحرام کے

مہندی لگا کے پاؤن مین دل پیستا ہو وہ | سب سے جدا چلن ہین مرے خوش خرام کے

موسی کیطرح ہم بھی ترے جلوہ گاہ مین | مشتاق ہین جمال کے طالب کلام کے

صیاد نوچ ڈالے گا پر مرغ دل ٹھہر | پھندے نہ ٹوٹ جائین تڑپنے مین دام کے

وہ رند ہون عزیز نہو نقد دل مجھے | ساقی طلب کرے جو عوض ایک جام کے

سرمہ لگاتے اوسکو جو دیکھا یقین ہوا | آہو حلال ہوتے ہین بیت الحرام کے

محشر کے اشتیاق مین آنکھین کھلی رہین | مشتاق ہم جو تھے ترے دیدار عام کے

الفت جنون حسینون کی فعل حسن نہین
عاشق ہو تم حسین علیہ السلام کے

مملو غزل ہو وصف جناب امیر سے | کچھ کم نہین یہ خطبۂ عید غدیر سے

دل ہی غنی عطاے جناب امیرؑ سے
مطلب نہ شاہ سے نہ غرض ہی وزیر سے

ثابت ہی اپنے ہاتھون کی ہر اک لکیر سے
بیعت ہمین ہی دست خداے قدیر سے

مسند سے تھا نہ کام نہ مطلب سریر سے
الفت تھی بوتراب کو فرش حصیر سے

مسرور دل ہی مدح جناب امیر سے
ساقی چھکا دے بادۂ خم غدیر سے

اہل فلک ہین تابع فرمان بوتراب
روشن ہی صاف رجعت مہر منیر سے

شب کو نہ اس خیال سے کھاتے تھے شہ طعام
ہو گرسنہ نہ کوئی یتیم و اسیر سے

دست خدا نے دیکے انگوٹھی نماز مین
سائل کو کر دیا ہی سلیمان فقیر سے

آدم کا حال تھا جو کیا حق نے عیان
رغبت تھی شہ کو اس لیے نان شعیر سے

کیا عرش مرتبہ شہ گردون سریر ہین
کرسی ہی پست آپ کی فرش حصیر سے

الفت سے بوتراب کے تابان ہی آفتاب
روشن ہے ماہ مہر جناب امیر سے

صحبت سے خاکسارون کی خوش بوتراب تھے
الفت امیر کو تھی زیادہ فقیر سے

بازوے مصطفیٰ کی ہین جوشن حسنؑ حسینؑ
واقف نہین گناہ صغیر و کبیر سے

مرغوب دل کو آل عبا کا لباس ہے
نفرت نہ کس طرح ہو قباے حریر سے

جنت مین بیت لونگا ہر اک بیت کی عوض
محبوب کبریا سے جناب امیر سے

پوچھا جو مین نے کس سے ہی بیعت دلا تجھے
آواز دی کہ دست خداے قدیر سے

تکمیل دین علی کی خلافت سے ہو گئی
بڑھکر ہے عید کونسی عید غدیر سے

رہون قید غم مین مجکو چھڑاتے نہین جو آپ
مولا گناہ کیا ہوا عبد حقیر سے

ظاہر کرون مین آپ سے کیا مدعاے دل
واقف حضور ہین مرے مافی الضمیر سے

لغزش نہو قدم کو ذرا بھی صراط پر
ہر دم یہی دعا ہے خداے قدیر سے

جود و سخا پہ شاہ کے قرآن گواہ ہے
بڑھکر سخی ہے کون جناب امیر سے

روزہ کیا حضور نے افطار آب سے
روٹی نہ کی عزیز یتیم و اسیر سے

قرآن سے منحرف کسی صورت نہو بشر
پائی ہے یہ کتاب خدا کے صفیر سے

حضرت کے دوست جائینگے جنت مین جب جنون
ہم آگے ہونگے فضل خداے قدیر سے

سائل کبھی فقیر نہوگا فقیر سے
مانگے گا جب گدا تو جناب امیر سے

سرکار حق کے بعد ہے سرکار مصطفے
سلطان بھی ملتجی ہین نبی کے وزیر سے

سلطان تو کیا ہین آل رسولان ماسلف
طالب رہے مدد کے جناب امیر سے

دنیا کی لذتون سے زبان کو نہ کام تھا
نفرت تھی شہ کو ذائقۂ شہد و شیر سے

دن کاٹتے تھے آب کشی اور صوم مین
افطار شب کو کرتے تھے نان شعیر سے

معراج مین نبی گئے جس جس مقام پر
خالی نہ پایا وہ شہ گردون سریر سے

پہونچے رسول پردۂ قدرت کے پاس جب
آئی صدا یہ جانب رب قدیر سے

کس سے زیادہ تمکو محبت ہے مصطفے
بولی خدا کے بعد ہے اپنے وزیر سے

حضرت نے گوش دل سے جو آواز کو سنا
اشبہ تھی کیا صدا اے جناب امیر سے

نسیان و سہو سے یہ مبرا ہو کس طرح
انسان کی پرورش تو ہوئی خام شیر سے

یہ چرخ پیستا ہے عبث اشیا کی طرح
انکار کچھ نہیں مجھے نان شعیر سے

صیاد نے رہا نہ کیا عمر بھر انہیں
چھٹ کر نہ ہمصفیر ملے ہمصفیر سے

تیر نگہ سے ہو چکا یہ مرغ دل ہدف
صیاد تو کشیدہ ہے اس گوشہ گیر سے

وہ ماہ وش سنی تو مری دل کی داستان
دلچسپ ہے یہ قصہ بدر منیر سے

راحت میں رنج غیر کی ہوتی نہیں خبر
آگاہ کیا امیر ہے حال فقیر سے

قانع ہوں جو ملا وہ غنیمت ہوا مجھے
مطلب قلیل سے نہ غرض ہے کثیر سے

رزاق کا نہ شکر کروں کھا کے نان خشک
اے دل کبھی نہوگا یہ عبد حقیر سے

روضے پہ اپنے جلد بلا لیجیے اسے
یہ عرض ہے جنون کی جناب امیر سے

جن و انسان و ملک سب ہیں ثنا خوان علی
کون ایسا ہے نہیں جسپہ کہ احسان علی

چاک جیب سحر ہے یا چاک دامان علی
صبح کا تارہ ہے یا کوئی گریبان علی

ہر گھڑی ہر وقت ہین سو جان ہو قربان علی
عاشق شیدا ہین ایسی دل کیا محبان علی

حضرت روح الامین ہین جبکہ دربان علی
پھر بیان ہو کس زبان سے شان ایوان علی

غیرت فردوس خوشبو سے ہو صحرای ختن
گر صبا لیجای بوے زلف پیچان علی

کیون فرشتون پر نہ مداح علی کو فوق ہو
خالق یکتا ہے قرآن ہین ثنا خوان علی

چھٹ گئے زندان ہو عالم کی عزیز دل ہوئے
ہو گئے یوسف قیدی چاہ زنخدان علی

مومنون کو گلشن فردوس صدقے مین ملا
غیر ممکن ہے ادا ہو شکر احسان علی

حضرت جبرئیل کے بھی آپ جب اوستاد ہون
سب ملک کیونکر نہون طفل دبستان علی

خاک مین گو مل گئی ہین گردش ایام سے
آسمان پر ہے دماغ خاکساران علی

ہے زبان کا کام مدحت ورد لسان احمد کے
اے دہان ولب رہو تم بھی ثنا خوان علی

آفتاب حشر کی گرمی سے مومن کیون ڈرین
ہو نگے یہ فضل خدا سے زیر دامان علی

ہو اونھین اکسیر اعظم خاک پای بوتراب
کیمیا کی کیون ہون طالب خاکساران علی

کیون نہ پھر حورون کو ہو اکی نوا جی پسند
عندلیب باغ جنت ہی ثنا خوان علی

آسمان دین ہین خود اور شبر و شبیر ہین
ماہ تابان علی مہر درخشان علی

گلشن جنت ہی گل اوسکے گل ہنجار ہیرہ
رنج نہین کرتے خزان سوی گلستان علی

دست کش ہون مدح سے مولی کی یہ ممکن نہیں
شل اسو دہاتھ کٹوا کر غلامان علی

مومنون کی کیون نہ کشتِ آرزو سرسبز ہو
ابر رحمت سے ہو بہتر ظلِ دامانِ علی

کب تفاوت ہو سرِ مو لیلۃ القدر اسکو جان
گر دعا وقتِ تمنائے زلفِ پیچانِ علی

جسمِ اطہر سے نہ آتی بوئے جنت کسطرح
باغِ احمد کی ثمر تھے نونہالانِ علی

روح ہو اوسکو جسے دیکھین نگاہِ مہر سے
کیون دلِ مردم نہو قربانِ چشمانِ علی

سرگذشتِ ربع مسکون عرض کرتے تھے زمین
دشت و در شہر و جبل تھے تحت فرمانِ علی

ق
زیرِ ران ہین نور کی ناقے سرونپر تاج زر
فرق پر پھرتا ہے چتر ظلِ دامانِ علی

آگے آگے ترجمہ گویان جلو مین ہین ملک
اس طرح محشر مین آتے ہین غلامانِ علی

اخترِ طالع چمک کر غیرتِ خورشید ہو
خواب مین دیکھے جنون گر روئے تابانِ علی

گلشنِ فردوس علی ہو گلستانِ علی
لونڈیان حورین تو غلمان ہین غلامانِ علی

جبکہ آتا ہے خیالِ روئے تابانِ علی
دل تڑپ کر صاف کہتا ہے کہ قربانِ علی

گر ورائے ہستی سے پہونچین تا بدامانِ علی
کاٹ ڈالین ہاتھ پہنچین ہی غلامانِ علی

نزع مین پیشِ نظر ہے روئے تابانِ علی
کیون نہ شادی مرگ ہون پھر جان نثارانِ علی

تھے خدا و مصطفے اوس سے کوئی واقف نہین
ہر کسی پر کیا عیان ہو رازِ پنہانِ علی

اے فلک قابض ہین وہ عرضِ نجف پر حشر تک
خاک مین جو مل گئی ہین خاکسارانِ علی

جان و دل سے نام پر مولیٰ کے ہیں ہر دم فدا ‏ کچھ قنبری سے بھی بڑھکر ہیں غلامانِ علی

سو جگہ نہر لبن ہیں وہ لب سحر بیان ‏ آبرو کوثر کی ہے چاہ زنخدانِ علی

سنبل و گل دیکھکر ہوتے ہیں جنت میں خجل ‏ روے خندانِ علی گیسوے پیچانِ علی

مجتمع بئرالالم ہیں گو کہ تھے تو لاکھ جن ‏ جان کی دہشت سے بھاگے روز میدانِ علی

رجعت خورشید اور شق القمر سے ہے عیاں ‏ تھا مطابق حکم پیغمبر کے فرمانِ علی

نردبانِ آسمان اوس تک پہونچ سکتے نہیں ‏ کیا بیان ہو ارتفاع بام ایوانِ علی

کہتے ہیں حوریں کہ ہم کیونکر بلا گردان نہوں ‏ دل کھنچا جاتا ہے سوے زلف پیچانِ علی

چشم نرگس میں نظر غنچہ میں گویائی نہیں ‏ ہیں خجل پیش دہانِ تنگ و چشمانِ علی

بدر و خندق خیبر و صفین میں وہ تنہا لڑے ‏ حافظ مطلق رہا ہر جا نگہبانِ علی

مومنوں کا ساتھ حوروں کا نہ کیوں جنت میں ہو ‏ یہ غلامانِ علی ہیں وہ کنیزانِ علی

ڈوبتا دل حضرت یوسف کا اوسکی چاہ میں ‏ دیکھتے چشموں سے گر چاہ زنخدانِ علی

قبر پر شیعوں کے کہتے ہیں نکیرین اسطرح ‏ پھر چلو ہیں خواب رحمت میں غلامانِ علی

زیر فرمان سلیمان گو کہ تھا سارا جہان ‏ خود سلیمان تھے مطیع حکم فرمانِ علی

دوش احمد پر قدم رکھا جو بیت اللہ میں ‏ ہو گئی اوس دم دو بالا شوکت و شانِ علی

چشم باطن سے ذرا کر سیر باغ سر غیب ‏ غنچۂ سربستہ ہے گویا گریبانِ علی

عیسئ مریم لب جان بخش پر دیتے ہین جان
دل سے موسیٰ ہین اسیر زلف پیچان علیؑ

لوح محفوظ آپ کے مکتب مین ہو اونا سی لوح
خامۂ قدرت ہو اک کلک قلمدان علیؑ

جب دم مدح و ثنا چلتی ہی پھر رکتی نہین
بنگئی گویا زبان شمشیر بران علیؑ

روشنی موسیٰ نے دیکھی تھی جو کوہ طور پر
جلوہ گر تھا لمعۂ شمع شبستان علیؑ

اپنے مولے کی غلامی کا نہ کیونکر دم بھرے
قمری شمشاد جنت ہے ثنا خوان علیؑ

ہی یقین کلیون کی خوشبو سے سارا جہان
گر نسیم صبح سے ہل جاے دامان علیؑ

ربع مسکون مین ہین لاثانی یہ چارون دیکھنا
ابرو و مژگان و چشم و زلف پیچان علیؑ

سیکڑون اسرار الٰہی اوسکے ہر حلقے مین ہین
پھر کھلے کیا عقدۂ گیسوے پیچان علیؑ

دشمن حیدر نہ کیونکر ہو بھلا صید جنون
شیر سے خالی نہین اب تک نیستان علیؑ

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ دیوان بلاغت عنوان تاج النظم المسمیٰ بہ سراج النظم مصنفہ نواب والا اقتدار امیر عالی تبار خورشید وقار فلک اقتدار جناب نواب سراج الدولہ مرزا علی محمد خان بہادر سردار جنگ دام اقبالہ باہتمام خاکسار سراپا انکسار امیدوار رحمت لم یزلی سید عابد علی مطبع اثنا عشری واقع لکھنؤ مین بتاریخ ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطبوع ہوا

یہ کتاب بعوض نانبر خشت کی قیمت وصول پایا

محمد اکبر و گلبان